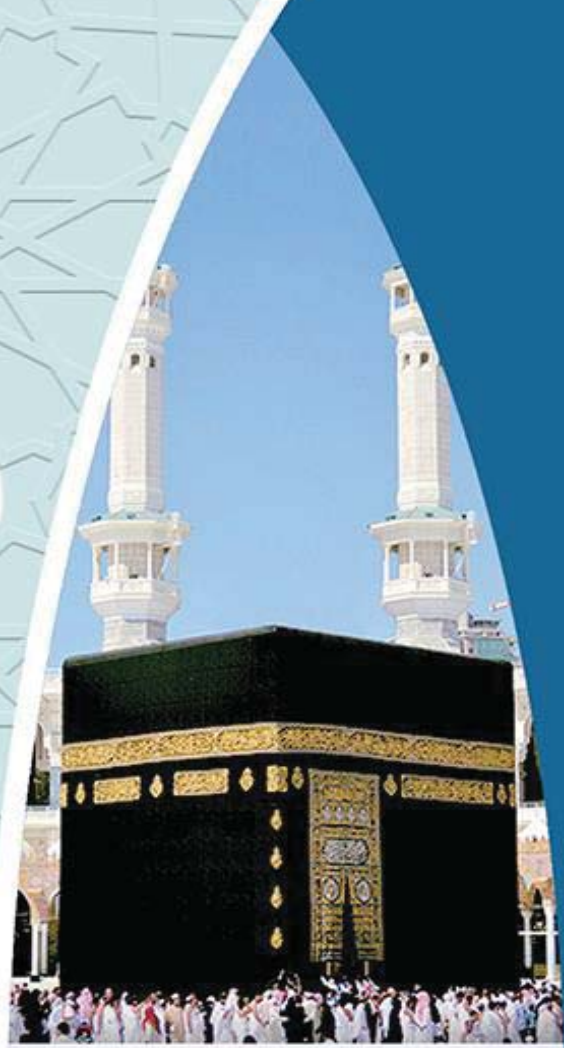
قصص الانبیاء علیہم السلام







مُترجم

ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمان

ایم اے، ایم او ایل، پی ایچ ڈی

ایم اے عربی، اردو، فارسی، اسلامیات

ناشر: مسجد الفرقان ملیر کینٹ بازار، کراچی

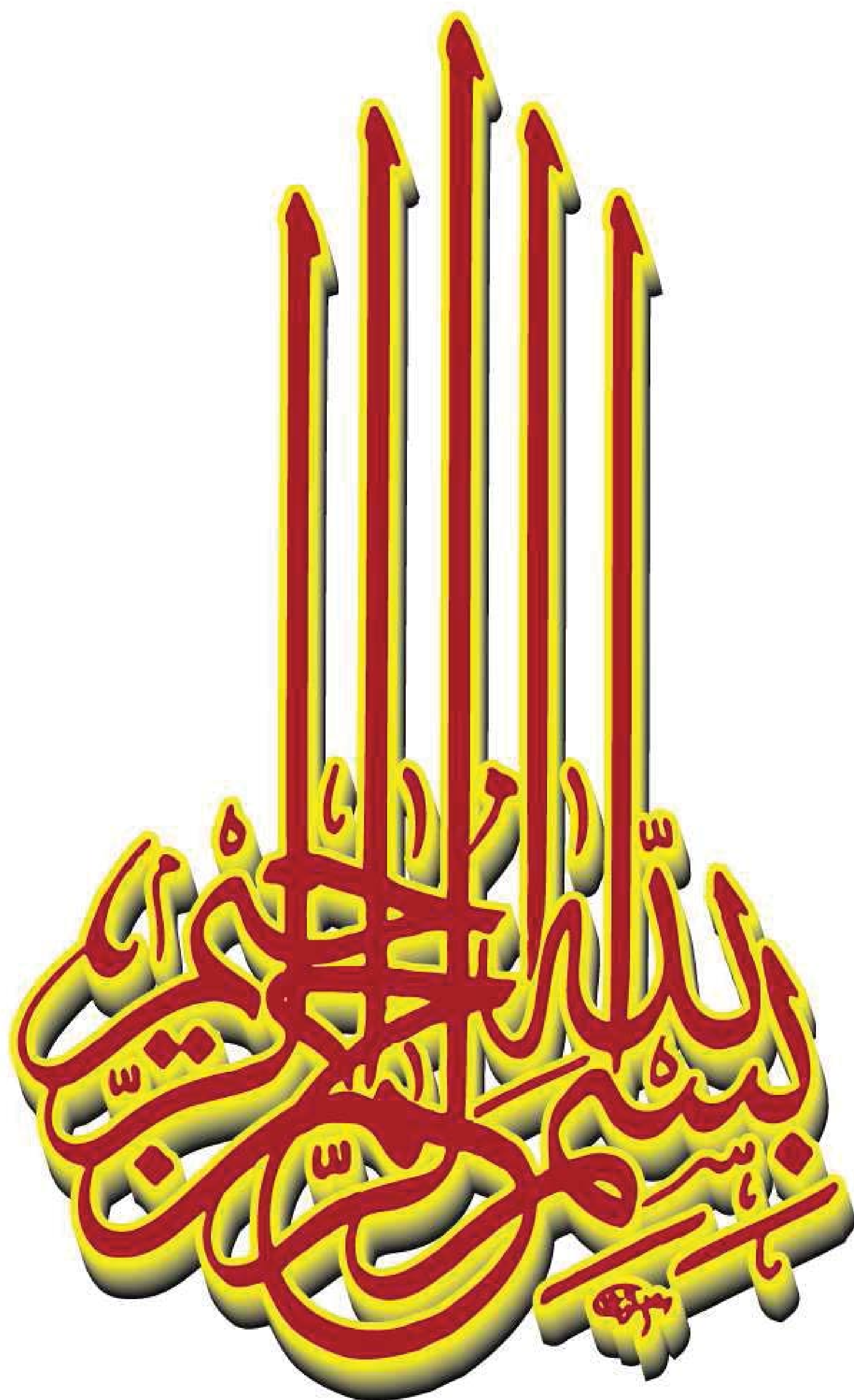
قصص الانبیاء علیہم السلام

حصہ اول

ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن
ایم اے، ایم او ایل، پی ایچ ڈی
ایم اے عربی، اردو، فارسی، اسلامیات

مسجد الفرقان، ملیر کینٹ بازار کراچی

نام کتاب	:	قصص الانبیا علیہم السلام
مصنف	:	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ
مترجم	:	بریگیڈیئر ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن (ر)
ناشر	:	مسجد الفرقان ملیر کینٹ بازار کراچی
تعداد	:	۱۱۰۰
سن طباعت	:	۲۰۱۸ء


بسم الله الرحمن الرحيم

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

فہرست

حصہ اول:

حصہ دوم:

حصہ سوم:

حصہ چہارم:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کچھ ترجمہ کے بارے میں

کتاب کا ترجمہ عربی پڑھنے والے طلبہ وطالبات کی آسانی کے لئے کیا گیا ہے تاکہ وہ استاذ سے پہلے اگر اس ترجمہ کو دیکھ لیں تو انہیں دِقّت نہ ہو اور اگر کتاب سامنے رکھ کر ہر عربی فقرہ کا ترجمہ دیکھتے جائیں تو بھی تکلیف نہ ہو۔ اگر کوئی صاحب نبیوں کے قصّے کے طور پر اسے پڑھیں گے تو بھی ان شاء اللہ محظوظ ہوں گے اور ان قصّوں کو نہایت دلچسپ پائیں گے۔

اس کتاب کے مؤلف عالمِ اسلام کے مشہور ومعروف عالمِ دین حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم وعمل کی دولت کے ساتھ "سوزِ دروں" بھی بخشا ہے اور یہ "سوزِ دروں" ان کی ہر کتاب کا "مابہ الامتیاز" ہے۔ انہوں نے یہ کتاب دراصل اپنے بھتیجے محمد الحسنی کے لیے لکھی تھی اور یہ دوسرے بچوں کی خوش قسمتی تھی کہ ان کی وجہ سے یہ کتاب ان کے ہاتھ لگی۔ بچوں کی تعلیم وتربیت کے لیے یہ بہت ہی مفید کتاب ہے۔ بچے اس سے عربی سیکھنے کے ساتھ ایمان ویقین کی دولت سے بھی یقیناً مالا مال ہوں گے۔ میں نے مؤلف کی اجازت سے اس کتاب کو ترجمہ کے لیے اسی وجہ سے منتخب کیا کہ ہمارے مسلمان طلبہ وطالبات عربی سیکھنے کی خاطر اور

ویسے بھی اگراس کتاب کو پڑھیں گے تواس سے ان کا ایمان تازہ ہوگا۔

مؤلف جگہ جگہ موقع ومحل کی مناسبت سے قرآنی آیات لائے ہیں اور یہ آیات بین القوسین ہیں۔قرآنی آیات کا ترجمہ زیادہ ترحکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ترجمۂ قرآن مجید سے لیا گیا ہے۔ترجمہ کے ساتھ آیات کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے۔

ترجمہ کرنا کوئی آسان کام نہیں۔کتاب کتنی بھی آسان ہوترجمہ اتنا ہی مشکل ہوتا ہے۔عمدہ ترجمہ کی خوبی یہ ہے کہ عبارت میں سے کوئی لفظ چھوٹے بھی نہیں اور کلام کا زوراسی طرح قائم بھی رہے۔میں نے اس مقصد کو پانے کے لیے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے اور مجھے امید ہے کہ قارئین مطالعہ کے دوران اس حقیقت کو پالیں گے۔

یہ کام مجھ سے میرے اللہ نے کرادیا اگراس کی توفیق شاملِ حال نہ ہوتی تو کبھی یہ مکمل نہ ہوسکتا۔اسی پرمیں نے توکل کیا اوراسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُقدّمۃ

مولانا سید ابو الحسن علی الحسنی

پیارے بھتیجے[۱] میں تمہیں اور تمہارے ہم عمر بچوں کو قصوں اور کہانیوں کا حریص دیکھتا ہوں تم یہ قصے بڑے شوق سے سُنتے اور بڑی رغبت اور توجہ سے پڑھتے ہو لیکن مجھے افسوس ہے کہ میں تمہارے ہاتھ میں بلیوں، کتوں، شیروں، بھیڑیوں، بندروں اور ریچھوں کی کہانیاں دیکھتا ہوں ہمارے ہاں انہی کا رواج ہے یہی وجہ ہے کہ تم یہ چیزیں مطبوعہ شکل میں دیکھتے ہو اور تم نے عربی زبان سیکھنے کی ابتداء کی ہے اس لیے کہ یہ قرآن، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دین کی زبان ہے اور اس کے پڑھنے میں تجھے بلا کا شوق ہے۔ لیکن مقامِ افسوس ہے کہ تمہیں تمہاری عمر کے لحاظ سے عربی قصے سوائے حیوانات، من گھڑت کہانیوں، افسانوں اور خرافات کے نہیں ملیں گے۔ میں نے مناسب سمجھا کہ تمہاری خاطر اور تمہارے جیسے دوسرے مسلمان بچوں کے لیے

---

[۱] یہ مصنف کے بڑے بھائی مولانا ڈاکٹر حکیم سید عبد العلی الحسنیؒ فاضل دار العلوم دیو بند، ایم بی بی ایس، کے بیٹے اور مؤلف کے بھتیجے ''محمد'' ہیں اور بحمد اللہ انہیں عربی پر دسترس حاصل ہے وہ ماہنامہ ''البعث الاسلامی' کے مدیر ہیں جو لکھنؤ سے شائع ہوتا ہے۔

نبیوں علیہم السلام اور رسولوں علیہم السلام کے قصے ، آسان اسلوب میں لکھوں جو تمہاری عمر اور ذوق کے موافق ہوں۔ پس میں نے ایسا ہی کیا ہے اور بچوں کے لیے نبیوں کے قصوں کی یہ پہلی کتاب ہے جو میں تمہیں ہدیتہً پیش کرتا ہوں۔

میں نے اس میں بچوں کی نفسیات اور اسلوب کا خیال رکھا ہے۔ پس میں نے جملوں اور کلموں کے تکرار اور آسان الفاظ اور قصّہ کے پھیلاؤ کو پیشِ نظر رکھا ہے میں امید کرتا ہوں کہ یہ چھوٹی سی کتاب عربی پڑھنے والے بچوں کے لیے پہلی کتاب ہوگی جسے وہ اپنے اسکولوں میں پڑھیں گے۔ میں جلد ہی تمہیں نبیوں کے قصّوں کا اور تحفہ بھی دوں گا جو عمدہ، دلچسپ، واضح، آسان، ہلکا پھلکا اور خوبصورت ہوگا اور اس میں کوئی بات جھوٹی نہیں ہوگی۔

اے محمد! اللہ تمہاری وجہ سے تمہارے ماں باپ ، چچا اور اسلام کی آنکھیں ٹھنڈی کرے اور تمہاری وجہ سے اس گھر اور مسلمانوں پر تمہارے آباء واجداد کی برکتیں واپس لائے۔

(علی الحسنی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ

بتوں کو کس نے توڑا؟

۱۔ بت فروش

بہت بہت پہلے کی بات ہے ایک بستی میں ایک بہت مشہور آدمی تھا۔ اس آدمی کا نام آزر تھا اور آزر بُت فروش تھا اور اس بستی میں ایک بہت بڑا گھر تھا اور اس گھر میں بہت بُت تھے اور لوگ ان بتوں کو سجدہ کرتے تھے اور آزر بھی ان بتوں کو سجدہ کرتا تھا اور آزر ان بتوں کی عبادت کرتا تھا۔

۲۔ آزر کا بیٹا

آزر کا ایک بہت ہی شریف لڑکا تھا اُن کا نام ابراہیم علیہ السلام تھا۔ ابراہیم علیہ السلام لوگوں کو بتوں کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے دیکھتے تھے اور وہ لوگوں کو بتوں کی عبادت کرتے ہوئے بھی دیکھتے تھے۔

ابراہیم علیہ السلام خوب جانتے تھے کہ یہ بُت پتھر ہیں اور یہ بولتے سنتے نہیں اور یہ بھی جانتے تھے کہ یہ بُت نہ نفع دیتے ہیں نہ نقصان اور وہ یہ بھی دیکھتے تھے کہ مکھی بتوں پر بیٹھ جاتی ہے اور وہ اسے ہٹا نہیں سکتے اور دیکھتے تھے کہ چوہا بتوں کا کھانا کھاتا رہتا ہے وہ اسے منع نہیں کرتے اور ابراہیم علیہ السلام اپنے جی میں کہتے تھے ”لوگ بتوں کو

سجدہ کیوں کرتے ہیں؟'' اور ابراہیم علیہ السلام اپنے آپ سے سوال کرتے تھے ''لوگ بتوں سے مانگتے کیوں ہیں؟''

۳۔ ابراہیم علیہ السلام کی نصیحت

اور ابراہیم علیہ السلام اپنے والد سے کہتے تھے ابا جی! آپ ان بتوں کی عبادت کیوں کرتے ہیں؟ ان بتوں کو سجدہ کیوں کرتے ہیں؟ ان بتوں سے کیوں مانگتے ہیں؟ بیشک یہ بت بولتے، سنتے نہیں اور نہ یہ نفع نقصان دیتے ہیں اور کس لئے کھانا پینا ان کے لئے رکھا جاتا ہے؟ اور پکی بات ہے ابو یہ بُت کھاتے پیتے نہیں اور آزر کو غصّہ آجاتا تھا مگر سمجھتے نہیں تھے اور ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کو نصیحت کرتے تھے اور لوگ بھی غضبناک ہوتے اور سمجھتے نہ تھے، ابراہیم علیہ السلام نے کہا جب لوگ چلے جائیں گے تو میں بتوں کو توڑ دوں گا پھر انہیں صحیح سمجھ آئے گی۔

۴۔ ابراہیم علیہ السلام بُت توڑتے ہیں

اور عید آگئی اور لوگ خوش ہوئے، لوگ اور بچے عید کے لیے نکلے اور ابراہیم علیہ السلام کے والد بھی نکلے اور انہوں نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا ''کیا آپ ہمارے ساتھ نہیں جائیں گے؟'' ابراہیم علیہ السلام نے کہا ''میری طبیعت ناساز ہے''۔ لوگ چلے گئے اور ابراہیم علیہ السلام گھر پہ رہ گئے، ابراہیم بتوں کے پاس آئے اور ان سے کہا ''بولتے کیوں نہیں؟ سنتے کیوں نہیں؟ یہ کھانا ہے یہ پینا ہے کیوں نہیں کھاتے؟ کیوں نہیں پیتے؟'' اور بت خاموش رہے۔ اس لیے کہ پتھر تھے اور پتھر نہیں بولتے۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا ''تمھیں کیا ہوگیا ہے کیوں نہیں بولتے ہو؟'' بُت خاموش رہے اور نہ بولے۔ اس وقت ابراہیم علیہ السلام کو غصہ آگیا اور انہوں نے کلہاڑا لے لیا اور

کلہاڑے سے بتوں کو مارا اور توڑ پھوڑ دیا اور ابراہیم علیہ السلام نے سب سے بڑے بت کو چھوڑ دیا اور کلہاڑا اس کی گردن میں لٹکا دیا۔

۵۔ یہ کس نے کیا؟

لوگ واپس آئے اور بُت خانہ میں داخل ہوئے۔لوگوں نے بتوں کو سجدہ کرنے کا ارادہ کیا کہ وہ عید کا دن تھا لیکن لوگ تعجب میں آگئے اور ڈر گئے۔لوگوں نے افسوس کیا اور غضبناک ہوئے۔انہوں نے کہا ''ہمارے بتوں کے ساتھ یہ حرکت کس نے کی ہے؟'' انھوں نے کہا ''ہم نے ایک جوان کے بارے میں سُنا ہے جوان کا ذکر کرتا رہتا ہے۔اُسے ابراہیم (علیہ السلام) کہتے ہیں۔''

انہوں نے کہا '' اے ابراہیم! ہمارے بتوں کے ساتھ یہ سلوک تم نے کیا ہے؟

ابراہیم علیہ السلام نے کہا ''یہ تو ان کے بڑے نے کیا ہے انہیں سے پوچھ لو اگر بولتے ہیں''۔لوگوں کو پتہ تھا کہ بت پتھر ہیں اور وہ جانتے تھے کہ پتھر نہ سنتے ہیں نہ بولتے اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ بڑا بُت بھی تو پتھر ہے اور سب سے بڑا بُت چل پھر نہیں سکتا اور وہ بتوں کو توڑ نہیں سکتا۔انہوں نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا ''تو خوب جانتا ہے کہ بُت بولتے نہیں''۔ابراہیم علیہ السلام نے کہا ''پھر تم بتوں کی عبادت کیسے کرتے ہو جبکہ یہ نقصان دیتے ہیں نہ فائدہ؟ اور تم ان سے کیسے مانگتے ہو جبکہ یہ بولتے سنتے نہیں؟ تم سمجھتے کچھ بھی نہیں تمھیں عقل نہیں؟''لوگ خاموش ہو گئے اور شرمندہ ہوئے۔

٦۔ ٹھنڈی آگ

لوگ جمع ہوئے اور انھوں نے کہا ''ہم کیا کریں؟ ابراہیم نے بتوں کو توڑا ہے اوران کو ذلیل کیا ہے۔'' اور لوگوں نے پوچھا ''ابراہیم کی سزا کیا ہو؟ اس کا بدلہ کیا ہو؟'' جواب یہ تھا ''اسے آگ میں جلادو۔اپنے بتوں کی مدد کرو'' اور یہی ہوا۔ انہوں نے آگ جلائی اور اس میں ابراہیم علیہ السلام کو پھینک دیا لیکن اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کی مدد کی اور آگ سے کہا ''اے آگ! ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوجا'' اور ایسا ہی ہوا۔آگ ابراہیم علیہ السلام کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوگئی اور لوگوں نے دیکھا کہ آگ ابراہیم علیہ السلام کو کوئی تکلیف نہیں دے رہی اور لوگوں نے دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام بہت خوش ہیں اور صحیح سالم ہیں۔لوگ سخت حیران ہوئے۔

۷۔ میرا رب کون ہے؟

اور ایک رات ابراہیم علیہ السلام نے ایک ستارا دیکھا، کہا: ''یہ میرا رب ہے'' اور جب ستارہ غائب ہوگیا، ابراہیم علیہ السلام نے کہا ''نہیں یہ میرا رب نہیں'' اور ابراہیم علیہ السلام نے چاند دیکھا اور کہا ''یہ میرا رب ہے'' اور جب چاند غائب ہوگیا تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا ''نہیں یہ میرا رب نہیں'' اور سورج نکلا، ابراہیم علیہ السلام نے کہا ''یہ میرا رب ہے یہ بہت بڑا ہے'' اور جب رات کو سورج بھی غائب ہوگیا ابراہیم علیہ السلام نے کہا ''نہیں! یہ میرا رب نہیں''۔ بیشک اللہ زندۂ جاوید ہے۔مرے گا نہیں وہ باقی رہنے والا ہے غائب نہیں ہوتا۔ بیشک اللہ طاقتور ہے اس پر کوئی چیز غالب نہیں آسکتی۔ستارہ کمزور ہے اس پر صبح غالب آجاتی ہے، چاند کمزور ہے کہ اس پر سورج غالب آجاتا ہے اور سورج کمزور ہے کہ اس پر رات غالب آجاتی ہے اور اس پر بادل غالب آجاتا ہے اور ستارہ میری مدد نہیں کرسکتا کہ وہ خود کمزور ہے اور چاند میری مدد نہیں کرسکتا کہ وہ خود

کمزور ہے اور سورج میری مدد نہیں کر سکتا کہ وہ خود کمزور ہے۔ میری مدد تو اللہ کرتا ہے اور کرے گا اس لیے کہ وہ زندۂ جاوید ہے، باقی ہے، غائب نہیں ہوتا اور طاقتور ہے۔ اس پر کوئی چیز غالب نہیں آسکتی۔

۸۔ میرا رب اللہ ہے

ابراہیم علیہ السلام نے جان لیا کہ اللہ ہی ان کا رب ہے۔ اس لیے کہ وہ زندہ ہے مرتا نہیں اور نہ مرے گا۔ باقی ہے، غائب نہیں طاقتور ہے اس پر کوئی چیز غالب نہیں آسکتی اور ابراہیم علیہ السلام نے جان لیا کہ اللہ ستارے کا رب ہے اور اللہ چاند کا رب ہے اور اللہ سورج کا رب ہے اور بلاشبہ وہ جہانوں کا رب ہے۔

اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو ہدایت دی اور انہیں اپنا نبی اور خلیل ......دوست بنایا اور ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو دین کی دعوت دیں اور بتوں کی عبادت سے روکیں۔

۹۔ ابراہیم علیہ السلام کی دعوت

ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا اور انہیں بتوں کی پرستش سے روکا۔ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا ''تم کیا عبادت کرتے ہو؟'' انہوں نے کہا کہ ''ہم بتوں کی عبادت کرتے ہیں''۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا ''کیا جب تم انہیں پکارتے ہو وہ تمھاری سنتے ہیں؟ یا وہ تمھیں کوئی فائدہ یا نقصان دیتے ہیں؟'' انہوں نے کہا ''ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے''۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا ''میں ان بتوں کی عبادت نہیں کرتا بلکہ میں تو ان بتوں کا دشمن ہوں۔ میں جہانوں کے رب کی عبادت کرتا ہوں اور کروں گا جس نے مجھے پیدا کیا۔ پس وہی مجھے ہدایت دیتا ہے اور

وہی مجھے کھلاتا پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے وہی مجھے مارتا اور زندہ کرتا ہے اور کرے گا۔"

بُت نہ پیدا کرتے ہیں اور نہ ہدایت دیتے ہیں۔ یہ کسی کو کھلاتے ہیں نہ پلاتے اور جب کوئی بیمار ہو جائے تو یہ شفا نہیں دیتے اور یہ کسی کو مارتے ہیں نہ جلاتے۔

۱۰۔ بادشاہ کے رُوبرُو

شہر میں ایک بڑا بادشاہ تھا اور بہت ظالم تھا اور لوگ بادشاہ کو سجدہ کرتے تھے۔ بادشاہ نے سُنا کہ ابراہیم علیہ السلام اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتے، بادشاہ غضبناک ہوا اور اس نے ابراہیم علیہ السلام کو بلا بھیجا۔ ابراہیم علیہ السلام آئے وہ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔ بادشاہ نے کہا "ابراہیم (علیہ السلام)! تمہارا رب کون ہے؟" ابراہیم علیہ السلام نے کہا "میرا رب اللہ ہے"۔ بادشاہ نے کہا "اللہ کون ہے؟" ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا "وہ جو زندہ کرتا اور مارتا ہے"۔ بادشاہ نے کہا "میں بھی زندہ کرتا اور مارتا ہوں۔" بادشاہ نے ایک آدمی کو بلایا اور اُسے قتل کر دیا اور ایک دوسرے آدمی کو بلایا اور اُسے چھوڑ دیا اور کہا کہ میں زندہ کرتا اور مارتا ہوں۔ میں نے ایک کو قتل کر دیا اور دوسرے کو چھوڑ دیا۔ بادشاہ بڑا غبی اور کند ذہن تھا اور ہر مشرک ایسا ہی ہوتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ بادشاہ اور اس کی قوم کو سمجھائیں، ابراہیم علیہ السلام نے بادشاہ سے کہا "بیشک میرا اللہ سورج کو مشرق سے لاتا ہے تو اُسے مغرب سے لے آ"۔ بادشاہ سخت حیران ہوا اور خاموش ہو گیا۔ بادشاہ شرمندہ ہوا اور لاجواب ہو گیا۔

١١۔ والد کو دعوت

اور ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کو دعوت دینے کا بھی ارادہ کیا اور ان سے کہا ''اے ابا جی! جو سنتے دیکھتے نہیں آپ ان کی عبادت کیوں کرتے ہیں؟ اور جو فائدہ اور نقصان نہیں دیتے ان کی عبادت کیوں کرتے ہیں؟'' اے ابّا جی! ''آپ شیطان کی عبادت نہ کریں؟'' اے ابّا جی! ''آپ رحمن کی عبادت کریں''۔ ابراہیم علیہ السلام کے والد برہم ہوئے اور کہا '' میں تجھے ماروں گا مجھے چھوڑ دے اور کچھ نہ کہہ''۔ ابراہیم علیہ السلام بہت ہی حلیم اور بردبار تھے۔ اپنے والد سے کہا'' آپ پر سلامتی ہو'' اور کہا کہ میں یہاں سے جاتا ہوں اور اپنے رب کو پکاروں گا۔ ابراہیم علیہ السلام کو بہت افسوس ہوا اور انہوں نے کسی دوسرے شہر جانے کا ارادہ کرلیا کہ وہاں اپنے رب کی عبادت کریں اور لوگوں کو اللہ کی طرف بلائیں۔

١٢۔ مکہ کی طرف

ابراہیم علیہ السلام کی قوم، بادشاہ اور والد سب ناراض ہوگئے اور ابراہیم علیہ السلام نے کسی دوسرے شہر جانے، اللہ کی عبادت کرنے اور لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے کا ارادہ کرلیا۔ ابراہیم علیہ السلام اپنے شہر (ملک) سے نکلے اور اپنے والد کو الوداع کہا۔ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کا قصد کیا، ان کے ساتھ ان کی اہلیہ ہاجرہ تھیں۔ مکہ میں نہ چارہ تھا نہ درخت، اس میں نہ کنواں تھا نہ کوئی نہر، مکہ میں نہ حیوان تھے نہ انسان۔ ابراہیم علیہ السلام مکہ پہنچے اور اس میں اترے ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی ہاجرہ اور بیٹے اسماعیل کو وہاں چھوڑا اور جب ابراہیم علیہ السلام نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو ان کی بیوی ہاجرہ نے کہا ''حضور! کہاں کا ارادہ ہے؟ کیا آپ مجھے یہاں چھوڑ جائیں گے؟ یہاں نہ پانی ہے

اور نہ کھانا، کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟'' ابراہیم علیہ السلام نے کہا ''ہاں'' ہاجرہ نے کہا ''پھر وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا''۔

۱۳۔ زمزم کا کنواں

ایک مرتبہ اسماعیل کو پیاس لگی، ان کی والدہ نے انہیں پانی پلانا چاہا مگر پانی کہاں؟ مکہ میں کوئی کنواں نہ تھا اور نہ کوئی دریا اور نہر، ہاجرہ پانی کی تلاش میں تھیں اور ''صفا'' پہاڑی سے ''مروہ'' تک اور ''مروہ'' سے ''صفا'' تک دوڑتی تھیں۔ اللہ نے ہاجرہ کی مدد کی اور اسماعیل کی مدد کی اور ان دونوں کے لیے پانی پیدا کیا اور پانی زمین سے نکلا۔ اسماعیل اور ہاجرہ نے پیا، پانی ''زمزم'' کے کنویں کی صورت میں باقی رہا۔ اللہ نے زمزم کو بڑی برکت دی اور یہ وہی کنواں ہے جس سے لوگ حج میں پیتے ہیں اور ''زمزم'' لے کر اپنے اپنے ملکوں کو جاتے ہیں۔ کیا تو نے ''زم زم'' پیا ہے؟

۱۴۔ ابراہیم علیہ السلام کا خواب

ابراہیم علیہ السلام مدت کے بعد مکہ واپس آئے، اسماعیل علیہ السلام اور ہاجرہ رضی اللہ عنہا سے ملے۔ ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام سے خوش ہوئے۔ اسماعیل علیہ السلام چھوٹے لڑکے تھے۔ دوڑتے، کھیلتے اور والد کے ساتھ نکلتے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام اسماعیل علیہ السلام سے بہت پیار کرتے تھے۔ ایک رات ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ وہ اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرتے ہیں اور ابراہیم علیہ السلام سچے نبی تھے، ان کا خواب سچا خواب تھا اور ابراہیم علیہ السلام اللہ کے دوست تھے۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ جس چیز کا انہیں خواب میں اللہ نے حکم دیا ہے کر گزریں۔ ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام سے کہا ''بیشک میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تمہیں ذبح کرتا ہوں، تو دیکھ تیری کیا رائے

ہے؟'' اسماعیل نے کہا'' اے ابّا جی! آپ وہ کرگزریں جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے''۔ ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام کو ساتھ لیا اور ایک چھری بھی لی اور جب ابراہیم علیہ السلام ''منیٰ'' پہنچے، اسماعیل کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا اور اسماعیل علیہ السلام زمین پر پہلو کے بل لیٹ گئے، ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کرنے کا ارادہ کیا اور اسماعیل علیہ السلام کے گلے پہ چھری رکھ دی لیکن اللہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کیا اس کا دوست وہ کرتا ہے جس کا اسے حکم دیا جاتا ہے، اور کیا وہ بیٹے سے زیادہ پیار کرتا ہے یا اللہ سے؟ ابراہیم علیہ السلام امتحان میں کامیاب ہوئے، اللہ نے جبریل علیہ السلام کو جنت سے ایک مینڈھا دے کر بھیجا اور کہا کہ اسے ذبح کریں اور اسماعیل کو ذبح نہ کریں اور اللہ کو ابراہیم علیہ السلام کا عمل پسند آ گیا، پس مسلمانوں کو ''عید الاضحیٰ'' میں ذبح کا حکم دیا۔ اللہ کا درود و سلام ہو ابراہیم علیہ السلام پر اللہ کا درود و سلام ہو اسماعیل علیہ السلام پر۔

۱۵۔ کعبہ

ابراہیم علیہ السلام گئے اور اس کے بعد واپس آئے۔ انہوں نے اللہ کے لیے ایک گھر بنانے کا ارادہ کیا۔ گھر بہت تھے مگر اللہ کے لیے گھر نہ تھا جس میں وہ اللہ کی عبادت کریں۔ اسماعیل علیہ السلام نے بھی ارادہ کیا کہ وہ اپنے والد کے ساتھ اللہ کے لیے گھر بنائیں۔ ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام پہاڑ سے پتھر لائے۔ ابراہیم علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کعبہ بناتے تھے اور اسماعیل علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ سے کعبہ بناتے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام اللہ کا ذکر اور دعا کرتے تھے اور اسماعیل علیہ السلام بھی اللہ کا ذکر اور دعا کرتے تھے۔'' اے ہمارے رب! ہم سے قبول کر، بیشک تو بہت ہی سننے والا جاننے

والا ہے''۔

اللہ نے ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی دعا قبول کی اور کعبہ میں برکت دی۔ہم ہر نماز میں کعبہ کی طرف رخ کرتے ہیں اور مسلمان حج کے دنوں میں کعبہ کی طرف سفر کرتے ہیں۔کعبہ کا طواف کرتے ہیں اور اس کے پاس نماز پڑھتے ہیں۔ اللہ نے کعبہ میں برکت دی اور ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی دعا قبول کی۔اللہ کا درود وسلام ہو ابراہیم علیہ السلام پر۔اللہ کا درود وسلام ہو اسماعیل علیہ السلام پر۔اللہ کا درود وسلام ہو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔

۱۶۔ بیت المقدس

ابراہیم علیہ السلام کی ایک دوسری بیوی تھیں،ان کا نام ''سارہ'' تھا اور ابراہیم علیہ السلام کے سارہ سے دوسرے فرزند تھے ان کا نام اسحاق علیہ السلام تھا۔ابراہیم علیہ السلام نے ''شام'' میں سکونت اختیار کی اور اسحاق علیہ السلام نے بھی شام میں اللہ کے لئے ایک گھر بنایا جیسا اُن کے والد اور بھائی نے مکہ میں ایک گھر بنایا تھا اور یہ مسجد جو اسحاق علیہ السلام نے شام میں بنائی وہ ''بیت المقدس'' ہے اور وہ مسجد اقصیٰ ہے جس کے اردگرد کو اللہ نے برکت دی اور اللہ نے اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں برکت دی جیسے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں برکت دی اور ان میں بہت سے نبی اور بادشاہ ہوئے اور اسحاق علیہ السلام کے ایک فرزند یعقوب علیہ السلام تھے اور وہ نبی تھے اور یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے ان میں یوسف علیہ السلام بن یعقوب علیہ السلام ہیں اور یوسف علیہ السلام کا قرآن مجید میں عجیب قِصّہ ہے اور وہ یہ ہے:۔

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصّہ

سب سے اچھا قِصّہ

ا۔ عجیب خواب

یوسف علیہ السلام چھوٹے لڑکے تھے، ان کے گیارہ بھائی تھے اور یوسف علیہ السلام بہت خوبصورت لڑکے تھے اور یوسف علیہ السلام بہت ذہین لڑکے تھے اور ان کے والد یعقوب علیہ السلام دوسرے بھائیوں کی نسبت اُن سے زیادہ پیار کرتے تھے۔

ایک رات یوسف علیہ السلام نے عجیب خواب دیکھا، گیارہ ستارے اور سورج اور چاند کو دیکھا کہ سب ان کو سجدہ کررہے ہیں۔ ننھے یوسف علیہ السلام بہت حیران ہوئے اور اس خواب کو نہ سمجھے کہ کس طرح ستارے، سورج اور چاند ایک آدمی کو سجدہ کرتے ہیں؟ ننھے یوسف علیہ السلام اپنے باپ یعقوب علیہ السلام کے پاس گئے اور انہیں یہ عجیب خواب کہہ سنایا۔

''اے ابا جی! بیشک میں نے گیارہ ستارے، سورج اور چاند کو دیکھا کہ وہ میرے لیے سجدہ کرنے والے ہیں'' اور یعقوب نبی تھے، وہ اس خواب سے بہت خوش ہوئے اور کہا کہ یوسف علیہ السلام! اللہ تمھیں برکت دے، تیری بڑی شان ہوگی یہ خواب علم اور نبوّت کی خوشخبری ہے اور اللہ نے انعام کیا تمھارے دادا اسحاق علیہ السلام پر اور اللہ نے انعام کیا تمھارے پردادا ابراہیم علیہ السلام پر اور یقیناً وہ تم پر انعام کرے گا اور آلِ یعقوب علیہ السلام پر بھی انعام کرے گا اور یعقوب علیہ السلام بڑے بزرگ تھے اور لوگوں

کی طبیعتوں سے خوب واقف تھے اور وہ جانتے تھے کہ شیطان کیسے غالب آجاتا ہے اور شیطان انسان کے ساتھ کیسے کھیلتا ہے۔ پس فرمایا اے میرے بیٹے! اپنے بھائیوں میں سے یہ خواب کسی کو نہ بتانا، وہ بلاشبہ تم سے حسد کریں گے اور تمہارے دشمن بن جائیں گے۔

۲۔ بھائیوں کا حسد

اور یوسف کے اپنی والدہ سے ایک دوسرے بھائی تھے ان کا نام ''بنیامین'' تھا اور یعقوب علیہ السلام ان دونوں کو بہت چاہتے تھے اور ان دونوں جیسا کسی اور کو نہ چاہتے تھے اور بھائی یوسف علیہ السلام اور بنیامین سے حسد کرتے اور خفا ہوتے اور کہتے کہ ہمارے ابّو یوسف علیہ السلام اور بنیامین کو زیادہ کیوں چاہتے ہیں؟ جبکہ وہ دونوں چھوٹے اور کمزور ہیں ہم سے یوسف اور بنیامین جیسا پیار کیوں نہیں کرتے جبکہ ہم طاقتور جوان ہیں یہ عجیب بات ہے اور یوسف علیہ السلام چھوٹے لڑکے تھے انہوں نے خواب بھائیوں کو کہہ سنایا اور جب بھائیوں نے خواب سُنا تو بہت خفا ہوئے اور ان کا حسد اور زیادہ ہوگیا۔

اور بھائی ایک دن مل بیٹھے اور انہوں نے کہا کہ یوسف کو قتل کر دو یا اُسے کہیں دور کی زمین میں پھینک دو، اس وقت تمہارے والد کی محبت خاص تمہارے لئے ہوگی اور ان میں سے ایک نے کہا نہیں بلکہ انہیں راستہ کے کسی کنویں میں پھینک دو کوئی مسافر اسے لے جائے گا اور سب بھائی اس پر متفق ہوئے۔

۳۔ یعقوب علیہ السلام کے پاس

اور جب انہوں نے اس رائے پر اتفاق کرلیا تو یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے

اور یعقوب علیہ السلام کو یوسف کی بہت فکر رہتی تھی اور جانتے تھے کہ بھائی اس سے حسد کرتے ہیں اور پیار نہیں کرتے اور یعقوب علیہ السلام یوسف کو بھائیوں کے ساتھ نہیں بھیجا کرتے تھے اور یوسف علیہ السلام اپنے بھائی کے ساتھ کھیلا کرتے تھے اور دور نہیں جاتے تھے اور بھائی اس بات کو جانتے تھے لیکن انہوں نے برائی کا عزم کرلیا۔انہوں نے کہا اے اباجی! آپ ہمارے ساتھ یوسف کو کیوں نہیں بھیجتے ؟ آپ کس بات سے ڈرتے ہیں؟ وہ ہمارے پیارے اور چھوٹے بھائی ہیں اور ہم ایک باپ کے بیٹے ہیں اور بھائی ہمیشہ اکٹھے کھیلتے ہیں ہم بھی کیوں نہ جائیں اور اکٹھے کھیلیں؟ کل آپ اسے ہمارے ساتھ جنگل کو بھیج دیں کہ ذرا وہ کھائیں اور کھیلیں اور بیشک ہم ضرور اسکی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔ اور یعقوب علیہ السلام بڑے بزرگ تھے اور یعقوب علیہ السلام بہت عقلمند اور بردبار تھے۔یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کو اپنے سے دور کرنا نہیں چاہتے تھے اور انہیں یوسف کی بہت فکر رہتی تھی۔انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا ''میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اسے بھیڑیا کھا جائے اور تم اس سے غافل رہو''۔انہوں نے کہا ''کبھی نہیں ،اُسے ہماری موجودگی میں بھیڑیا کیسے کھا سکتا ہے؟ اور اُسے کیسے کھا سکتا ہے جب کہ ہم طاقتور جوان ہیں؟''یعقوب علیہ السلام نے یوسف کو اجازت دے دی۔

۴۔ جنگل کی طرف

جب یعقوب علیہ السلام نے یوسف کو اجازت دی تو بھائی بہت خوش ہوئے اور جنگل کی طرف چل پڑے اور یوسف کو جنگل کے کنویں میں پھینک دیا اور ننھے یوسف پر رحم کیا نہ یعقوب بزرگ پر۔

یوسف چھوٹے لڑکے تھے۔ ان کا دل بھی چھوٹا تھا، کنواں گہرا تھا کنواں تاریک تھا اور یوسف تنہا تھے لیکن اللہ نے یوسف کو بشارت دی اور ان سے کہا ”نہ غم کھاؤ اور نہ ڈرو، بیشک اللہ تمہارے ساتھ ہے اور تمہاری بڑی شان ہوگی، بھائی تمہارے پاس آئیں گے اور تم انہیں ان کے کیئے کی خبر دو گے“۔

اور جب وہ (بھائی) اپنے کام سے فارغ ہوئے اور یوسف کو کنویں میں پھینک دیا تو اکٹھے ہوئے اور کہنے لگے ”ہم اپنے والد سے کیا کہیں گے؟“ کسی نے کہا کہ ”ہمارے والد کہتے تھے کہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اُسے بھیڑیا کھا جائے، ہم ان سے کہیں گے، ”ابا جی! آپ نے سچ کہا، اسے بھیڑیا کھا گیا ہے“۔ بھائیوں نے اس پر صاد کہا۔ کہنے لگے ہم اپنے والد سے کہیں گے کہ اسے بھیڑیا کھا گیا ہے۔ ایک نے کہا ”لیکن اس کی نشانی کیا ہو؟“ انہوں نے کہا ”اس کی نشانی خون ہے“ بھائیوں نے ایک مینڈھا لیا اور اُسے ذبح کر دیا اور یوسف کی قمیص لی اور اسے خون میں رنگ دیا۔ بھائی بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے اب ہمارے والد ہماری تصدیق کریں گے۔

۵۔ یعقوب علیہ السلام کے سامنے

اور عشاء کے وقت والد کے پاس روتے ہوئے آئے، کہنے لگے اے ابا جی! ہم آگے نکل گئے اور یوسف کو ہم نے اپنے سامان کے پاس پیچھے چھوڑا، اُسے بھیڑیا کھا گیا اور اس کی قمیص کے ساتھ جھوٹا خون لگا کر لے آئے اور کہنے لگے کہ یہ یوسف کا خون ہے اور ان کے والد یعقوب علیہ السلام نبی تھے اور بڑے بزرگ تھے اور اپنی اولاد سے زیادہ عقلمند تھے اور یعقوب علیہ السلام جانتے تھے جب بھیڑیا انسان کو کھاتا ہے تو اسے

زخمی کرتا ہے اور اس کی قمیص کو پھاڑ دیتا ہے اور یوسف کی قمیص صحیح وسالم تھی اور خون میں رنگی ہوئی تھی۔ یعقوب علیہ السلام پہچان گئے کہ یہ جھوٹا خون ہے اور بھیڑیے کا قصّہ من گھڑت ہے۔ انہوں نے اپنی اولاد سے کہا " بلکہ یہ تو من گھڑت قصّہ ہے، اچھے صبر کے سوا اور کیا چارہ ہے" اور یعقوب علیہ السلام یوسف پر بہت ہی غمگین ہوئے لیکن انہوں نے نہایت اچھا صبر کیا۔

۶۔ یوسف علیہ السلام کنویں میں

بھائی گھر کی طرف لوٹے اور یوسف کو کنویں میں چھوڑ دیا بھائیوں نے کھانا کھایا اور بستر پر سو گئے اور یوسف کنویں میں نہ بستر اور نہ کھانا اور بھائی یوسف کو بھول گئے اور سو گئے۔ یوسف نہ سوئے اور نہ کسی کو بھولے اور یعقوب یوسف کو برابر یاد کرتے رہے اور یوسف یعقوب علیہ السلام کو یاد کرتے رہے اور یوسف کنویں میں تھے اور کنواں گہرا تھا اور کنواں جنگل میں تھا اور جنگل ڈراؤنا تھا اور پھر یہ رات میں اور رات بھی تاریک اور اندھیری۔

۷۔ کنویں سے محل تک

اس جنگل میں ایک جماعت سفر کر رہی تھی انہیں راستہ میں پیاس لگی اور کنویں کی تلاش میں لگ گئے۔ انہوں نے ایک کنواں دیکھا انہوں نے اس کی طرف ایک آدمی بھیجا تاکہ اُن کے لیے پانی لے آئے۔ آدمی کنویں کے پاس آیا اور ڈول پھینکا اور ڈول کھینچا مگر ڈول بھاری تھا۔ اُسے نکالا کیا دیکھتا ہے کہ ایک لڑکا ہے۔ آدمی گھبرا گیا اور پکار اُٹھا " اے خوشخبری! یہ لڑکا ہے"۔ لوگ بہت خوش ہوئے اور اسے چھپا دیا۔ مصر پہنچے اور بازار میں کھڑے ہو گئے اور آواز دینے لگے اس لڑکے کو کون

خریدے گا؟ اس لڑکے کو کون خریدے گا؟ عزیز نے چند کوڑیوں کے مول یوسف کو خرید لیا۔ تاجروں نے اسے فروخت کر دیا اور یوسف علیہ السلام کو پہچان نہ سکے۔ عزیز انہیں اپنے محل میں لے گیا اور بیوی سے کہا "یوسف کو عزت سے رکھنا یہ بہت ہی پیارا بچہ ہے"۔

۸۔ وفا اور امانت

عزیز کی بیوی نے یوسف علیہ السلام کو پھسلانے کی کوشش کی لیکن یوسف علیہ السلام نے صاف انکار کر دیا اور کہا "ہرگز نہیں، میں اپنے آقا کے ساتھ خیانت نہیں کرتا اور نہ کروں گا"۔ انہوں نے میرے ساتھ احسان کیا اور مجھے عزت دی۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور عزیز کی بیوی طیش میں آ گئی اور اس نے اپنے خاوند سے شکایت کی اور عزیز نے جان لیا کہ عورت جھوٹی ہے اور یوسف امین ہیں۔ عزیز نے اپنی بیوی سے کہا "بیشک تو ہی خطا کار تھی" اور مصر میں یوسف کے جمال کا چرچا ہوا۔ جب انہیں کوئی دیکھتا تو پکار اُٹھتا "یہ آدمی نہیں بلکہ یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے"۔ عورت غصّے میں آ گئی اور یوسف کو کہا "تب تم جیل جاؤ گے"۔ یوسف علیہ السلام نے کہا "جیل مجھے زیادہ پسند ہے" اور چند دنوں کے بعد عزیز نے یوسف علیہ السلام کو جیل بھیج دیا اور عزیز جانتا تھا کہ یوسف علیہ السلام کا کوئی قصور نہیں اور یوسف جیل چلے گئے۔

۹۔ جیل کی نصیحت

اور یوسف علیہ السلام جیل میں داخل ہوئے اور سب جیل والوں نے جان لیا کہ یوسف علیہ السلام بہت ہی شریف جوان ہیں اور یوسف علیہ السلام بہت بڑے عالم ہیں اور یوسف علیہ السلام کے سینے میں نہایت رحم والا دل ہے۔ جیل والوں نے یوسف علیہ السلام کو

بہت پسند کیا۔ اوران کا احترام کیا اور یوسف سے لوگ خوش ہوئے اوران کی تعظیم کی ان کے ساتھ جیل میں دو آدمی داخل ہوئے اوران دونوں نے یوسف علیہ السلام کو اپنے اپنے خواب بتائے۔ ان میں سے ایک نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ میں شراب کشید کرتا ہوں اور دوسرے نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ میں سر پہ روٹی اٹھائے ہوئے ہوں اور پرندے اس سے کھاتے ہیں اوران دونوں نے یوسف علیہ السلام سے اس کی تعبیر پوچھی اور یوسف علیہ السلام خوابوں کی تعبیر کے عالم تھے اور یوسف علیہ السلام اللہ کے نبیوں میں سے ایک نبی تھے لوگ ان کے زمانے میں ''غیر اللہ'' کی عبادت کرتے تھے اورانہوں نے اپنی طرف سے بہت سے رب بنا رکھے تھے اور کہتے کہ یہ خشکی کا رب ہے، یہ پانی اور سمندر کا رب ہے، یہ رزق کا رب ہے اور یہ بارش کا رب ہے۔ یوسف علیہ السلام یہ سب کچھ دیکھتے اور ہنستے اور یوسف علیہ السلام یہ سب کچھ جانتے اور روتے۔ یوسف علیہ السلام انہیں اللہ کی طرف بلانا چاہتے تھے اور اللہ نے چاہا کہ یہ جیل میں ہو۔ کیا جیل والے موعظت و نصیحت کے مستحق نہیں؟ کیا جیل والے رحم و مہربانی کے مستحق نہیں؟ کیا جیل والے اللہ کے بندے نہیں؟ کیا جیل والے آدمی نہیں؟

یوسف علیہ السلام جیل میں تھے مگر آزاد اور جرأت والے تھے۔ یوسف علیہ السلام مالدار نہیں تھے لیکن سخی تھے بیشک نبی ہر جگہ حق کا بول بالا کرتے ہیں۔ بیشک نبی ہر زمانہ میں بھلائی کی سخاوت کرتے ہیں۔

۱۰۔ یوسف علیہ السلام کی دانائی

یوسف علیہ السلام نے اپنے جی میں کہا ''بیشک ضرورت ان دو آدمیوں کو میرے پاس کھینچ لائی ہے اور ضرورت مند نرم اور جھکا ہوا ہوتا ہے۔ ضرورت منداطاعت کرتا

اور سنتا ہے اگر میں ان دونوں سے کچھ کہوں تو وہ ضرور سنیں گے اور جیل والے بھی لیکن یوسف علیہ السلام نے جلدی نہیں کی بلکہ ان سے کہا ''میں تمھیں تمھارا کھانا آنے سے پیشتر تمہارے خوابوں کی تعبیر بتادوں گا''۔ وہ دونوں اطمینان سے بیٹھ گئے پھر ان سے یوسف علیہ السلام نے کہا کہ ''میں خوابوں کی تعبیر کا عالم ہوں یہ ان میں سے ہے جن کی میرے رب نے مجھے تعلیم دی۔'' وہ دونوں خوشی سے مطمئن ہو گئے۔ یہاں یوسف علیہ السلام کو موقع ہاتھ لگا اور اپنی نصیحت کا آغاز کیا۔

۱۱۔ توحید کی نصیحت و وعظ

یوسف علیہ السلام نے کہا کہ ''یہ ان میں سے ہے جن کی میرے رب نے مجھے تعلیم دی لیکن اللہ اپنا علم ہر ایک کو نہیں دیتا۔ اللہ اپنا علم مشرک کو نہیں دیتا، کیا تم جانتے ہو کہ مجھے میرے رب نے کیوں علم دیا؟ اس لیے کہ میں نے شرک والوں کا طریقہ ترک کر دیا ہے اور میں نے پیروی کی اپنے آباء ابراہیم علیہ السلام، اسحٰق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کی۔ ہمارا کوئی حق نہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کچھ بھی شرک کریں۔''

یوسف علیہ السلام نے کہا ''اور یہ توحید صرف ہمارے لیے ہی نہیں بلکہ وہ پوری انسانیت کے لیے ہے۔ یہ ہم پر اللہ کا فضل ہے اور لوگوں پر لیکن بہت سے لوگ شکر نہیں کرتے۔'' یہاں یوسف علیہ السلام ذرا سے رُکے اور ان سے پوچھا: ''تم کہتے ہو کہ برّی رب (خشکی کا)، بحری رب، رزق کا رب اور بارش کا رب، اور ہم کہتے ہیں اللہ جہانوں کا رب ہے۔ کیا بہت سے رب بہتر ہیں یا اللہ جو ایک ہے اور زبردست۔ خشکی، تری، رزق اور بارش کا رب کہاں ہے؟ مجھے دکھاؤ انہوں نے زمین سے کیا پیدا کیا ہے یا ان کا کوئی حصّہ آسمانوں میں ہے؟ زمین آسمان اور انسان کی طرف دیکھو یہ

اللہ کی مخلوق ہے۔ پس مجھے دکھاؤ کیا پیدا کیا ہے ان لوگوں نے جو اللہ کے سوا ہیں؟ اور کس طرح خشکی، تری، رزق اور بارش کا رب ہے؟ یہ سب نام ہیں جو تم اور تمہارے آباء نے رکھ لئے۔ حکم، بادشاہی اور زمین اللہ کے لیے ہے۔ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو یہی مضبوط دین ہے لیکن اکثر نہیں جانتے۔"

۱۲۔ خواب کی تعبیر

اور جب یوسف علیہ السلام اپنے وعظ و نصیحت سے فارغ ہوئے تو ان دونوں کو خواب کی تعبیر بتائی۔ کہا: "تم میں سے ایک اپنے آقا کا ساقی ہوگا اور دوسرے کو سولی دی جائے گی اور پرندے اس کے سر کو کھائیں گے"۔ اور پہلے سے کہا: "اپنے آقا سے میرا ذکر کرنا" اور دونوں آدمی نکلے پہلا بادشاہ کا ساقی ہوگیا اور دوسرے کو پھانسی دے دی گئی اور ساقی بادشاہ کے ہاں یوسف علیہ السلام کا ذکر کرنا بھول گیا اور یوسف علیہ السلام کئی سال جیل میں رہے

۱۳۔ بادشاہ کا خواب

اور مصر کے بادشاہ نے ایک عجیب خواب دیکھا۔ اس نے خواب میں سات موٹی گائیں دیکھیں اور یہ سات گائیں سات کمزور گائیں کھا جاتی ہیں اور بادشاہ نے سات سبز بالیں اور سات خشک بالیں دیکھیں۔ بادشاہ کو اس عجیب و غریب خواب سے حیرت ہوئی اور اپنے ساتھیوں سے اس کی تعبیر پوچھی۔ انہوں نے کہا یہ کچھ نہیں، سونے والا بہت سی ایسی چیزیں دیکھتا ہے جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی لیکن ساقی نے کہا "نہیں میں تمہیں اس خواب کی تعبیر بتاؤں گا"۔ ساقی جیل گیا اور اس نے یوسف علیہ السلام سے بادشاہ کے خواب کی تعبیر پوچھی۔ یوسف علیہ السلام بہت ہی فیاض، سخی،

اللہ کی مخلوق پر مہربان اور شفیق تھے اسے تعبیر بتادی۔ یوسف علیہ السلام سخی اور کریم تھے۔ وہ بخل سے آشنا نہ تھے۔ یوسف علیہ السلام نے خواب کی تعبیر بھی بتائی اور تدبیر کی رہنمائی بھی کی۔ کہا تم سات سال تک زراعت کرو گے اور چھوڑ دو جو تم کاٹو فصل سے مگر بہت کم جو تم کھاؤ اور اس کے بعد عام قحط ہوگا اس میں تم نے جو جمع کیا وہ کھاؤ گے تھوڑا تھوڑا اور یہ قحط سات سال تک طول کھینچے گا اس کے بعد مدد آئے گی اور لوگ سیراب ہوں گے۔ ساقی نے جا کر بادشاہ کو اس کے خواب کی تعبیر بتائی۔

۱۴۔ بادشاہ یوسف علیہ السلام کو بلا بھیجتا ہے

اور جب بادشاہ نے یہ تعبیر اور تدبیر سنی تو بہت خوش ہوا اور کہا ''یہ تعبیر کس نے بتائی؟'' اور بادشاہ نے کہا ''یہ شریف آدمی کون ہے جس نے ہمیں نصیحت کی اور تدبیر بتائی؟'' ساقی نے کہا ''یہ سچے یوسف علیہ السلام ہیں اور یہ وہی ہیں جنہوں نے مجھے تعبیر بتائی تھی کہ میں اپنے آقا بادشاہ کا ساقی ہوں گا۔ بادشاہ یوسف علیہ السلام کی ملاقات کا مشتاق ہوا اور یوسف علیہ السلام کو بلا بھیجا اور بادشاہ نے کہا ''انہیں میرے پاس لے آؤ میں انہیں خالص اپنے لئے رکھوں گا''۔

۱۵۔ یوسف علیہ السلام تفتیش چاہتے ہیں

جب پیغام لانے والا یوسف علیہ السلام کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ بادشاہ آپ کو یاد کرتے ہیں یوسف علیہ السلام جیل سے اس طرح نکلنے پر رضامند نہ ہوئے۔ لوگ کہیں گے یہ یوسف علیہ السلام ہے یہ کل جیل میں تھا اس نے عزیز سے خیانت کی تھی۔ یوسف علیہ السلام بڑے ہی خوددار تھے یوسف علیہ السلام بڑے عقلمند اور ذہین تھے اگر یوسف علیہ السلام کی جگہ کوئی اور جیل میں ہوتا اور اس کے پاس بادشاہ کا ایلچی آتا اور اس

سے بادشاہ کا ایلچی کہتا کہ بادشاہ آپ کو بلاتے ہیں اور آپ کے انتظار میں ہیں یہ شخص تیزی سے جیل کے دروازے پر پہنچتا اور چلا جاتا لیکن یوسف علیہ السلام نے تیزی نہ کی اور نہ کوئی جلدی کی بلکہ بادشاہ کے ایلچی سے کہا ''میں تفتیش چاہتا ہوں، میں اپنے بارے میں اور اپنے مسئلہ میں تحقیق چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کے بارے میں پوچھا بادشاہ اور لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ یوسف علیہ السلام بے قصور ہیں۔ یوسف علیہ السلام جیل سے بری ہو کر نکلے اور بادشاہ نے ان کا اکرام کیا۔

۱۶۔ زمین کے خزانوں پر

یوسف علیہ السلام اچھی طرح جانتے تھے کہ امانت تھوڑے لوگوں میں ہے اور وہ جانتے تھے کہ خیانت لوگوں میں بہت ہے اور یوسف دیکھتے تھے کہ لوگ اللہ کے مال میں خیانت کرتے ہیں اور وہ دیکھتے تھے کہ زمین میں بہت سے خزانے ہیں لیکن ضائع ہوتے ہیں وہ اس لئے ضائع ہوتے ہیں کہ حکام ان کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتے ان کے کتے کھاتے ہیں لیکن لوگوں کو کھانے کو نہیں ملتا اور ان کے گھروں کو لباس پہنا دیا جاتا ہے اور لوگوں کو پہننے کی کوئی چیز نہیں ملتی اور لوگوں کو زمین کے خزانوں سے وہی شخص فائدہ پہنچا سکتا ہے جو حفاظت کرنے والا عالم ہو اور جو حفاظت کرنے والا ہو مگر عالم نہ ہو تو وہ نہیں جانے گا کہ زمین کے خزانے ہیں کہاں؟ اور ان سے کیسے نفع حاصل کیا جا سکتا ہے اور جو علم رکھنے والا تو ہو مگر حفاظت کرنے والا نہ ہو وہ اس میں سے کھائے گا اور خیانت کرے گا اور یوسف علیہ السلام حفاظت کرنے والے، علم رکھنے والے تھے اور یوسف علیہ السلام حکام کو لوگوں کا مال کھانے کے لیے چھوڑ نہیں سکتے تھے اور یوسف علیہ السلام لوگوں کو بھوکا اور مرتا نہیں دیکھ سکتے تھے اور یوسف علیہ السلام حق کے

معاملے میں شرماتے نہیں تھے۔ انہوں نے بادشاہ سے کہا ''مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دیں بیشک میں بہت ہی حفاظت کرنے والا جاننے والا ہوں''۔ اس طرح یوسف علیہ السلام مصر کے خزانوں کے امین ہوئے اور لوگوں کو آرام ملا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر کیا۔

۱۷۔ یوسف علیہ السلام کے بھائی آتے ہیں

مصر اور شام میں یوسف علیہ السلام کی اطلاع کے مطابق قحط ہوا۔ اہلِ شام اور یعقوب علیہ السلام نے سُنا کہ مصر میں ایک بہت ہی رحم والا آدمی ہے اور مصر میں ایک بہت ہی فیاض اور سخی ہے اور وہ زمین کے خزانوں پر ہے۔ لوگ ان کے ہاں جاتے تھے اور غلہ حاصل کرتے تھے اور یعقوب علیہ السلام نے مال دے کر اپنے بیٹوں کو مصر بھیجا تا کہ غلہ لائیں اور بنیامین اپنے والد کے پاس ہی رہے۔ اس لئے کہ یعقوب علیہ السلام ان سے بہت پیار کرتے تھے اور اسے اپنے سے دور کرنا نہیں چاہتے تھے اور یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کی طرح ان کے بارے میں بھی ڈرتے تھے۔ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کی طرف رخ کیا اور انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ وہ ان کا بھائی یوسف علیہ السلام ہے اور انہیں پتہ نہیں تھا کہ وہ وہی یوسف علیہ السلام ہے جو کنویں میں تھا اور وہ گمان کرتے تھے کہ وہ مر چکا ہے اور کیسے نہ مرتا کہ وہ کنویں میں اور کنواں گہرا تھا اور کنواں جنگل میں تھا اور جنگل ڈراؤنا تھا اور پھر یہ رات میں اور رات بھی تاریک تھی۔

اور یوسف علیہ السلام کے بھائی آئے اور ان پر داخل ہوئے۔ یوسف علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا اور وہ انجان رہے۔ اس لیے کہ وہ یوسف علیہ السلام کو پہچان نہ سکے لیکن یوسف علیہ السلام نے انہیں پہچان لیا۔ یوسف علیہ السلام نے پہچان لیا کہ یہی وہ سب لوگ ہیں

جنہوں نے انہیں کنویں میں ڈالا تھا اور یہی وہ لوگ ہیں جو انہیں قتل کر دینا چاہتے تھے مگر اللہ نے انہیں بچا لیا لیکن یوسف علیہ السلام نے ان سے کچھ نہ کہا اور نہ انہیں رسوا کیا۔

۱۸۔ یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں میں مکالمہ

یوسف علیہ السلام نے ان سے بات چیت کی اور ان سے کہا ''آپ کہاں سے ہیں؟'' انہوں نے کہا ''کنعان سے'' پوچھا ''تمہارے والد کون ہیں؟'' انہوں نے کہا ''یعقوب علیہ السلام جو بیٹے ہیں اسحاق علیہ السلام کے اور وہ ابراہیم علیہ السلام کے ان سب پر درود و سلام ہو۔'' پوچھا ''کیا تمہارا کوئی دوسرا بھائی بھی ہے؟'' انہوں نے کہا ''ہاں ہے اس کا نام بنیامین ہے''۔ پوچھا ''وہ تمہارے ساتھ کیوں نہیں آیا؟'' انہوں نے جواب دیا کہ ''ہمارے والد اُسے نہیں چھوڑتے اور نہ اُسے اپنے سے دور کرنا چاہتے ہیں''۔ پوچھا ''وہ اُسے کیوں نہیں چھوڑتے کیا وہ بہت ہی چھوٹا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا ''نہیں! لیکن اس کا ایک بھائی یوسف تھا ایک بار ہمارے ساتھ گیا اور ہم آگے نکل گئے اور یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا اور اُسے بھیڑیا کھا گیا''۔ یوسف علیہ السلام اپنے جی میں ہنسے لیکن کچھ نہ کہا۔ یوسف علیہ السلام اپنے بھائی بنیامین کے مشتاق ہوئے۔

اور اللہ نے یعقوب علیہ السلام کا ایک بار اور امتحان لینا چاہا۔ یوسف علیہ السلام نے ان کے لیے غلہ کا حکم دے دیا اور ان سے کہا ''والد کی طرف سے اپنے بھائی کو میرے پاس لانا، اگر اُسے نہیں لاؤ گے تو غلّہ نہیں ملے گا اور یوسف علیہ السلام نے ان کے مال کی واپسی کا حکم دیا وہ ان کے سامان میں رکھ دیا گیا۔

۱۹۔ یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں میں

بیٹے والد کے پاس واپس آئے اور انہیں ساری بات بتائی اور ان سے کہا

''ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو بھیج دیجیے ورنہ ہمیں عزیز کی طرف سے کچھ نہیں ملے گا''۔ انہوں نے یعقوب علیہ السلام سے بنیامین طلب کیا اور کہا ''بیشک ہم ضرور اس کی حفاظت کرنے والے ہیں''۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا ''کیا تمھارا ایسا اعتبار کروں جیسا اس کے بھائی پر اس سے پہلے کیا تھا''۔ کیا تم یوسف کا قصّہ بھول گئے؟ کیا تم بنیامین کی ایسی ہی حفاظت کرو گے جیسے یوسف کی کی تھی؟ اللہ ہی بہترین حفاظت کرنے والا ہے اور وہ ارحم الراحمین سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے''۔

انہوں نے اپنے سامان میں اپنا مال پایا تو والد سے کہنے لگے ''بیشک عزیز بہت ہی کریم آدمی ہیں۔ انہوں نے ہمارا مال واپس کردیا اور ہم سے کوئی قیمت نہ لی ہمارے ساتھ بنیامین کو بھیج دیں تا کہ ہم اس کا حصّہ بھی لے سکیں۔

یعقوب علیہ السلام نے ان سے کہا کہ میں اُسے ہرگز تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا جب تک تم پختہ وعدہ نہ کرو کہ تم ضرور اُسے واپس لے کر آؤ گے۔ اِلَّا یہ کہ تم مجبور ہوجاؤ''۔ انہوں نے اللہ کا وعدہ دیا اور یعقوب علیہ السلام نے کہا ''اللہ ہمارے قول کا وکیل ہے''۔ اور یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہا ''اے بیٹو: ایک دروازہ سے داخل نہ ہونا اور مختلف دروازوں سے داخل ہونا''۔

۲۰۔ بنیامین یوسف علیہ السلام کے پاس

والد کے حکم کے مطابق بھائی مختلف دروازوں سے داخل ہوئے اور یوسف علیہ السلام کے ہاں پہنچے اور جب یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور انہیں اپنے گھر میں ٹھہرالیا اور یوسف علیہ السلام نے بنیامین سے کہا ''بے شک میں تمہارا بھائی ہوں'' اور بنیامین کو اطمینان ہوگیا اور یوسف علیہ السلام بنیامین کو ایک مدتِ دراز کے

بعد ملے تھے پس انہوں نے اپنی والدہ، والد، اپنے گھر اور بچپنے کو یاد کیا اور یوسف علیہ السلام نے چاہا کہ بنیامین ان کے ہاں ٹھہرے رہیں تا کہ ہر روز انہیں دیکھ سکیں ان سے بات کر سکیں اور اپنے گھر کے بارے میں پوچھ سکیں مگر اس کی سبیل کیا ہو؟ بھائیوں نے تو اپنے وعدہ میں اللہ کو گواہ بنایا تھا کہ اسے اپنے ساتھ واپس لائیں گے اور یوسف علیہ السلام کے لیے بینامین کو بغیر کسی وجہ کے اپنے ہاں روکنے کا امکان کیسے ہوتا؟ اور لوگ کہتے کہ عزیز نے اپنے ہاں ایک کنعانی کو بغیر کسی وجہ کے روک رکھا ہے۔ یہ تو بہت بڑا ظلم ہے لیکن یوسف علیہ السلام ذہین اور عقلمند تھے یوسف علیہ السلام کے پاس ایک قیمتی برتن تھا جس میں وہ پیتے تھے انہوں نے یہ برتن بنیامین کے سامان میں رکھ دیا اور پکار نے والے نے پکارا بیشک تم چور ہو بھائی مُڑے اور انہوں نے کہا تمھارا کیا گم ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم بادشاہ کا برتن گم کر بیٹھے ہیں۔

انہوں نے کہا "بخدا تمہیں معلوم ہے کہ ہم فساد کے لیے نہیں آئے اور نہ ہم چور ہیں"۔ انہوں نے کہا کہ "اگر تم جھوٹے ہو تو پھر تمہاری کیا سزا ہے؟" انہوں نے کہا "جس کے اسباب میں وہ پایا جائے پس وہی اس کا بدلہ ہے، ہم اس طرح ظالموں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔" اور بنیامین کے سامان سے برتن نکل آیا بھائی شرمندہ ہو گئے لیکن انہوں نے بغیر کسی شرمندگی کے کہا "اگر اس نے چوری کی ہے تو اس سے قبل اس کے بھائی یوسف نے بھی چوری کی تھی"۔ یوسف علیہ السلام نے یہ بہتان سُنا تو چپ رہے اور غصّہ میں نہ آئے اور یوسف علیہ السلام بہت ہی کریم اور حوصلے والے تھے۔

اور یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا "اے عزیز! بے شک ان کے والد بوڑھے بزرگ ہیں، پس ہم میں سے کسی کو اس کی جگہ پکڑ لیں ہم آپ کو محسنوں میں سے دیکھتے

ہیں''۔

یوسف علیہ السلام نے کہا ''اللہ کی پناہ ہم تو صرف اسی کو پکڑیں گے جس کے پاس ہم نے اپنا سامان پایا ہے۔ بیشک ہم اس وقت ظالم ہوں گے''۔

اس طرح بنیامین یوسف علیہ السلام کے پاس ٹھہر گئے اور دونوں بھائی بہت خوش ہوئے۔ یوسف علیہ السلام ایک زمانہ سے تنہا تھے انہوں نے اپنے خاندان میں سے کسی کو نہیں دیکھا تھا اور اللہ ان کے پاس بنیامین کو لے آیا۔ پس کیوں نہ اُسے روک رکھتے اپنے ہاں۔ اسے دیکھتے اور گفتگو کرتے اور کیا یہ ظلم ہے کہ بھائی بھائی کے ہاں ٹھہرے؟ کبھی نہیں، کبھی نہیں!۔

۲۱۔ یعقوب علیہ السلام کی طرف

بھائی حیران ہوئے کہ وہ کس طرح واپس جائیں گے اپنے والد کے پاس اور بھائیوں نے سوچا کہ وہ کیا کہیں اپنے والد کو انہوں نے تکلیف دی ہے انہیں کل یوسف علیہ السلام کے بارے میں اور کیا آج وہ انہیں تکلیف دیں بنیامین کے بارے میں۔ بڑے نے تو یعقوب علیہ السلام کے پاس جانے سے انکار کر دیا اور بھائیوں سے کہا ''اپنے والد کے پاس لوٹ جاؤ اور کہو اے ابا جی! آپ کے لڑکے نے چوری کی ہے اور ہم غیب کی حفاظت کرنے والے نہ تھے اور اس کا ہمیں کیا پتہ تھا''۔

اور جب یعقوب علیہ السلام نے یہ قصّہ سنا تو جان لیا کہ بیشک اس میں اللہ کا ہاتھ ہے اور بیشک اللہ ان کا امتحان لینے والے ہیں۔ کل یوسف کی بابت انہیں تکلیف پہنچی اور آج بنیامین کے متعلق تکلیف پہنچ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر دو مصیبتیں اکٹھی نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ دو بیٹوں کی بابت انہیں تکلیف نہیں دے گا۔ اللہ انہیں دو بیٹوں

یوسف اور بنیامین جیسی تکلیف نہیں دے گا۔ بیشک اس میں اللہ کا مخفی ہاتھ ہے۔ بیشک اس میں اللہ کی مخفی حکمت ہے۔ یقیناً اللہ ہمیشہ اپنے بندوں کا امتحان لیتا ہے پھر انہیں خوش کرتا ہے اوران پر انعام کرتا ہے۔ پھر بڑا بیٹا بھی مصر میں ٹھہر گیا۔ اُس نے کنعان واپس جانے سے انکار کر دیا تھا۔ کیا انہیں تیسرے کے بارے میں بھی تکلیف دی جائے گی۔ جب کہ اس سے پہلے دو کے بارے میں تکلیف دی گئی یہ کبھی نہیں ہوگا۔ یہاں یعقوب علیہ السلام مطمئن ہو گئے اور کہا "قریب ہے کہ اللہ ان سب کو لائے بے شک وہ بہت ہی جاننے والا اور حکمت والا ہے۔"

۲۲۔ راز ظاہر ہوتا ہے

لیکن یعقوب علیہ السلام انسان تھے۔ ان کے سینہ میں ایک انسان کا دل تھا نہ کہ پتھر کا ایک ٹکڑا۔ انہوں نے یوسف علیہ السلام کو یاد کیا اور غم تازہ ہو گیا اور کہا "اے افسوس یوسف پر" اور ان کے بیٹوں نے انہیں ملامت کیا اور کہا کہ "آپ ہمیشہ مرتے دم تک یوسف کو یاد کرتے رہیں گے"۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا "میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ ہی سے کرتا ہوں اور مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے"۔ یعقوب علیہ السلام اچھی طرح جانتے تھے کہ مایوسی کفر ہے اور یعقوب علیہ السلام کو اللہ کی ذات سے بہت بڑی امید تھی اور یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو یوسف اور بنیامین کی تلاش وسعی کی غرض سے مصر بھیجا اور یعقوب علیہ السلام نے انہیں روکا کہ وہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہوں۔

اور بھائی تیسری بار مصر چلے گئے۔ وہ یوسف علیہ السلام کے گھر داخل ہوئے اور اپنی غربت اور مصیبت کی ان سے شکایت کی اور ان سے مزید سوال کیا۔ اس مقام پر

یوسف علیہ السلام میں غم اور محبت (کے جذبات) بھڑک اُٹھے اور اپنے آپ پر قابو نہ پا سکے، میرے باپ کے بیٹے، اور نبیوں کے بیٹے اپنی غربت اور مصیبت کی شکایت بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کے پاس کریں۔ میں ان سے کب تک اس امر کو مخفی رکھوں گا اور میں کب تک ان کا یہ حال دیکھتا رہوں گا اور کب تک اپنے والد کو نہیں دیکھوں گا؟ یوسف علیہ السلام اپنے آپ پر قابو نہ پا سکے اور ان سے پوچھا ''کیا تم نے جانا کہ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا جب تم بے خبر تھے''۔ اور بھائی جانتے تھے کہ اس راز کو ہمارے اور یوسف کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ انہوں نے جان لیا کہ وہ یوسف ہیں۔ سبحان اللہ! کیا یوسف زندہ ہیں؟ کیا کنویں میں مرے نہیں۔ اے سلامتی والے! کیا یوسف ہی عزیزِ مصر ہیں؟ جو زمین کے خزانوں پر ہیں؟ اور وہی ہیں جنہوں نے ہمارے لیے غلہ کا آرڈر دیا؟ ان کے پاس شک کے لیے کوئی گنجائش نہ رہی کہ جو شخص ان سے مخاطب ہیں وہ یوسف بن یعقوب علیہ السلام ہیں۔ انہوں نے پوچھا ''کیا تو واقعی یوسف ہے؟'' جواب دیا ''ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ بیشک اللہ نے ہم پر اپنا احسان کیا۔ شان یہ ہے کہ جو ڈرے اور صبر کرے پس یقیناً اللہ نیکوکاروں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا''۔ انہوں نے کہا ''بخدا اللہ نے تمہیں ہم پر ترجیح دی ہے اور ہم ہی خطا کار تھے'' اور یوسف علیہ السلام نے انہیں ان کے فعل پر کوئی ملامت نہ کی بلکہ کہا ''اللہ بخشے گا تمہیں اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے''۔

۲۳۔ یعقوب علیہ السلام کی طرف بھیجتے ہیں

اور یوسف علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کی ملاقات کے مشتاق ہوئے اور کیسے نہ

ہوتے کہ جدائی بہت لمبی ہوگئی تھی اور اب کس وجہ سے صبر کریں جبکہ راز فاش ہوگیا اور انہیں کھانے پینے کا لطف کیسے آئے جبکہ ان کے والد کو کھانے پینے اور سونے کا لطف نہیں آرہا۔ راز کھل گیا۔ راز ظاہر ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کی آنکھ ٹھنڈی کرنے کا ارادہ کرلیا اور یعقوب علیہ السلام زیادہ رونے اور غم کی وجہ سے نابینا ہوچکے تھے سو یوسف علیہ السلام نے کہا ''میری یہ قمیص لے جاؤ اسے میرے والد کے منہ پر ڈالنا وہ بینا ہوجائیں گے اور تم سب اپنے اہل وعیال سمیت میرے ہاں آجاؤ''۔

۲۴۔ یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کے پاس

اور جب آدمی یوسف علیہ السلام کی قمیص لے کر کنعان کی طرف روانہ ہوئے تو یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کی خوشبو محسوس کی اور کہا ''بیشک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں''۔ بیٹوں نے کہا ''بخدا! آپ پرانی بھول میں پڑے ہوئے ہیں''۔ لیکن یعقوب علیہ السلام سچے تھے۔ پس جب خوشخبری دینے والا آیا اور اس قمیص کو ان کے منہ پر ڈالا تو وہ بینا ہوگئے۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا! کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے زیادہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ انہوں نے کہا ''اے ابا جی! ہمارے گناہوں کی بخشش مانگیے بے شک ہم خطا کار تھے۔ کہا عنقریب میں اپنے رب سے تمہارے حق میں بخشش مانگوں گا بیشک وہ بہت ہی بخشنے والا نہایت رحم والا ہے اور جب یعقوب علیہ السلام مصر پہنچے تو یوسف علیہ السلام نے ان کا استقبال کیا۔ تم ان دونوں کی خوشی کے بارے میں نہ پوچھو۔ وہ دن مصر میں قابلِ دید تھا اور مبارک دن تھا اور بلند کیا یوسف علیہ السلام نے اپنے ماں باپ کو تخت پر اور سب یوسف علیہ السلام کو سجدہ کرتے ہوئے گر پڑے اور یوسف علیہ السلام نے کہا ''یہ میرے سابقہ خواب کی تعبیر ہے جسے میرے

رب نے سچ کر دکھایا''۔
''میں نے دیکھا ۱۱ ستارے، سورج اور چاند کو کہ وہ مجھے سجدہ کرتے ہیں''۔
اور یوسف علیہ السلام نے اللہ کی بہت اور پاک حمد بیان کی اور یوسف علیہ السلام نے اس پر بہت شکر کیا۔ یعقوب علیہ السلام اور ان کا خاندان مصر میں ایک طویل عرصہ تک رہا۔ یعقوب علیہ السلام اور ان کی زوجہ کا انتقال مصر میں ہوا۔

۲۵۔ اچھا انجام

اور اس عظیم ملک و بادشاہی نے یوسف علیہ السلام کو اللہ سے مشغول نہیں کیا اور نہ انہیں بدلا اور یوسف علیہ السلام اللہ کو یاد کرتے، اس کی عبادت کرتے اور اس سے ڈرتے تھے اور یوسف علیہ السلام اللہ کے حکم کے مطابق حکومت کرتے اور اللہ کے حکم نافذ کرتے تھے اور یوسف علیہ السلام بادشاہی کو بڑا نہیں سمجھتے تھے اور نہ اسے کوئی بڑی چیز شمار کرتے تھے اور یوسف علیہ السلام ایک بادشاہ کی موت پسند نہیں کرتے تھے کہ ان کا حشر بادشاہوں کے ساتھ ہو بلکہ وہ ایک بندے اور غلام کی حیثیت سے مرنے کو پسند کرتے تھے کہ ان کا حشر نیک لوگوں کے ساتھ ہو اور یوسف علیہ السلام کی دعا یہ تھی: ''اے میرے رب! تو نے مجھے بادشاہی دی اور مجھے خوابوں کی تعبیر کا علم سکھایا۔ اے زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے! دنیا اور آخرت میں تو ہی میرا کارساز ہے۔ مجھے مسلمان کی حالت میں موت دے اور مجھے نیکوں سے ملا دے۔'' (سورہ یوسف)

اور اللہ نے انہیں مسلمانی کی حالت میں وفات دی اور انہیں ان کے آباء ابراہیم علیہ السلام، اسحٰق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کے ساتھ ملا دیا ان پر اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ کا درود و سلام ہو۔

قصص الانبیاء علیہم السلام

حصہ دوم

ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمن
ایم اے، ایم او ایل، پی ایچ ڈی
ایم اے عربی، اردو، فارسی، اسلامیات

مسجد الفرقان، ملیر کینٹ بازار کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیشْ لفْظ

بقلم: الاستاذ الشیخ احمد الشرباصی استاذ ازہر شریف مصر

صرف اللہ ہی کے فضل سے نیکیاں پوری ہوتی ، اعمال مکمل ہوتے اور امیدیں بر آتی ہیں۔ کافی عرصہ سے میری یہ دلی خواہش تھی کہ اپنے بھائی داعیٔ کبیر سید ابو الحسن علی الحسینی الندوی ناظمِ ندوۃ العلماء لکھنو کی کتاب قصص النبیین جزو اوّل کا عربی پڑھنے والوں کے لئے مقدمہ لکھوں اور یہ لیجئے اب مجھے اس مفید اسلامی سلسلہ کے جزو ثانی کا دوسری بار مقدمہ لکھنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے اور یہ مفید اسلامی سلسلہ ہمارے بھائی مبلّغِ اسلام کے گہرے ایمان، مضبوط یقین، دین پر سچی غیرت اور لوگوں کو اللہ کی ہدایت اور قرآن مجید کے ادب کی طرف واپس آنے کی تڑپ جیسی اللہ کی عنایت کو ان پر ظاہر کرتا ہے۔

نبیوں کے قصّوں کا یہ سلسلہ اولاً ہند میں مسلمانوں کے بچوں کے لئے رکھا گیا تھا تا کہ وہ ان کی نشو ونما کے دوران ان کے دین اور قرآن کی زبان کے ساتھ ان کو مربوط کر دے اور یہ تمام عرب علاقوں کے مسلمان بچوں کے لئے بھی اسی طرح مفید ہے تا کہ ان کو دینی اور روحانی غذا مہیا کر سکے جس سے ان کے نفوس کی تہذیب اور

اخلاق کی تصحیح ہو سکے اور انہیں سب سے عمدہ سامان کا زادِراہ مہیا کر سکے۔ ”زادِراہ لے لیا کرو بہترین زادِراہ تقویٰ ہے۔ اور مجھ سے ڈرو! اے عقلمندو“۔

اسلامی ملکوں اور بلادِ عربیہ کے اصحاب اقتدار کو یہی زیب دیتا ہے کہ وہ اس عمدہ اور خالص کام کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں۔ اس کی حوصلہ افزائی اور تائید کریں اور بچوں کی تہذیب و ثقافت اور مطالعہ کی کتابوں میں اسے رکھیں۔ اس میں مسلمان جوانوں کو اسلامی ثقافت کے ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی صلاحیت اور ان کی جماعتوں کو قریب کرنے اور باہمی وحدتِ اسلامیہ پیدا کرنے کی پوری صلاحیت موجود ہے۔ وہ وحدت جس کی طرف قرآن نے اور رحمٰن نے دعوت دی ہے۔ فرمایا ”مومن تو بھائی بھائی ہیں“۔ نیز فرمایا ”اور مضبوط پکڑو اللہ کے دین کی رسی کو سب کے سب اور جدا نہ ہو، اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی سو تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے“۔

اور میں تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں سمجھتا ان بخششوں اور عنایتوں کے بارے میں جو اللہ نے ہمارے اس فاضل بھائی کو بخشی ہیں جن پر شریف آدمی رشک کرتے ہیں اور کمینوں کے ہاں حسد کیا جاتا ہے۔ ان کے فخر کے لئے یہی بات کافی ہے کہ اللہ نے انہیں خاص لوگوں کے لئے کتابوں کی تالیف کی توفیق دی ہے جو علمی لحاظ سے بلند پایہ اور تحقیقی لحاظ سے دقیق...... ان میں گہرائی اور گیرائی ہے اور وہ کتابیں بڑے قارئین کے درمیان مشرق و مغرب میں ہر جگہ پڑھی پڑھائی جارہی ہیں جو صحیح و سالم فکر کے ساتھ سجی ہیں۔ ان کا اسلوب بلند و بالا ہے اور قیمتی زیور سے

آراستہ ہیں۔ پھر اللہ نے انہیں قرآنی قصوں کے اغراض ومقاصد کو آسان زبان اور عمدہ بیان میں مسلم نونہالوں کی عقلوں کے قریب کرنے کی بھی توفیق دی ہے۔ ''یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور وہ بڑے فضل والا ہے''۔

میں فضل وکرم والی ذات اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ وہ اچھے مؤلف کو اپنی دائمی توفیق سے نوازیں، اور اسلام کے کلمہ کو ان کی وجہ سے عزّت دیں، ان کی کوششوں اور کاوشوں سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائیں۔ وہ بہت ہی عزت والی ذات ہے جس سے سوال کیا جائے وہ بہت ہی بہتر ذات ہے جس سے امید رکھی جائے۔

بقلم: الاستاذ الشیخ احمد الشرباصی
استاذ ازہر شریف
القاہرہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مُقدّمہ

مولانا سید ابوالحسن علی الحسنی

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی ! اَمَّا بَعۡدُ!

بچوں کے لئے نبیوں کے قصوں کا پہلا حصّہ جو ہمارے آقا حضرت ابراہیم اور یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام پر مشتمل ہے منظر عام پر آچکا ہے اسے مؤلف کی توقع سے زیادہ اہمیت دی گئی۔ اصحابِ تعلیم اور بچوں کے سرپرستوں نے خوش آمدید کہا اور اسلامی رسالوں نے زوردار الفاظ میں تبصرے کئے۔ لڑکوں اور مدارس کے چھوٹے بچوں میں ان کے پڑھنے سے خوشی کی ایک ایسی لہر دوڑ گئی جس کا مؤلف کو خیال تک نہ تھا۔ ان کی چمکتی پیشانیوں اور روشن چہروں سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اس کتاب کو نہایت خوشی سے پڑھتے ہیں۔ ہم بھی خوش ہوئے اور اللہ کا شکر ادا کیا جب ہم نے چھوٹوں کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام کے قصّے بیان کرتے ہوئے سُنا کہ ان کی زبانیں ان سے مانوس ہوگئیں اور ان کی ننھّی عقلوں میں وہ قصّے محفوظ ہوگئے اس راستہ میں ان سب باتوں نے ہمیں قدم بڑھانے کا حوصلہ دیا اور ہمیں یہ سلسلہ پورا کرنے پر ابھارا اور یہ لیجئے ہم چھوٹوں اور ان کے سرپرستوں کے بچوں کے لئے نبیوں کے

قصوں کا جزودوم ہدیۃً پیش کرتے ہیں۔ جو نوح علیہ السلام، ہود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام کے قصّوں پر مشتمل ہے قصوں کے شروع اور درمیان میں تاریخی اور تفسیری فوائد ہیں اور مخفی سوالوں کے جواب ہیں جو کبھی ضمیر سے اٹھے ہیں۔

اساتذہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ شاگردوں سے یہ قصّے بیان کرائیں۔ انہیں پڑھنے، یاد رکھنے اور اعادہ کرنے کا عادی بنائیں۔ ہمارا تجربہ ہے کہ اس میں بہت فائدہ ہے۔ تنہا اللہ ہی سے سوال ہے کہ وہ اس کتاب سے عربی کے طلبہ اور مسلم نونہالوں کو نفع دے اور نبیوں کی شخصیتیں اور سیرتیں اور ان کی پیروی ان کے لئے محبوب بنائے اور اللہ ہی سب توفیق دینے والا ہے۔

(علی حسنی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصّہ

نوح کی کشتی

۱۔ آدم کے بعد

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی اولاد کو برکت دی۔ پس اس میں بہت سے مرد اورعورتیں ہوگئیں۔آدم کی اولاد خوب پھلی اور پھولی اور اگر آدم علیہ السلام واپس آ کر دیکھتے تو اپنی اولاد کو پہچان نہ سکتے اور اگران سے کہا جاتا کہ اے آدم! یہ آپ کی اولاد ہے تو وہ بہت تعجب کرتے اور کہتے سبحان اللہ! یہ سب میری اولاد ہے؟ یہ سب میری ذریّت (اولاد) ہے۔آدم علیہ السلام کی اولاد سے بہت سی بستیاں بھر گئیں اور انہوں نے بہت سے مکان بنائے۔ وہ کھیتی باڑی کرتے اور زندگی گزارتے تھے اور لوگ اپنے باپ آدم علیہ السلام کے دین پر تھے وہ اللہ کی عبادت کرتے تھے اور اس کے ساتھ بالکل شرک نہیں کرتے تھے اور لوگ ایک امّت تھے۔ان کے والد آدم علیہ السلام تھے اور رب اللہ تعالیٰ۔

۲۔ شیطان کا حسد

لیکن ابلیس اور اس کی اولاد بھلا اس سے کیسے راضی ہوتی؟ کیا لوگ ہمیشہ اللہ کی عبادت کرتے رہیں گے؟ کیا لوگ ہمیشہ ایک امت رہیں گے اور اختلاف نہیں

کریں گے؟ یہ کبھی نہیں ہوگا۔کیا آدم علیہ السلام کی اولاد جنت میں جائے اور ابلیس اور اس کی اولاد دوزخ میں؟ یہ کبھی نہیں ہوگا! یہ کبھی نہیں ہوگا۔ اس ابلیس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا پس اللہ نے اسے دور کیا اور اس پر لعنت بھیجی کیا وہ آدم علیہ السلام کی اولاد سے اس کا بدلہ نہ لے تاکہ وہ بھی اس کے ساتھ دوزخ میں جائیں؟ وہ ضرور بدلہ لے گا۔ وہ ضرور بدلہ لے گا۔

۳۔ شیطان کی سوچ

شیطان نے سوچا کہ لوگوں کو بتوں کی عبادت کی طرف بلائے تاکہ وہ دوزخ میں جائیں اور کبھی جنت میں نہ جاسکیں اور شیطان جانتا تھا کہ اللہ تعالیٰ شرک نہیں بخشتا اور ہر چیز جب چاہے بخش دیتا ہے۔ شیطان نے ان کو شرک کی طرف بلانے کا ارادہ کیا تاکہ وہ کبھی جنت میں نہ جائیں لیکن اس کا طریق (راستہ) کیا ہو اور لوگ تو اللہ کی عبادت کرتے تھے اگر وہ لوگوں کے پاس جاکر کہتا کہ بتوں کی عبادت کرو اور اللہ کی عبادت نہ کرو تو لوگ ضرور اس کو برا بھلا کہتے اور مارتے۔ لوگ کہتے کہ اللہ کی پناہ! کیا ہم اپنے رب کے ساتھ شرک کریں؟ کیا ہم بتوں کی عبادت کریں؟ بیشک تو مردود ہے بیشک تو پلید شیطان ہے۔

۴۔ شیطان کی چال

لیکن شیطان نے ایک دروازہ پایا جس سے وہ داخل ہوکر وہ لوگوں کے سروں تک پہنچے۔ لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے اور رات دن اس کی عبادت کرنے والے اور اس کا بہت ذکر کرتے تھے۔ وہ اللہ سے پیار کرتے تھے اور اللہ ان سے پیار کرتا تھا اور ان کی دعائیں سنتا تھا اور لوگ ان سے محبت کرتے اور تعظیم کرتے

تھے اور شیطان اس بات کو خوب جانتا تھا۔ یہ سب لوگ اللہ تعالیٰ کے پاس چلے گئے اور اللہ کی رحمت کی طرف منتقل ہو گئے۔ شیطان لوگوں کے پاس گیا اور ان لوگوں سے ذکر کیا اور کہا ''تم میں سے فلاں! فلاں شخص کیسے تھے؟'' انہوں نے کہا ''سبحان اللہ! وہ اللہ کے بندے اور اس کے دوست تھے وہ ایسے لوگ تھے جب وہ دعا کرتے تو اللہ ان کی دعا قبول کرتا اور جب مانگتے تو عطا کرتا''۔

۵۔ نیکوں کی تصویریں

شیطان نے کہا ''تمہارا ان پر غم وحزن کیسا ہے؟'' انہوں نے کہا ''بہت زیادہ'' اور تمہارا ان کے بارے میں شوق کیسا ہے۔ انہوں نے کہا ''بہت بڑا''۔ شیطان نے کہا کہ تم ہر روز انہیں کیوں نہیں دیکھتے؟ انہوں نے کہا ''اس کی سبیل کیا ہوسکتی ہے جبکہ وہ فوت ہو گئے؟'' ان کی صورتیں بنالو اور صبح انہیں دیکھ لیا کرو''۔ لوگوں کو ابلیس کی رائے بھلی معلوم ہوئی اور انہوں نے نیکوں کی صورتیں بنالیں وہ ہر روز ان صورتوں کو دیکھتے اور جب انہیں دیکھتے تو نیک لوگوں کو یاد کرتے۔

۶۔ صورتوں سے مورتوں تک

وہ صورتوں سے مورتیوں تک آپہنچے، انہوں نے نیک لوگوں کی بہت سی مورتیں بناڈالیں اور انہیں اپنے گھروں مسجدوں میں رکھ دیا۔ وہ لوگ اللہ ہی کی عبادت کرتے تھے اور اس کے ساتھ بالکل شرک نہ کرتے تھے وہ جانتے تھے کہ یہ نیکوں کی مورتیں ہیں اور یقیناً یہ پتھر ہیں نہ انہیں فائدہ دیتے ہیں نہ نقصان اور نہ انہیں رزق دیتے ہیں لیکن وہ ان سے برکت حاصل کرتے تھے اور تعظیم کرتے تھے۔ اس لئے کہ وہ نیک لوگوں کی مورتیں تھیں اور یہ مورتیں ان میں بہت زیادہ ہو گئیں اور ان

کی تعظیم بھی بڑھ گئی جب ان کا کوئی نیک آدمی فوت ہوجاتا تو وہ اسی کی مورتی بنالیتے اوراس مورتی کا وہی نام رکھ لیتے۔

۷۔ مورتوں سے بتوں تک

یہ لوگ چلے گئے۔ اولاد نے اپنے آباء کو دیکھا کہ ان سے برکت حاصل کرتے تھے اور انہوں نے اپنے آباء کو دیکھا کہ وہ ان کی بہت تعظیم کرتے تھے کہ وہ ان کے سامنے سر جھکاتے اور رکوع کرتے تھے۔ بیٹوں نے اپنے باپ دادا کے عمل پر اضافہ کیا اور انہیں سجدہ کرنے لگے۔ ان سے مانگنے لگے اور ان کے لئے ذبح کرنے لگے۔ اس طرح یہ بت معبود بن گئے اور لوگ ان کی ایسی ہی عبادت کرنے لگے جیسے وہ اس سے پہلے اللہ کی عبادت کرتے تھے اور ان میں بتوں کی کثرت ہوگئی۔ یہ وُدّ ہے، یہ سُوَاع، یہ یَغوث، وہ یَعُوق اور نسر اور وہ فلاں وغیرہ وغیرہ۔

۸۔ اللہ کا غضب

اور اللہ کو لوگوں پر بہت غصّہ آیا اور ان پر لعنت کی اور اللہ کو ان لوگوں پر کیوں غصّہ نہ آتا اور ان پر کیوں لعنت نہ کرتا؟ کیا اللہ نے اس لئے پیدا کیا تھا؟ کیا اس لئے ان کو رزق دیتا تھا؟ وہ اللہ کی زمین پر چلتے تھے اور اللہ کے ساتھ کفر کرتے تھے۔ وہ اللہ کا رزق کھاتے اور اللہ کے ساتھ شرک کرتے تھے۔ یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ یہ بہت ہی بڑا ظلم ہے۔ اللہ لوگوں سے ناراض ہوا اور بارش روک لی اور ان پر تنگی کی اور کھیتی اور نسل کم ہوگئی لیکن لوگوں کو پھر بھی عقل نہ آئی اور لوگوں نے توبہ نہ کی۔

۹۔ رسول

اللہ نے ان میں سے ایک آدمی کو رسول بنا کر بھیجنے کا ارادہ کیا جو ان سے کلام کرے اور انہیں نصیحت کرے۔ اللہ ایک ایک سے کلام نہیں کرسکتا۔ اللہ ہر کسی کو خطاب نہیں کرتا۔ اس سے کہے کہ یوں کرو، یوں کرو۔ بادشاہ ایک ایک (فرد) سے بات نہیں کرتے، بادشاہ ایک ایک آدمی کے پاس جا کر نہیں کہتے کہ یوں کرو، انسانوں جیسے انسان ہیں۔ ہر ایک انہیں دیکھنے اور ان کا کلام سننے کی طاقت رکھتا ہے۔ اللہ کو دیکھنے کی کسی میں طاقت ہے نہ اس کا کلام سننے اور اس سے کلام کرنے کی اور اس کی کوئی طاقت نہیں رکھتا سوائے اس شخص کے جسے اللہ چاہے اور جب چاہے۔ اللہ نے لوگوں میں ایک رسول بھیجنے کا ارادہ کیا جو ان سے کلام کرے اور انہیں نصیحت کرے۔

۱۰۔ انسان یا فرشتہ

اور اللہ نے چاہا کہ یہ رسول انسان ہو، لوگ اسے پہچانتے ہوں اور اس کی بات سمجھتے ہوں اور اگر رسول فرشتہ ہوتا تو لوگ کہتے کہ ہمارا اس کا کیا تعلق وہ فرشتہ ہے اور ہم انسان ہیں۔ ہم کھاتے پیتے ہیں اور ہمارے اہل وعیال اور اولاد ہے ہم کیسے اللہ کی عبادت کریں؟ اور جب رسول انسان ہو وہ کہتا ہے کہ میں کھاتا پیتا ہوں میرے اہل بھی ہیں اور اولاد بھی اور میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں، تم کیوں اللہ کی عبادت نہیں کرتے؟ اور جب رسول فرشتہ ہوتا تو لوگ کہتے تجھے نہ پیاس لگتی ہے نہ بھوک، نہ تو بیمار ہوتا ہے اور نہ مرتا ہے تو تو اللہ کی عبادت ہی کرے گا اور اسے ہمیشہ یاد کرے گا! اور ہم انسان ہیں۔ ہمیں پیاس لگتی ہے اور بھوک لگتی ہے، بیمار ہوتے ہیں اور مرتے ہیں، ہم کیسے اللہ کی عبادت کریں اور ہمیشہ اسے یاد رکھیں اور جب رسول خود انسان ہو تو کہے گا

میں تمہارے جیسا ہوں، مجھے پیاس لگتی ہے اور بھوک بھی، بیمار ہوتا ہوں اور مرتا ہوں، اللہ کی عبادت کرتا ہوں اور اسے یاد کرتا ہوں، تم کیوں اللہ کی عبادت نہیں کرتے اور کیوں اسے یاد نہیں کرتے؟ لوگوں کی بات کٹ جاتی ہے اور انہیں کوئی عذر نہیں ملتا۔

۱۱۔ نوح علیہ السلام

اللہ نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجنے کا ارادہ کیا قوم میں امیر اور رئیس لوگ تھے لیکن اللہ نے اپنے پیغام کے لئے نوح علیہ السلام کو چُنا اور ان میں سے کسی کو نہ چنا۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ کون اس کے پیغام کا بوجھ اٹھاتا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے کہ کون اس کی امانت کا بوجھ اٹھاتا ہے اور نوح علیہ السلام نیک اور کریم آدمی تھے اور نوح علیہ السلام عقلمند اور بردبار تھے۔ نوح علیہ السلام مشفق، ناصح، صادق اور امین تھے۔ اللہ نے اپنے پیغام کے لئے انہیں چنا اور ان کی طرف وحی بھیجی کہ ''ڈرا اپنی قوم کو اس سے قبل کہ ان پر دردناک عذاب آئے''۔ نوح علیہ السلام اپنی قوم میں کھڑے ہوئے۔ لوگوں سے کہنے لگے ''بے شک میں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں''۔

۱۲۔ قوم نے انہیں کیا جواب دیا؟

اور جب نوح علیہ السلام قوم میں کھڑے ہوئے اور کہا ''بے شک میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں''۔ کچھ لوگ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے ''یہ کب سے نبی ہو گئے؟ کل تو ہم میں سے ایک آدمی تھے اور آج کہتے ہیں کہ میں تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں''۔ نوح علیہ السلام کے دوستوں نے کہا ''یہ بچپن میں ہمارے ساتھ کھیلتے تھے اور ہر روز ہمارے ساتھ بیٹھتے تھے پس کب آ گئی ہے ان کے پاس نبوت؟ رات کو یا دن کے وقت؟'' اور امیروں اور مغروروں نے کہا ''کیا اللہ کو ان

کے بغیر کوئی اور نہیں ملا؟ کیا سب لوگ مر گئے ہیں؟ کیا اس فقیر کے بغیر کوئی نہیں ملا؟''
اور جاہلوں نے کہا'' یہ تو تمہارے جیسے ہی ایک انسان ہیں۔'' اور انہوں نے کہا'' اگر اللہ چاہتا تو کوئی فرشتہ اتار دیتا یہ تو ہم نے اپنے پہلے باپ دادوں سے بھی نہ سنا''۔ اور کسی نے کہا'' بیشک نوح اس طریقہ سے سرداری اور عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں''۔

۱۴۔ نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کے درمیان

لوگ بتوں کی عبادت کو حق سمجھتے تھے اور بتوں کی عبادت کو عقل سمجھتے تھے اور وہ خیال کرتے تھے کہ جو آدمی بتوں کی عبادت نہیں کرتا وہ گمراہی اور پاگل پنے میں ہے اور وہ کہتے تھے کہ ہمارے بڑے ان بتوں کی عبادت کرتے تھے یہ ان کی عبادت کیوں نہیں کرتا؟ اور نوح بتوں کی عبادت کو گمراہی سمجھتے تھے اور بتوں کی عبادت کو بیوقوفی سمجھتے تھے اور نوح علیہ السلام سمجھتے تھے کہ بڑے گمراہی اور پاگل پنے میں تھے اور آدم جو باپ دادا کے بھی باپ تھے بتوں کی عبادت نہیں کرتے تھے بلکہ وہ اللہ کی عبادت کرتے تھے اور قوم گمراہی اور بیوقوفی میں تھی جب وہ پتھروں کی عبادت کرتی تھی اور اللہ کی عبادت نہیں کرتی تھی جس نے اسے پیدا کیا۔ نوح علیہ السلام اپنی قوم میں کھڑے ہوئے اور اپنی پوری آواز سے کہا'' اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، تمہارے لئے اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ مجھے تم پر بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے''۔ ان کی قوم کے سرداروں نے کہا'' بے شک ہم تجھے صاف گمراہی میں دیکھتے ہیں''۔ نوح علیہ السلام نے کہا'' اے میری قوم! میرے ساتھ گمراہی کا کیا تعلق ہے میں تو رب العالمین کی طرف سے رسول ہوں میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں

جانتے“۔

۱۴۔ چند مومن (کافروں کی نظر میں گھٹیا)

اور نوح علیہ السلام نے بہت زور مارا کہ ان کی قوم ایمان لائے اور اللہ کی عبادت کرے اور بتوں کو چھوڑ دے لیکن نوح علیہ السلام پر ان کی قوم کے چند افراد کے علاوہ کوئی اور ایمان نہ لایا صرف وہی افراد ایمان لائے جو اپنے ہاتھ سے کام کرتے تھے اور حلال کھاتے تھے اور جہاں تک ان کی قوم کے امیروں کا تعلق ہے ان کا تکبر نوح علیہ السلام کی اطاعت میں آڑے آیا، ان کے مال و اولاد نے انہیں فکرِ آخرت سے بیگانہ کیا اور وہ کہتے تھے ”ہم شرفاء......شریف لوگ اور یہ ذلیل ہیں“ اور جب انہیں نوح علیہ السلام نے اللہ کی طرف بلایا تو انہوں نے کہا ”کیا ہم تجھ پر ایمان لائیں جبکہ تیری پیروی کی ذلیلوں نے“ اور انہوں نے نوح علیہ السلام سے ان مسکینوں کو دور کردینے کو کہا لیکن نوح علیہ السلام نے انکار کیا اور کہا ”میں مومنوں کو دور کرنے والا نہیں۔ میرا دروازہ کسی بادشاہ کا دروازہ نہیں میں تو محض صاف ڈرانے والا ہوں“ اور نوح علیہ السلام جانتے تھے کہ یہ مسکین مخلص مؤمن اور یہ کہ اللہ ناراض ہوگا جب وہ ان مسکینوں کو دور ہٹادیں، اس وقت ان کی کوئی مدد نہیں کرے گا۔ انہوں نے کہا ”اے میری قوم! اگر میں ان کو دور کردوں تو میری مدد کون کرے گا“؟

۱۵۔ امیروں کی دلیل

مالداروں نے کہا ”جس چیز کی طرف نوح بلاتے ہیں نہ وہ حق ہے اور نہ اس میں کوئی بھلائی ہے کیوں؟ اس لئے کہ ہمارا تجربہ ہے کہ بھلائی کے ہر کام میں پہل کرنے والے تو ہمیں لوگ ہیں۔ ہر عمدہ کھانا ہمارے پاس اور ہر خوبصورت لباس

ہمارے پاس ہے اور لوگ ہر چیز میں ہماری پیروی کرتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ خیر اور بھلائی کے سلسلہ میں ہم سے کوئی خطاء نہیں ہوتی اور شہر میں کوئی ہم سے آگے نکل نہیں سکتا۔ اگر یہ دین مجسمۂ خیر ہوتا تو ان مسکینوں سے قبل ہمارے پاس آتا۔ اگر یہ خیر (اچھا) ہوتا تو کوئی ہم سے پہلے اس کی طرف پہل نہ کرتا''۔

۱۶۔ نوح علیہ السلام کی دعوت

نوح علیہ السلام نے قوم کو دعوت دی اور نصیحت کرنے میں بہت کوشش کی، کہا ''اے میری قوم! بے شک میں تمہارے لئے ڈرانے والا ہوں، یہ کہ اللہ کی عبادت کرو اور اسی سے ڈرو اور میری بات مانو، وہ تمہارے گناہ معاف کردے گا اور ایک وقتِ مقرر تک تمہیں مہلت دے گا، بیشک جب اللہ کا وعدہ آئے گا تو اس میں دیر نہیں کی جائے گی، کاش کہ تم جانتے''۔ اور اللہ نے ان سے بارش روک لی اور ان پر ناراض ہوگیا اور کھیتی اور نسل کم ہوگئی۔ نوح علیہ السلام نے کہا ''اے میری قوم! اگر تم ایمان لے آؤ تو تم سے اللہ راضی ہوجائے گا اور تم سے یہ عذاب ہٹادے گا اور تم پر بارشیں بھیجے گا اور تمہیں رزق اور اولاد میں برکت دے گا'' اور نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا اور ان سے کہا ''کیا تم اللہ کو پہچانتے نہیں ہو؟ یہ تمہارے اردگرد اللہ کی نشانیاں ہیں، کیا تم نہیں دیکھتے؟ کیا تم آسمان و زمین کی طرف نہیں دیکھتے؟ کیا تم سورج اور چاند کی طرف نہیں دیکھتے اور تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا''، لیکن نوح علیہ السلام کی قوم کو عقل نہ آئی، نوح علیہ السلام کی قوم ایمان نہ لائی بلکہ جب نوح علیہ السلام ان کو اللہ کی طرف بلاتے تو وہ اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے دیتے اور وہ آدمی کیسے سمجھے جو سنتا نہیں اور وہ کیسے سنے جو سننا نہ چاہے؟

۱۷۔ نوح علیہ السلام کی دعا

نوح علیہ السلام نے آخری کوشش کی اور اپنی قوم کو عرصہ دراز تک دعوت دیتے رہے۔نوح علیہ السلام اپنی قوم میں ساڑھے نوسو سال رہے۔انہیں اللہ کی طرف بلاتے رہے لیکن نوح علیہ السلام کی قوم ایمان نہ لائی اور انہوں نے بتوں کی عبادت نہ چھوڑی اور اللہ کی طرف رخ نہ کیا۔نوح کب تک انتظار کرتے؟ کب تک زمین کا بگاڑ دیکھتے؟ کب تک پتھروں کی عبادت ہوتے دیکھتے؟ کب تک لوگوں کو دیکھتے کہ وہ اللہ کا رزق کھاتے ہیں اور اس کے سوا دوسروں کی عبادت کرتے ہیں؟ نوح علیہ السلام کو کیوں غصّہ نہ آتا؟ انہوں نے ایسا صبر کیا کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔نوسو پچاس سال! اللہ اکبر! اللہ اکبر! اور اللہ نے نوح علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی ''تمہاری قوم سے ایمان نہیں لائے گا کوئی مگر جو لا چکے''۔جب نوح علیہ السلام نے انہیں دوسری بار بلایا تو ان کی قوم نے کہا ''اے نوح! تم نے کافی تکرار کی پس تم لے آؤ جس کا وعدہ کرتے ہو اگر تم سچے ہو''۔ نوح علیہ السلام اللہ کے لئے ناراض ہوئے اور ان سے مایوس ہوگئے اور کہا ''اے اللہ! کافروں میں سے کسی کو اس دھرتی پر باقی نہ رکھ''۔

۱۸۔ کشتی

اللہ نے نوح علیہ السلام کی دعا قبول کی اور ان کی قوم کو غرق کرنا چاہا لیکن اللہ نے اسی طرح ارادہ کیا کہ نوح علیہ السلام اور مومنوں کو نجات دے۔اللہ نے نوح علیہ السلام کو ایک بڑی کشتی بنانے کا حکم دیا اور نوح علیہ السلام نے ایک بڑی کشتی بنانی شروع کی۔ان کی قوم نے انہیں اس کام میں مشغول دیکھا تو انہیں ایک اور مشغلہ مل گیا اور ان سے مذاق کرنے لگے۔''اے نوح یہ کیا ہے؟ تم بڑھئی کب سے بنے ہو؟ کیا ہم تجھے نہ کہتے

تھے کہ ان ذلیلوں کے ساتھ نہ بیٹھا کرو لیکن تم نے ہماری نہ سنی اور ان بڑھئی اور لوہاروں کے ساتھ بیٹھے اور خود بھی ترکھان ہو گئے۔ نوح یہ کشتی کہاں چلے گی؟ آپ کا سارا معاملہ ہی عجیب ہے۔ یہ اس ریت پر چلے گی یا پہاڑ پر چڑھے گی؟ سمندر یہاں سے کافی دور ہے۔ اسے جن اٹھائیں گے یا بیل کھینچیں گے؟'' نوح علیہ السلام یہ سب کچھ سنتے تھے اور صبر کرتے تھے۔ انہوں نے تو اس سے بھی زیادہ سُنا اور صبر کیا تھا لیکن کبھی وہ ان سے کہتے ''اگر تم ہمارے ساتھ مذاق کرتے ہو تو ہم تم سے کریں گے جیسے تم کرتے تھے''۔

۱۹۔ طُوفان

اور اللہ کا عذاب آ گیا۔ اللہ کی پناہ! آسمان خوب برسا اور برسا گویا کہ آسمان میں سوراخ تھا۔ پانی نہیں رک سکتا تھا، پانی جمع ہوا اور چلا حتیٰ کہ اس نے لوگوں کو ہر طرف سے گھیر لیا اور اللہ نے نوح علیہ السلام کی طرف وحی کی اپنے ساتھ اپنی قوم اور گھر کے ایمان والوں کو لے لیں اور اللہ نے نوح علیہ السلام کو وحی کی کہ ہر حیوان اور پرندہ کا جوڑا...... مذکر مؤنث ساتھ رکھ لیں اس لئے کہ عام طوفان تھا اس سے کوئی حیوان اور انسان نہیں بچے گا۔ نوح علیہ السلام نے ایسے ہی کیا۔ ان کے ساتھ کشتی میں ان کی قوم کے مومن تھے اور ہر حیوان اور پرندے کا جوڑا، کشتی چل پڑی ان کے ساتھ پہاڑوں جیسی موجوں میں چلتی تھی۔ قوم ہر اونچی جگہ اور بلند مقام پر چڑھ گئی وُہ اللہ کے عذاب سے بھاگتے تھے لیکن اللہ کے بغیر جائے پناہ کہاں......!۔

۲۰۔ نوح علیہ السلام کا بیٹا

نوح علیہ السلام کا ایک بیٹا کافروں کے ساتھ تھا۔ نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو

طوفان میں دیکھا تو کہا ''اے بیٹے! ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں میں سے نہ بن''۔ اس نے کہا ''میں عنقریب پہاڑ کی طرف پناہ لے لوں گا جو مجھے پانی سے بچا لے گا''۔ نوح علیہ السلام نے فرمایا ''اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں سوائے اس کے جس پر وہ رحم کرے اور ان کے درمیان موج حائل ہوگئی اور وہ غرق ہو گیا اور نوح علیہ السلام اپنے بیٹے پر غمگین ہوئے اور کیسے نہ ہوتے کہ وہ ان کا بیٹا تھا۔ انہوں نے چاہا کہ ان کا بیٹا قیامت کے دن دوزخ سے بچ جائے جبکہ وہ کل پانی سے بچ نہیں سکا۔ آگ پانی سے زیادہ سخت ہے اور آخرت کا عذاب زیادہ سخت ہے۔ کیا اللہ نے ان سے ان کی اہل کو بچانے کا وعدہ نہیں کیا؟ بجا! اللہ کا وعدہ سچا ہے انہوں نے چاہا کہ اللہ سے اپنے بیٹے کی سفارش کریں۔

۲۱۔ وہ تمہاری اہل سے نہیں

اور نوح علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا اور کہا میرا بیٹا میری اہل میں سے ہے اور آپ کا وعدہ سچا ہے اور آپ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم ہیں لیکن اللہ نسب کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ اعمال کی طرف دیکھتا ہے۔ اللہ مشرکوں کے بارے میں سفارش قبول نہیں کرتا اور مشرک نبی کی اہل میں نہیں اگرچہ اس کا بیٹا ہو۔ اللہ نے اس پر نوح علیہ السلام کو تنبیہ کی اور کہا ''اے نوح! وہ تمہاری اہل سے نہیں۔ اس کے عمل صحیح نہیں۔ مجھ سے اس چیز کا سوال نہ کر جس کا تجھے علم نہیں میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تو بے خبروں میں سے ہو جائے''۔ نوح علیہ السلام سنبھل گئے اور اللہ سے توبہ کی اور کہا ''اے میرے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے ایسا سوال کروں جس کا مجھے کوئی علم نہیں اور اگر تو مجھے نہیں بخشے گا اور رحم نہیں کرے گا تو میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں

گا''۔

۲۲۔ طوفان کے بعد

اور جب وہ ہو چکا جس کا اللہ نے ارادہ کیا تھا اور کافر غرق ہو گئے بارش تھم گئی اور پانی خشک ہو گیا اور کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری۔ اور کہا گیا کہ ''پھٹکار ہو ظالموں پر''۔ اور کہا گیا کہ ''نوح! سلامتی کے ساتھ اتر'' اور نوح اور کشتی والے اترے۔ زمین پر سلامتی سے چلتے تھے۔ قوم نوح علیہ السلام کے کافر ہلاک ہو گئے ان پر زمین روئی نہ آسمان اور اللہ نے نوح علیہ السلام کی اولاد کو برکت دی اور وہ زمین میں پھیل گئی اور اس نے زمین کو بھر دیا۔ اس میں بہت سی امتیں اور نبی اور بادشاہ ہوئے۔ ''سلامتی ہو نوح علیہ السلام پر جہانوں میں۔ سلامتی ہو نوح علیہ السلام پر جہانوں میں۔''

حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ

آندھی

۱۔ نوح علیہ السلام کے بعد

اللہ نے نوح علیہ السلام کی اولاد میں برکت دی وہ زمین میں پھیل گئی اور اس سے ایک امت تھی جسے ''عاد'' کہا جاتا تھا۔ وہ بہت طاقتور آدمی تھے ان کے جسم لوہے کی طرح سخت تھے۔ وہ ہر ایک پر غلبہ پاتے تھے اور ان پر کوئی غلبہ نہ پاتا۔ وہ کسی سے نہیں ڈرتے تھے اور ان سے ہر کوئی ڈرتا تھا اور اللہ نے ''عاد'' کو ہر چیز میں برکت دی۔ عاد کے اونٹوں اور بھیڑ بکریوں سے وادی بھر جاتی تھی اور عاد کے گھوڑوں سے میدان بھر جاتے تھے اور ''عاد'' کی اولاد سے گھر بھر گئے اور جب ''عاد'' کے اونٹ اور بھیڑ، بکریاں چراگاہ کی طرف نکلتے تو ان کا منظر بڑا دلکش اور خوبصورت ہوتا اور جب بچے صبح کے وقت کھیلنے کے لئے نکلتے تو ان کا منظر بھی بڑا خوبصورت ہوتا۔ اسی طرح عاد کی زمین بھی بہت سرسبز اور خوبصورت تھی۔ اس میں بہت سے باغ اور چشمے تھے۔

۲۔ عاد کی ناشکری

لیکن عاد نے ان بے شمار نعمتوں پر اللہ کا شکر نہ کیا۔ قوم عاد طوفان کا قصہ بھول گئی جسے انہوں نے اپنے بڑوں سے سنا تھا اور زمین میں اس کے نشان دیکھتے

تھے اور بھول گئے کہ قومِ نوح علیہ السلام پر اللہ نے طوفان کیوں بھیجا تھا؟ انہوں نے اسی طرح بتوں کی عبادت شروع کردی جیسے نوح علیہ السلام کی امت بتوں کی عبادت کرتی تھی۔ وہ اپنے ہاتھ سے پتھر کے بت گھڑ لیتے پھر انہیں سجدہ کرتے اور ان کی عبادت کرتے۔ وہ ان سے اپنی حاجتیں مانگتے، انہیں پکارتے اور ان کے لئے قربانی کرتے اور وہ نوح علیہ السلام کی امت کے نقش قدم پر تھے۔ ان کی عقلیں انہیں بتوں کی عبادت سے نہ روکتیں اور نہ ان کی عقلیں ہدایت دیتیں۔ وہ دنیا کے عقلمند اور دین کے ناسمجھ اور غبی تھے۔

۳۔ عاد کی سرکشی

عاد کی قوت ان کے لئے اور لوگوں کے لئے وبال بن گئی۔ اس لئے کہ وہ اللہ پر اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے تھے ان کو ظلم سے کون سی چیز روکتی؟ اور انہیں سرکشی سے کون سی چیز روکتی؟ وہ لوگوں پر ظلم کیوں نہ کرتے؟ اور وہ اپنے اوپر کسی کو نہ دیکھتے تھے اور انہیں حساب وکتاب اور عذاب کا خوف نہ تھا۔ وہ جنگل کے درندوں کی طرح تھے جن میں سے بڑا چھوٹے پر ظلم کرتا ہے اور طاقتور کمزور کو کھا جاتا ہے اور جب غضبناک ہوتے وہ بپھرے ہوئے ہاتھی کی طرح ہوتے جسے جو ملتا ہے قتل کر دیتا ہے اور جب وہ لڑنے پہ آتے تو کھیتوں اور نسل کو تباہ کر دیتے اور جب کسی بستی میں داخل ہوتے تو اس میں تباہی مچا دیتے اور وہاں کے معزز لوگوں کی عزّت کو ذلت میں بدل دیتے۔ کمزور ان کے شر سے ڈرتے اور ان کے ظلم سے بھاگتے تھے۔ ان کی قوت ان کے لئے وبال بن گئی اور اس طرح ہر وہ شخص جو اللہ سے نہیں ڈرتا اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتا (اس کی قوت وبال ہوتی ہے)۔

۴۔ عاد کے محلّات

اور عاد کو کھانے پینے اور کھیل تماشے کے علاوہ اور کوئی کام نہ تھا اور ان میں سے ہر ایک دوسرے پر بلند محلّات اور وسیع گھروں کی تعمیر پر فخر کرتا تھا اور ان کے مال پانی کیچڑ میں ضائع ہوتے تھے۔ وہ جو بھی خالی اور اونچی جگہ دیکھتے وہاں ایک اونچا محل بنا لیتے اور وہ اس طرح گھر بناتے جیسے انہیں وہاں ہمیشہ رہنا ہے اور کبھی مرنا نہیں ہے اور وہ بغیر ضرورت کے محلات بناتے تھے جبکہ لوگوں کو کھانے اور پہننے کو نہیں ملتا تھا اور ان میں سے غریب لوگوں کو رہنے کے لئے گھر میسر نہ تھا اور امیروں کے گھروں میں رہنے والا کوئی نہ تھا۔ جس نے انہیں اور ان کے محلات کو دیکھا اسے یقین ہو گیا کہ وہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔

۵۔ حضرت ہود علیہ السلام

اللہ نے عاد کی طرف ایک رسول بھیجنا چاہا۔ اللہ بندوں کے کفر کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ زمین میں فساد کو پسند نہیں کرتا اور عاد اپنی عقلوں کو کھانے پینے، کھیل تماشے اور گھروں کی تعمیر کے علاوہ کہیں اور استعمال نہیں کرتے تھے۔ ان کی عقلیں تباہ ہو گئیں اس لئے کہ وہ انہیں دین میں استعمال نہیں کرتے تھے اور انہیں عقل نہ آئی۔ پس اللہ نے ان کی طرف ایک رسول بھیجنے کا ارادہ کیا جو انہیں ہدایت دے اور اللہ نے چاہا کہ یہ رسول انہی میں سے ہو۔ وہ اسے پہچانتے ہوں اور ان کی بات سمجھتے ہوں۔ ''ہود علیہ السلام'' ہی وہ رسول تھے جو عاد کے ایک شریف گھرانے میں پیدا ہوئے اور انہوں نے عقل اور نیکی میں پرورش پائی۔

۶۔ ہود علیہ السلام کی دعوت

ہود علیہ السلام قوم میں دعوت دینے کھڑے ہوئے اور کہا ''اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو۔ تمہارے لئے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے''۔ اور ہود علیہ السلام نے کہا ''اے میری قوم! تم کیسے پتھروں کی عبادت کرتے ہو اور اس ذات کی عبادت نہیں کرتے جس نے تمہیں پیدا کیا۔ اے میری قوم! یہ پتھر جنہیں تم نے خود تراشا ہے، آج ان کی کیسے عبادت کرتے ہو، بے شک اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہیں رزق دیا اور تمہیں مال، اولاد، کھیتی اور نسل میں برکت دی اور قومِ نوح کے بعد تمہیں قائم مقام بنایا اور تمہیں جسمانی قوت عطاء کی۔ ان نعمتوں کا حق تو یہ تھا کہ تم اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرتے۔ بے شک یہ کتّا جسے تم ایک ہڈی پھینک دیتے ہو وہ تمہارے گھر سے نہیں جاتا اور سائے کی طرح تمہارے ساتھ رہتا ہے کیا تم نے کسی ایسے کتّے کو دیکھا ہے جس نے اپنے مالک کو چھوڑ دیا ہو اور کسی دوسرے کی طرف چلا گیا ہو۔ کیا تم نے کسی حیوان کو دیکھا ہے کہ وہ پتھر کو پوج رہا ہو۔ یا تم نے کسی حیوان کو دیکھا ہے جو بت کو سجدہ کرتا ہو۔ کیا انسان حیوان سے زیادہ ذلیل ہے یا اس سے زیادہ عزت والا ہے؟

۷۔ قوم کا جواب

قوم کھانے پینے اور کھیل تماشے میں لگی ہوئی تھی اور دنیا کی زندگی سے راضی اور مطمئن تھی۔ ہود علیہ السلام کی بات سے تنگ دل ہوئی اور ان میں سے کسی نے دوسرے سے کہا ''ہود کیا کہتا ہے؟ وہ کیا چاہتا ہے؟ ہم اس کا کلام نہیں سمجھتے''۔ انہوں نے کہا ''بے وقوف ہے یا دیوانہ'' اور جب ہود علیہ السلام نے انہیں دوبارہ دعوت دی تو قوم کے

شریفوں نے کہا ''بیشک ہم تمہیں بے وقوفی میں دیکھتے ہیں اور ہم تمہیں جھوٹوں میں سے خیال کرتے ہیں''۔ ہود نے کہا ''میں کوئی پاگل نہیں ہوں بلکہ جہانوں کے رب کی طرف سے رسول ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا مخلص اور امانت دار نصیحت کرنے والا ہوں''۔

۸۔ ہود علیہ السلام کی دانائی

ہود علیہ السلام مسلسل اپنی قوم کو نصیحت کرتے رہے اور انہیں حکمت اور نرمی سے بلاتے رہے۔ ہود علیہ السلام نے کہا ''اے میری قوم! میں کل تمہارا بھائی اور دوست تھا۔ کیا تم مجھے پہچانتے نہیں ہو؟ اے میرے بھائیو! تم مجھ سے کیوں ڈرتے ہو اور مجھ سے کیوں بھاگتے ہو؟ میں تمہارے مال میں سے کوئی چیز کم نہیں کروں گا۔ اے میری قوم! میں اس پر تم سے مال کا طالب نہیں، میرا اجر تو اللہ کے پاس ہے۔ اے میری قوم! اگر تم اللہ پر ایمان لے آؤ تو تمہیں کس چیز کا ڈر ہے؟ بخدا! اگر تم اللہ پر ایمان لے آؤ تو تمہارے مال میں کمی نہ ہوگی بلکہ اللہ تمہارے رزق میں برکت دے گا اور قوت میں اضافہ کرے گا۔ اے میری قوم! میرے پیغام سے تمہیں تعجب کیوں ہوتا ہے؟ اللہ ہر کسی سے تھوڑا ہی بات کرتا ہے۔ اللہ ہر کسی کو خطاب نہیں کرتا کہ اس سے کہے کہ یوں کرو اور یوں کرو۔ بیشک اللہ ہر قوم کی طرف انہی میں سے ایک آدمی کو بھیجتا ہے جو ان سے کلام کرتا ہے اور انہیں نصیحت کرتا ہے اور اللہ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے میں تم سے کلام کرتا ہوں اور نصیحت کرتا ہوں۔ کیا تمہیں تعجب ہے کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئے ایک آدمی پر تم میں سے تاکہ وہ تمہیں ڈرائے (انجام سے)۔''

۹۔ ہود علیہ السلام کا ایمان

اور عاد سے کوئی جواب بن نہ آیا۔ انہیں سمجھ نہ آئی کہ وہ ہود کو کیا جواب دیں! لیکن جب وہ عاجز آ گئے تو انہوں نے کہا ''تجھ سے ہمارے معبود روٹھ گئے ہیں اس لئے تمہاری عقل کو مرض لاحق ہو گیا ہے۔ بتوں کا وبال تم پر پڑا ہے۔ ہود علیہ السلام نے کہا ''بلاشبہ یہ بت پتھر ہیں یہ کسی کو نفع دیتے ہیں نہ نقصان اور یہ بت پتھر ہیں، بولتے ہیں نہ سنتے نہ دیکھتے، بلاشبہ یہ بت بھلائی اور تکلیف کا اختیار نہیں رکھتے اور نہ کسی کے نفع اور نقصان کا اختیار رکھتے ہیں اور اس طرح تم بھی نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتے اور تمہیں مجھے فائدہ پہنچانے اور نقصان دینے کا اختیار نہیں ہے۔ میں تمہارے بتوں کو نہیں مانتا اور نہ ان سے ڈرتا ہوں۔ میں بری ہوں اس سے جو تم شرک کرتے ہو اور میں تم سے بھی نہیں ڈرتا۔ تم سب میرے خلاف تدبیریں کرلو۔ بے شک میں نے اللہ پر توکل کیا ہے جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ ہر چیز اس کے ماتحت ہے اور کوئی پتہ بھی اس کے حکم کے بغیر نہیں گرتا۔

۱۰۔ قومِ عاد کی ضد

عاد نے سب کچھ سنا مگر ایمان نہ لائے۔ ہود علیہ السلام کی نصیحت ان پر ضائع ہوگئی۔ ہود علیہ السلام کی حکمت بھی ان پر ضائع ہوگئی اور انہوں نے کہا ''اے ہود! تمہارے پاس نہ کوئی دلیل ہے اور نہ ثبوت۔ اے ہود! تمہاری تازہ بات سے ہم اپنے قدیم معبودوں کو نہیں چھوڑیں گے۔ کیا ہم ایک کہنے والے کی بات پر اپنے ان معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے بڑے کرتے تھے۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ اور اے ہود! تو ہمارے معبودوں کو مانتا ہے نہ ان سے ڈرتا ہے تو ہم بھی تیرے معبود کو

نہیں مانتے اور نہ اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور ہم تمہیں کافی زیادہ عذاب کا تذکرہ کرتے ہوئے سنتے ہیں۔ عاد! وہ کہاں ہے؟ اور کب آئے گا؟'' ہود علیہ السلام نے کہا ''اس کا علم اللہ کو ہے میں تو محض صاف ڈرانے والا ہوں''۔ عاد نے کہا ''ہم اس عذاب کے منتظر ہیں اور اُسے دیکھنے کا شوق رکھتے ہیں۔ ہود علیہ السلام کو ان کی اس جرأت پر تعجب ہوا اور ہود علیہ السلام نے ان کی اس حماقت پر افسوس کیا۔

۱۱۔ عذاب

اور عاد ہر روز بارش کا انتظار کرتے۔ آسمان کی طرف دیکھتے انہیں بادل کا کوئی ٹکڑا بھی نظر نہ آتا۔ انہیں بارش کی ضرورت تھی اور انہیں بارش کا بہت ہی شوق تھا۔ ایک دن انہوں نے اپنی طرف بادل آتے ہوئے دیکھے تو بہت خوش ہوئے اور چیخ کر بولے کہ یہ بارش کے بادل ہیں۔ یہ بارش کے بادل ہیں خوشی سے ناچنے لگے۔ ایک نے دوسرے کو پکار کر کہا بارش کا بادل، بارش کا بادل لیکن ہود علیہ السلام سمجھ گئے کہ عذاب آ گیا ہے۔ ہود علیہ السلام نے کہا کہ یہ رحمت کا بادل نہیں بلکہ تند ہوا ہے جس میں دردناک عذاب ہے اور وہی بات نکلی بہت زور کی ہوا چلی اس جیسی لوگوں نے نہ دیکھی تھی اور نہ ویسی سنی تھی اور آندھی چلی وہ درختوں کو جڑ سے نکالتی جاتی تھی اور گھروں کو گراتی جاتی اور چلنے پھرنے والی چیزوں کو اٹھاتی اور دور جا کر پھینک دیتی۔ صحرائی ریت اڑی اور دنیا تاریک ہوگئی۔ آدمی کو کچھ دکھتا نہیں تھا۔ وہ ڈر گئے اور اپنے گھروں میں داخل ہوگئے اور ان کے دروازے بند کر لیے۔ بچے ماؤں سے چمٹ گئے اور لوگ دیواروں سے اور لوگ کمروں میں چلے گئے۔ بچے روتے تھے، عورتیں چیختی تھیں اور مرد مدد کے لئے پکارتے تھے اور گویا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا ''آج اللہ کے عذاب

سے کوئی بچانے والا نہیں"۔ یہ سلسلہ سات راتیں اور آٹھ دنوں تک جاری رہا۔قوم مرگئی گویا کہ وہ کھجور کے درخت تھے جو زمین پر گر پڑے تھے۔ بہت ہی عجیب و غریب منظر تھا۔آدمی مرے ہوئے، انہیں پرندے کھاتے، گھر اجڑے ہوئے ان میں الّو رہتے، ہود علیہ السلام اور مومن ایمان کی بدولت بچ گئے۔عاد والے اپنے کفر اور ضد کی بدولت ہلاک و برباد ہو گئے۔"یاد رکھو! کہ عاد نے اپنے رب کا انکار کیا۔پھٹکار ہو عاد پر جو ہود علیہ السلام کی قوم تھی"۔

حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ

قومِ عاد کے بعد

۱۔ ثمود کی اونٹنی

قومِ ثمود قوم عاد کی وارث ہوئی جیسے قومِ عاد قومِ نوح علیہ السلام کی وارث ہوئی تھی۔ ثمود بھی عاد کے نقش قدم پر چلی جس طرح قومِ عاد قومِ نوح علیہ السلام کے نقش قدم پر چلی تھی۔ ثمود کی زمین بھی سرسبز اور خوبصورت تھی اس میں باغات، چشمہ اور بڑے باغ تھے جن کے نیچے نہریں جاری تھیں۔ قوم ثمود عمارت، زراعت اور باغوں میں کثرت میں عاد کی طرح تھی۔ انہیں عقل اور صناعت میں ان پر فوقیت حاصل تھی۔ وہ پہاڑوں میں سے بڑے وسیع اور خوبصورت گھر تراش لیتے تھے اور پتھروں میں نہایت عمدہ نقوش بناتے۔ ان کی عقل اور صناعت کے آگے پتھر موم کی طرح نرم ہو گیا اور جیسے چاہتے استعمال میں لے آتے۔ جب کوئی آدمی ان کے شہر میں داخل ہوتا تو حیران ہو جاتا وہ پہاڑوں کی طرح بڑے بڑے محلات دیکھتا جیسے جنوں نے بنائے ہوں اور دیواروں میں خوبصورت پھول دیکھتا جیسے موسم بہار نے پھول اگائے ہوں۔

اللہ نے ثمود پر آسمان و زمین کی برکتوں کے دروازے کھول دیئے بلکہ اللہ نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے۔ آسمان ان پر بارشوں کے ذریعے سخاوت کرتا اور زمین نباتات اور پھولوں سے کرتی اور باغ پھلوں اور میووں کے ذریعے

سخاوت کرتے۔ اللہ نے انہیں رزق اور عمر میں برکت دی۔

۲۔ ثمود کی ناشکری

ان سب چیزوں نے ثمود کو اللہ کی عبادت اور شکر پر آمادہ نہ کیا بلکہ کفر اور سرکشی پر آمادہ کر دیا۔ وہ اللہ کو بھول گئے اور انہیں جو ملا اس پر خوش ہو گئے اور انہوں نے کہا ''ہم سے طاقت میں کون زیادہ ہے؟'' انہوں نے خیال کیا کہ وہ کبھی مریں گے نہیں اور نہ کبھی اپنے محلات اور باغات سے نکلیں گے، اور یہ گمان کیا کہ موت ان پہاڑوں میں داخل نہ ہو گی اور اسے ان تک کوئی راستہ نہ ملے گا۔ شاید انہیں یہ گمان تھا کہ قوم نوح اس لئے غرق ہو گئی کہ وہ وادی میں تھی اور قوم عاد اس لئے ہلاک ہو گئی کہ وہ نرم زمین میں تھے اور وہ خود موت اور خوف سے امن کی جگہ میں ہیں۔

۳۔ بتوں کی عبادت

انہوں نے اسی پر اکتفا نہ کیا۔ انہوں نے پتھر گھڑ لئے اور بتوں کی عبادت کرنے لگے۔ قوم نوح اور عاد کی طرح پتھروں کی عبادت کرتے تھے۔ اللہ نے انہیں پتھروں کا بادشاہ بنایا تھا۔ مگر اپنی جہالت کی وجہ سے پتھروں کے بندے بن گئے۔ اللہ نے انہیں عزت دی اور پاکیزہ رزق دیا لیکن انہوں نے اپنے آپ کو ذلیل کیا اور انہوں نے انسان کو ذلیل کیا۔ بے شک اللہ لوگوں پر ذرا بھی ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ وہ پتھر جسے وہ اپنے ہاتھوں سے گھڑتے ہیں نہ (اس وقت وہ) ان کی نافرمانی کرتا اور نہ انکار۔ وہ اس کے سامنے عاجزی کرتے اور سجدہ میں گر جاتے۔ کیا طاقتور کمزور کی عبادت کرتا ہے؟ کیا آقا غلام کو سجدہ کرتا ہے؟ لیکن انہوں نے اللہ کو بھلا دیا اور اپنے آپ کو بھی بھول گئے۔ انہوں

نے اللہ کی عبادت اور بندگی سے انکار کیا اللہ نے انہیں ذلیل کر دیا۔

۴۔ حضرت صالح علیہ السلام

اللہ نے ان کی طرف رسول بھیجنے کا ارادہ کیا جیسے قوم نوح اور عاد کی طرف (رسول بھیجے گئے)۔ بلاشبہ! اللہ اپنے بندوں کے لئے کفر پسند نہیں کرتا بے شک اللہ زمین میں فساد پسند نہیں کرتا اور ان میں ایک آدمی صالح نامی تھے۔ وہ ایک شریف گھرانے میں پیدا ہوئے اور عقل اور نیکی میں پرورش پائی۔ وہ بہت ہی شریف لڑکے تھے اور بہت ہی ہدایت یافتہ لوگوں میں مشہور تھے۔ اور کہتے تھے "یہ صالح ہے! یہ صالح ہے!"۔ لوگوں کو ان سے بہت سی توقعات تھیں اور وہ کہا کرتے کہ ان کی بڑی شان ہوگی۔ لوگوں کا خیال تھا کہ صالح علیہ السلام ان کے شریفوں اور امیروں میں سے ہوں گے۔ خیال کرتے تھے کہ ان کا شاندار محل ہوگا اور بڑا باغ ہوگا۔ ان کے والد کی رائے یہ تھی کہ ان کا بیٹا اپنی عقل سے بہت مال کمائے گا اور لوگوں میں نکلے گا۔ اپنے گھوڑے پر نکلے گا۔ اور اس کے پیچھے نوکر چاکر ہوں گے۔ لوگ اسے سلام کریں گے اور کہیں گے کہ "یہ فلاں کا لڑکا ہے، یہ فلاں کا بیٹا ہے اور اس کی خوشی کا کیا ٹھکانا ہوگا جب وہ لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنے گا کہ یہ خوش نصیب ہے اس کا بیٹا بہت امیر ہے۔ لیکن اللہ کو کچھ اور منظور تھا۔ اللہ نے انہیں نبوت سے سرفراز کرنا چاہا۔ چاہا کہ انہیں ان کی قوم کی طرف بھیجیں تا کہ وہ انہیں ظلمتوں سے نکال کر نور میں لے آئیں۔ اس سے بڑھ کر کیا شرف ہوگا؟ اور اس سے بڑی عزت اور کیا ہوگی؟

۵۔ صالح علیہ السلام کی دعوت

صالح علیہ السلام نے اپنی قوم میں کھڑے ہو کر زوردار آواز میں کہا "اے میری

قوم! اللہ کی عبادت کرو، تمہارے لئے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔''

امیر لوگ کھانے پینے اور کھیل تماشے میں لگے ہوئے تھے۔ وہ بتوں کی عبادت کرتے تھے اور ان کے سوا کسی اور کو معبود نہیں سمجھتے تھے۔ انہیں صالح علیہ السلام کی دعوت پسند نہ آئی۔ ثمود کے امیر غضبناک ہوئے اور انہوں نے کہا ''یہ کون ہے؟'' خادموں نے کہا ''یہ صالح ہیں''۔ انہوں نے یہ پوچھا یہ کیا کہتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا، وہ کہتے ہیں ''اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارے لئے کوئی معبود نہیں'' اور کہتے ہیں کہ ''یقیناً اللہ تمہیں تمہارے مرنے کے بعد اٹھائے گا اور تمہیں بدلہ دے گا'' اور کہتے ہیں ''میں اللہ کا رسول ہوں اس نے مجھے اپنی قوم کی طرف بھیجا ہے''۔ امیروں نے ہنس کر کہا ''بے چارہ! کیا رسول ہوگا؟ اس کے پاس محل ہے نہ باغ، نہ کھیتی نہ کھجوروں کا باغ، یہ کیسے رسول ہوسکتا ہے!''

۶۔ امیروں کا پروپیگنڈا

امیروں نے یہ دیکھا کہ کچھ لوگ صالح علیہ السلام کی طرف مائل ہورہے ہیں۔ انہیں اپنی سرداری خطرے میں نظر آئی اور کہا ''یہ تو تمہاری طرح کا ایک آدمی ہے ،کھاتا ہے جس قسم کا تم کھاتے ہو اور پیتا ہے جس قسم سے تم پیتے ہو۔ اگر تم نے اطاعت شروع کردی اپنے برابر کے آدمی کی تو تم بے شک خراب ہوئے۔ کیا تم کو وعدہ دیتا ہے کہ جب تم مرجاؤ اور ہوجاؤ مٹی اور ہڈیاں تو تم کو نکلنا ہے۔ کہاں ہوسکتا ہے؟ کہاں ہوسکتا ہے؟ جو تم سے وعدہ ہوتا ہے، اور کچھ نہیں یہی جینا ہے ہمارا دنیا کا، مرتے اور جیتے ہیں اور ہم کو پھر اٹھنا ہے اور کچھ نہیں یہ ایک مرد ہے، باندھ لایا ہے اللہ پر جھوٹ اور اس کو ہم نہیں مانتے''۔

۷۔ ہمارا گمان غلط ہوا

لوگوں نے صالح علیہ السلام کا انکار کیا اور اس پر ایمان نہ لائے اور جب صالح علیہ السلام نے انہیں نصیحت کی اور انہیں بتوں کی عبادت سے روکا تو کہنے لگے" اے صالح! تم تو بہت ہی شریف لڑکے تھے اور بہت ہی ہدایت یافتہ تھے اور ہم سوچا کرتے تھے کہ تم شریف اور بڑے لوگوں میں سے ہوگے اور ہمارا گمان تھا کہ تم فلاں فلاں کی طرح ہوگے مگر تم کچھ بھی نہ ہوئے۔تمہارے ہم عمر اور عقل میں تم سے کہیں چھوٹے بڑے آدمی ہو گئے اور اے صالح تو نے فقیری لائن پکڑ لی۔ ہمارا گمان تمہارے بارے میں غلط ہوا۔تمہارے بارے میں ہماری امیدوں پر پانی پھر گیا۔ تمہارے باپ بے چارے کو بھی تجھ سے خیر نہ ملی ۔تمہاری ماں بے چاری کی تھکاوٹ بھی تجھ پر ضائع ہوگئی۔ یہ سب کچھ صالح علیہ السلام نے سُنا اور اپنی قوم پر افسوس کیا اور جب صالح علیہ السلام قوم کے پاس سے گزرتے تو وہ لوگ کہتے" اللہ صالح کے باپ پر رحم کرے اس کا بیٹا تو تباہ ہو گیا"۔

۸۔ صالح علیہ السلام کی نصیحت

اور صالح علیہ السلام برابر اپنی قوم کو نصیحت کرتے رہے اور حکمت و نرمی سے اللہ کی طرف بلاتے رہے۔وہ کہتے" اے بھائیو! کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ تم یہاں ہمیشہ رہو گے؟ کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ ان محلات میں ہمیشہ رہو گے؟ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ان باغوں اور نہروں میں ہمیشہ رہو گے؟ ان کھیتوں اور درختوں سے ہمیشہ کھاتے رہو گے؟ اور تم پہاڑوں کو تراش کر مسلسل گھر بناتے رہو گے؟ کبھی نہیں! کبھی نہیں! یہ کبھی نہیں ہوگا، یہ کبھی نہیں ہوگا۔اے میرے بھائیو! تمہارے بڑے کیوں چل بسے؟ ان

کے محل تھے، اسی طرح ان کے باغ اور چشمے تھے۔ ان کی کھیتیاں اور نخلستان تھے اور وہ پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے اور ان میں رہتے تھے لیکن یہ سب کچھ ان کے کام نہ آیا اور یہ سب کچھ انہیں روک نہ سکا۔ ملک الموت نے ان کو آلیا اور ان تک پہنچ گئے۔ اسی طرح تم بھی مرو گے اور تمہیں اللہ دوبارہ اٹھائے گا اور تم سے ان نعمتوں کے متعلق سوال کرے گا۔

۹۔ میں تم سے کچھ نہیں مانگتا

''اے میرے بھائیو! تم مجھ سے کیوں بھاگتے ہو؟ کیوں ڈرتے ہو؟ میں تمہارے مال میں کمی نہیں کرتا، میں تم سے کوئی چیز طلب نہیں کرتا، میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا، میرا اجر تو رب العالمین کے پاس ہے۔''

''اور اے میرے بھائیو! تم میری اطاعت کیوں نہیں کرتے؟ میں تو تمہارا امانت دار نصیحت کرنے والا ہوں اور تم کیوں اطاعت کرتے ہو ان لوگوں کی جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ان کے مال کھاتے ہیں؟ اور بُرے کام کرتے ہیں، زمین میں فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے''۔ قوم عاجز آ گئی اور لاجواب ہوگئی۔ انہوں نے کہا ''تجھ پر تو کسی نے جادو کر دیا ہے۔ تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم۔ پس لے آ کچھ نشانی اگر تو سچا ہے''۔

۱۰۔ اللہ کی اونٹنی

صالح علیہ السلام نے کہا ''تم کون سی نشانی چاہتے ہو؟'' انہوں نے کہا ''اگر تو سچا ہے تو اس پہاڑ سے ہمارے لئے ایک حاملہ اونٹنی نکال لا''۔ لوگ اچھی طرح جانتے

تھے کہ اونٹنی کو اونٹنی ہی جنتی ہے۔ اونٹنی زمین سے اگتی ہے نہ پتھر سے نکلتی ہے اور انہیں یقین ہو گیا کہ صالح عاجز آ جائے گا اور وہ جلد کامیاب ہو جائیں گے لیکن صالح علیہ السلام کا اپنے رب پر مضبوط ایمان تھا اور وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

صالح علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی اور ویسا ہی ہوا جیسا لوگوں نے مانگا پہاڑ سے حاملہ اونٹنی نکلی اور اس نے بچہ دیا لوگ سخت حیران ہوئے اور ڈر گئے لیکن ان میں سے سوائے ایک کے کوئی ایمان نہ لایا۔

۱۱۔ باری

صالح علیہ السلام نے کہا "یہ اللہ کی اونٹنی ہے اور یہ اللہ کی نشانی ہے تم نے مانگا اور اللہ نے اسے تمہارے لئے اپنی قدرت سے پیدا کر دیا۔ اِس اونٹنی کا احترام کرو اور اس کو ہاتھ نہ لگاؤ بری طرح، پھر تو آ پکڑے گا تم کو عذاب بہت جلد"۔ (ھود: ٦٤)

اور یہ اونٹنی اللہ کی زمین سے کھائے گی اور پیئے گی، آئے گی جائے گی اس کا چارہ اور پانی تمہارے ذمہ نہیں۔ چارہ کافی اور پانی بہت ہے۔

اور یہ اونٹنی بہت بڑی اور پیدائشی لحاظ سے بہت عجیب تھی۔ ان کے چوپائے اس سے ڈرتے تھے اور بھاگتے اور جب کبھی یہ اونٹنی پانی پینے کے لئے آتی چوپائے بدکتے اور بھاگ جاتے۔ صالح علیہ السلام نے یہ دیکھا تو کہا "ایک دن اونٹنی کا اور ایک دن تمہارے مویشیوں کا ہوگا۔ ایک دن اونٹنی پیئے گی اور ایک دن تمہارے مویشی اور اسی طرح ہوا جب اونٹنی کی باری ہوتی تو جاتی اور پی آتی اور جب قوم کے مویشیوں کی باری ہوتی تو وہ آ کر پی جاتے۔

۱۲۔ ثمود کی سرکشی

لیکن قوم نے تکبر کیا اور سرکشی کی اور انہوں نے کہا کہ ہر روز ہمارے مویشی کیوں نہ پئیں؟ اور لوگ اس اونٹنی سے تنگ دل ہوئے جس سے ان کے مویشی بدکتے تھے اور صالح علیہ السلام نے انہیں اس اونٹنی کی توہین سے ڈرا رکھا تھا لیکن وہ نہ ڈرے۔ انہوں نے کہا ''اس اونٹنی کو کون قتل کرے گا؟'' ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا ''میں''۔ ایک دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا ''میں'' دونوں بدبخت گئے بیٹھے اور اونٹنی کے نکلنے کا انتظار کرنے لگے یہاں تک کہ جب اونٹنی نکلی پہلے نے اسے نیزہ مارا اور دوسرے نے اسے ذبح کر دیا اور مار دیا۔

۱۳۔ عذاب

اور جب صالح علیہ السلام کو علم ہوا کہ اونٹنی ذبح کر دی گئی ہے تو انہوں نے افسوس کیا اور بہت غمگین ہوئے اور لوگوں سے کہا ''فائدہ اٹھا لو اپنے گھروں میں تین دن۔ یہ وعدہ ہے جو جھوٹا نہ ہوگا''۔ (ھود: ٦٥)۔ اور شہر میں نو آدمی تھے جو زمین میں فساد کرتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے انہوں نے حلف اٹھایا اور کہا ہم رات میں صالح علیہ السلام اور اس کی اولاد کو قتل کریں گے اور جب ہم سے پوچھا جائے گا تو کہہ دیں گے ہمیں کوئی علم نہیں لیکن اللہ نے صالح علیہ السلام اور اس کی اہل کی حفاظت کی اور جب تیسرا دن ہوا ان پر عذاب آیا۔ انہوں نے حسب عادت صبح کی پس ایک زوردار آواز تھی اور وہ بھی سخت بھونچال کے ساتھ۔ ایسی آواز جس سے دل پھٹ پھٹ جاتے اور ایسا زلزلہ جس سے گھر گر پڑتے تھے اور ثمود پر یہ دن بہت ہی سخت تھا۔ سب لوگ مر گئے اور شہر تباہ ہو گیا۔ صالح علیہ السلام اور مومنوں نے اس بدبخت شہر سے ہجرت کی اور

وہ اس میں کیا کرتے؟ اور صالح علیہ السلام نکلے اور وہ اپنی قوم کی طرف دیکھ رہے تھے اور وہ مرے پڑے تھے۔ انہوں نے غمگین آواز میں کہا ''اے میری قوم! میں نے تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچایا اور تمہیں نصیحت کی لیکن تم نصیحت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے تھے''۔ (سورہ الاعراف:۷۹)

اور آج جو کوئی انسان بھی وہاں دیکھتا تو اسے محل خالی اور کنویں بیکار نظر آتے اور بستیاں ڈراؤنی نظر آتی تھیں۔ ان میں سے کوئی اللہ کی طرف بلانے والا تھا نہ کوئی جواب دینے والا اور جب شام کے راستہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ثمود کے گھروں سے ہوا تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا ''نہ داخل ہونا ان لوگوں کے رہنے کی جگہوں پر جنہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا تھا مگر یہ کہ تم رونے والے ہو اور ڈرتے ہوئے کہ مبادا تمہیں وہ پہنچے جو ان کو پہنچا''۔

''یاد رکھو! ثمود نے اپنے رب کا انکار کیا۔ خبردار! پھٹکار ہو ثمود کے لئے''۔

قصص الانبیاء علیہم السلام

حصہ سوم

ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن
ایم اے، ایم او ایل، پی ایچ ڈی
ایم اے عربی، اردو، فارسی، اسلامیات

مسجد الفرقان، ملیر کینٹ بازار کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

بقلم: محقق اور داعی استاذ سید قطبؒ

میں نے اس چھوٹی کتاب والے ''سید ابوالحسن علی الندوی'' کو پہچانا، میں نے انہیں ان کے قلم اور شخصیت سے پہچانا، میں نے ان میں ''عقلِ مسلم'' اور ''دلِ مسلم'' کو پہچانا، میں نے ان میں وہ آدمی دیکھا اور پہچانا جو اسلام کے ساتھ اور اسلام کے لئے زندگی گزارتا ہے۔ بلکہ زیادہ سمجھ کے ساتھ اس کی زندگی اسلام کے لئے ہے۔ یہ اللہ کے لئے گواہی ہے جو میں دے رہا ہوں اور میں اس چھوٹی کتاب کی اس طباعت کے لئے مقدمہ لکھ رہا ہوں۔

بچوں کے لئے قصص الانبیاء: حجم کے لحاظ سے چھوٹی اور اسلامی دعوت کے میدان میں ایک گراں قدر کوشش ہے جو سید ابوالحسن علی اور ان کے فاضل بھائیوں کے کاموں میں (قابلِ قدر) اضافہ ہے۔ تنہا بڑوں کو اپنے پاک وصاف صورت میں دین کی تبلیغ کرنا ہی ضروری نہیں بلکہ چھوٹوں کے دل اس غذا کے زیادہ ضرورتمند ہیں تاکہ وہ پروان چڑھیں اور ایمان کا ذائقہ ان کی جانوں میں، اس کا نور ان کے دلوں میں اور اس کی بشاشت اور خوشی ان کی روحوں میں ہو اور قصے پہلی اصل ہیں جن سے وہ ننھے اور معصوم دل کھلتے ہیں۔

اگر چہ یہ کتاب چھوٹوں کے لئے لکھی گئی ہے مگر میرا اعتقاد ہے کہ بہت سے بڑوں کو اسے پڑھنے کی ضرورت ہے۔ پس جو بڑے ہیں انہیں ان کی تعلیم جس پر استعمار اور مشینری کا غلبہ رہا ہے فرصت نہیں دی کہ وہ قرآنی قصوں سے کچھ جانیں پہچانیں۔ ان کے گہرے مقاصد اور ان کی ایمانی تہذیبی اور مؤثر فضا سے واقف ہوں جیسے وہ اس کتاب میں پیش کی گئی ہے۔ میں نے بچوں کی بہت سی کتابیں پڑھی ہیں جن میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قصے بھی تھے، بچوں کے لئے دینی قصوں کے مجموعے کی تالیف میں میں خود بھی شریک رہا ہوں مگر میں بغیر کسی ہچکچاہٹ کے گواہی دیتا ہوں کہ اس قصے میں جو میرے سامنے ہے ابوالحسن کا کام ان سے زیادہ کامل بلکہ اکمل ہے اور یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے عمدہ اور لطیف توجہ اور قصے کے واقعات واحوال اور مقامات کے مقاصد کو کھولنے کے لئے تشریحات کی ہیں اور قصے کے شروع میں اضافے اور حواشی لکھے ہیں جو بڑی ایمانی حقیقتوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ ان قصوں میں وہ تمام باتیں موجود ہیں جن سے چھوٹوں بڑوں کے دل میں جگہ لے سکیں۔ اللہ ابوالحسن کو اچھا بدلہ دے اور زیادہ توفیق دے اور ان کے ذریعے نئی نسلوں کو ہدایت دے جو طوفانوں اور آندھیوں میں گھری ہوئی ہیں اور ان کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے ہیں اور ان کے اردگرد اندھیروں نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں اور وہ ہدایت، روشنی، توجہ اور اخلاص وعنایت کے محتاج ہیں اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

بقلم: محقق اور داعی استاذ سید قطبؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصّہ

۱۔ کنعان سے مصر کی طرف

یعقوب علیہ السلام مصر میں منتقل ہوئے اور ان کے ساتھ ان کی اولاد بھی منتقل ہوئی۔ وہ سب مصر منتقل ہوئے اس لیے کہ یوسف بن یعقوب علیہ السلام مصر کے سربراہ تھے اس میں انہی کا حکم چلتا تھا۔

کنعان میں وہ بھیڑ بکریاں چراتے، انہیں دوہتے اور اون بیچتے تھے اور یوسف کے غلام اور نوکر چاکر مصر میں کھاتے پیتے اور عیش کرتے تھے۔ وہ کنعان میں کیا کرتے؟ وہ مصر کیوں نہ جاتے؟ یوسف علیہ السلام نے یعقوب علیہ السلام اور ان کی اہل اولاد کو کنعان سے آنے کو کہا اور یوسف علیہ السلام کو کھانا پینا لگتا نہیں تھا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے والد اور بھائیوں کو نہ دیکھ لیں اور انہیں یہ کھانا پینا اور آرام کی زندگی کیسے بھاتی جب کہ وہ مصر میں تنہا تھے؟ وہ محلوں کو کیا کرتے اور ان کے والد اور بھائی کنعان کے ایک چھوٹے سے گھر میں ہوں؟ یعقوب علیہ السلام اور اُن کی اولاد مصر آئی، یوسف علیہ السلام نے اُن کا استقبال کیا اور اُن سے مِل کر بہت خوش ہوئے۔ مصر نے بھی اپنے سربراہ اور اپنے مہربان بادشاہ کا استقبال کیا اور اسے بھی بہت خوشی ہوئی۔ اہلِ مصر نے اس شریف

گھرانے کو بہت چاہا اس لیے کہ وہ یُوسف علیہ السلام کو لوگوں کے کرم اور احسان کی وجہ سے بہت چاہتے تھے اور اس لئے بھی کہ انہیں یُوسف علیہ السلام میں ایک شفقت والا اور نصیحت کرنے والا بھائی دکھائی دیا۔ پس انہوں نے یعقوب علیہ السلام کو بزرگ اور کریم والد کی جگہ دیکھا۔ یعقوب علیہ السلام بڑے شہروں والے اور مصر کے بزرگ تھے اور مصری ان کے لیے بیٹوں جیسے تھے۔ یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں کے لیے مصر کی اقامت عمدہ ہوگئی اور وہ ان کا وطن ہوگیا۔

۲۔ یُوسف علیہ السلام کے بعد

اور کچھ عرصہ کے بعد یعقوب علیہ السلام نے وفات پائی۔ ان پر یُوسف علیہ السلام اور مصری سب غمگین ہوئے۔ انہوں نے شیخ کو مصر میں دفن کیا اور ایسا لگتا تھا جیسے ان کے والد ان سے جدا ہوئے ہوں اور کچھ عرصہ کے بعد یوسف علیہ السلام بھی اللہ کو پیارے ہوگئے۔ وہ دن مصریوں پر بہت ہی سخت تھا۔ ان پر مصریوں نے بہت غم کیا اور عرصہ تک ان کے لیے روتے رہے۔ لوگ اپنے غم بھول گئے گویا کہ انہیں اس دن سے پہلے کوئی تکلیف نہ پہنچی تھی۔ انہوں نے یوسف علیہ السلام کو بھی دفن کر دیا اور ان میں سے ایک نے دوسرے سے تعزیت کی۔ یوسف علیہ السلام کے بارے میں وہ سب برابر تھے۔ ہر چھوٹے نے اپنا والد اور بڑے نے بھائی کو کھو دیا اور لوگ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں اور ان کے بیٹوں کے پاس تعزیت کے لیے گئے اور ان سے کہنے لگے ''اے سردارو! آج تمہارا نقصان ہمارے نقصان سے بڑا نہیں ہے، ہم نے آج کے دفن ہونے والے میں ایک شفیق بھائی، مہربان آقا اور عدل و انصاف کرنے والا بادشاہ کھویا۔ وہ جنہوں نے لوگوں کو راحت پہنچائی اور شہروں کو ظلم سے ہٹایا۔ وہ جنہوں نے

بڑے کو چھوٹے پر ظلم کرنے سے روکا اور طاقتور کو کمزور کو کھانے سے روکا۔ وہ جس نے مظلوم کی فریاد رسی کی اور ڈرے ہوئے کو پناہ دی اور بھوکے کو کھانا کھلایا۔

وہ جس نے ہمیں حق کی ہدایت کی اور ہمیں اللہ کی طرف بلایا اور ہم ان کی آمد سے پہلے حیوان اور چوپائے تھے۔ اللہ کو پہچانتے تھے نہ آخرت کو اور جس نے قحط کے دنوں میں ہماری مدد کی۔ ہم سیر ہو کر کھاتے جب کہ لوگ دوسرے شہروں اور ملکوں میں مرتے تھے۔ ہم کبھی اپنے ایسے مہربان اور شریف بادشاہ کو نہ بھولیں گے اور اے سردارو! نہ اس بات کو بھولیں گے کہ تم ان کے بھائی اور گھرانے والے ہو۔ تمہاری مصر آمد پہ ہمارے آقا (یوسف علیہ السلام) کتنے خوش ہوئے تھے اور اپنے آقا کی خوشی پر ہم کتنے خوش ہوئے۔ یہ شہر اور ملک آپ کے شہر اور ملک ہیں اور اے سردارو! ہم آپ کے لیے ویسے ہی ہوں گے جیسے اپنے آقا کی زندگی میں تھے۔"

۳۔ بنو اسرائیل مصر میں

اور ایک عرصہ دراز تک یونہی ہوا، مصریوں نے اپنے قول کا پاس رکھا اور کنعانیوں کی بڑائی کو مانا اور یہ کنعانی جنہیں "بنی اسرائیل" کے نام سے پکارا جاتا تھا عزت و شرف اور مال والے تھے لیکن اس کے بعد حالات بدل گئے۔ ان کے اخلاق بگڑ گئے۔ انہوں نے اللہ کی طرف بلانا چھوڑ دیا۔ مخلوق کو اللہ کی طرف دعوت دینا چھوڑ دی اور دنیا پر ٹوٹ پڑے اور لوگ بھی ان کے لیے ویسے نہ رہے اور جس نظر سے ان کے آباء کو دیکھتے تھے اس نظر سے انہیں نہیں دیکھتے تھے اور وہ عام لوگوں کی طرح ہو گئے۔ وہ لوگوں سے نسب کے علاوہ کسی چیز میں نمایاں نہ تھے اور لوگ ان میں سے امیر سے حسد اور فقیر سے حقارت کا سلوک کرنے لگے۔ مصری ان کی طرف اس اجنبی

کی طرح دیکھنے لگے جو کسی دوسرے ملک سے آیا ہو اور اس کا مصر میں کوئی حق نہ ہو۔ مصریوں کا اعتقاد یہ تھا کہ وہ خود ہی اس ملک کے والی ہیں اور مصر مصریوں کے لیے ہے اور بعض مصری تو یہ بھی خیال کرنے لگے کہ یوسف علیہ السلام اجنبی تھے جو کنعان سے آئے اور انہیں عزیز مصر نے خریدا تھا اور کسی کنعانی کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ مصر پر حکومت کرے اور بہت سے لوگ یوسف علیہ السلام کا شرف وفضل اور کرم اور احسان بھول گئے۔

۴۔ مصر کا فرعون

اور مصر کے تخت پر فرعون (مصر کے بادشاہ) آگئے اور وہ بنی اسرائیل سے بہت ہی بغض اور نفرت کرتے تھے۔ مصر کے تخت پر ایک بہت ہی سخت بادشاہ آیا۔ وہ بالکل نہیں دیکھتا تھا کہ بنی اسرائیل نبیوں کی اولاد سے ہیں اور وہ مصر کے نہایت ہی شریف بادشاہ یوسف علیہ السلام کے گھرانے سے ہیں بلکہ وہ تو انہیں انسان بھی نہیں سمجھتا تھا کہ انہیں رحمت ومہربانی اور انصاف کی ضرورت ہے۔ مصر کے تخت پر بہت ہی سخت بادشاہ آیا اور وہ یہ سمجھتا تھا کہ اسکی اپنی ''قبط'' اور نوع ہے اور بنی اسرائیل کسی اور قسم سے ہیں۔ قبط بادشاہوں کی قسم سے ہیں وہ حکومت کے لیے پیدا ہوئے ہیں اور فرعون بنی اسرائیل سے گدھوں اور چوپاؤں کا معاملہ کرتا تھا جن سے انسان خدمت لیتا ہے مگر انہیں اس دن کی خوراک کے سوا کچھ نہیں دیتا اور فرعون سخت متکبر بادشاہ تھا۔ وہ اپنے سے اوپر کسی کو نہیں دیکھتا تھا وہ اللہ کو نہیں مانتا تھا بلکہ کہا کرتا ''میں ہی تمہارا سب سے بڑا خدا ہوں''۔ (سورہ النازعات)

اُسے اپنی بادشاہی، محلات اور قوت پر بڑا غرور تھا، کہتا ''کیا مصر کی بادشاہی

میرے لئے نہیں؟ اور یہ نہریں میرے نیچے چلتی ہیں۔کیا تمہیں دکھائی نہیں دیتا‘‘۔ گویا کہ وہ بابل کے بادشاہ نمرود کا خلیفہ اور نائب تھا۔اور جب اُسے یہ معلوم ہوتا کہ کوئی اس پر کسی اور کو فوقیت دیتا ہے تو وہ غضبناک ہو جاتا، اس نے لوگوں کو اپنی عبادت اور سجدہ کی طرف بلایا اور لوگوں نے اس کی بات مان لی اور بنی اسرائیل نے اطاعت نہ کی کہ وہ اللہ اور رسولوں پر ایمان رکھتے تھے۔فرعون بنی اسرائیل پر آگ بگولا ہو گیا۔

۵۔ بچوں کا قتل

ایک قبطی کاہن فرعون کے پاس گیا اور اس سے کہا ’’بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہو گا جس کے ہاتھ پر تیری بادشاہی چلی جائے گی‘‘۔فرعون غصے سے پاگل ہو گیا اور اس نے پولیس کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں جنم لینے والے ہر بچہ کو قتل کر دیں۔ فرعون اپنے آپ کو لوگوں کا رب سمجھتا تھا جسے چاہتا قتل کرتا جسے چاہتا چھوڑ دیتا۔بھیڑ بکریوں کے مالک کی طرح جیسے وہ اپنی بھیڑ بکریوں میں سے جسے چاہتا ہے ذبح کرتا اور جسے چاہتا ہے چھوڑ دیتا ہے۔

پولیس مصر میں پھیل گئی اور تحقیق و تفتیش میں لگ گئی۔ جب انہیں معلوم ہوتا کہ بنی اسرائیل میں کوئی نیا بچہ پیدا ہوا ہے وہ اُسے پکڑ لیتے اور اسے دنبہ کی طرح ذبح کر دیتے۔بھیڑیے جنگل میں رہے اور سانپ اور بچھو شہر میں اور کوئی ان سے تعرض نہ کرتا لیکن بنی اسرائیل کے مولود کو فرعون کی بادشاہی میں رہنے کی اجازت نہ تھی۔ ہزاروں بچے اپنے ماں باپ کے سامنے ذبح کر دیے گئے اور جس دن بنی اسرائیل میں کوئی بچہ پیدا ہوتا وہ بہت سخت اور مشکل دن ہوتا۔وہ رونے دھونے کا دن ہوتا اور

جس دن بنی اسرائیل میں کوئی بچہ پیدا ہوتا وہ تعزیت اور رثاء (مرثیہ) کا دن ہوتا۔ ایک دن میں سینکڑوں بچے اسی طرح ذبح کر دیئے جاتے تھے جیسے عید الاضحیٰ میں سینکڑوں بھیڑ بکریاں اور گائیں ذبح کی جاتی ہیں۔

''بے شک فرعون نے زمین پر سرکشی کی اور بنایا اس کے رہنے والوں کو ایک گروہ''۔

وہ کمزور سمجھتا تھا ایک جماعت کو ان میں سے، ان کے بچوں کو ذبح کر دیتا تھا اور عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتا تھا۔ بے شک وہ فساد کرنے والوں میں سے تھا''۔

۶۔ موسیٰ علیہ السلام کی ولادت

اور اللہ نے چاہا کہ وہ ہو جائے جس سے فرعون ڈرتا اور بچتا تھا۔ وہ بچہ پیدا ہوا جس کے لیے اللہ نے مقدر کر رکھا تھا کہ فرعون کی بادشاہی اس کے ہاتھ پر جائے۔ وہ پیدا ہوا جس کے ہاتھ پر اللہ نے بنی اسرائیل کی خلاصی مقدر کر رکھی تھی۔ وہ پیدا ہوا جس کے لئے اللہ نے مقدر کر رکھا تھا کہ وہ لوگوں کو بندوں کی عبادت سے نکال کر اللہ کی عبادت کی طرف لائے۔ وہ بچہ پیدا ہوا جس کے لیے اللہ نے مقدر کر رکھا تھا کہ وہ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر نُور میں لائے۔ فرعون اور اس کے لشکروں کے خلافِ توقع عمران کے بیٹے موسیٰ پیدا ہوئے۔ پولیس کی دشمنی اور نگرانی کے برعکس موسیٰ علیہ السلام تین ماہ تک ان کی نظروں سے بچے رہے۔

۷۔ نیل میں

لیکن موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو اپنے خوبصورت بچے کا خوف ہوا اور وہ کیسے نہ ڈرتیں کہ بچوں کا دشمن گھات میں تھا اور کیسے نہ ڈرتیں کہ پولیس نے ان کے خاندان

سے دسیوں بچوں کو ماؤں کی گود سے اُچک لیا تھا ؟ ماں بیچاری کیا کرتی اور اس خوبصورت بچے کو کہاں چھپاتی اور پولیس کی کووں جیسی آنکھیں اور چیونٹی جیسی سونگھنے کی طاقت تھی۔

وہیں اللہ نے اس ماں بیچاری کی مدد کی اور اس کے دل میں بات ڈالی کہ وہ مولود کو صندوق میں رکھ کر نیل میں ڈال دے۔ اللہ اکبر! ماں کی ممتا اپنے بچے کو کیسے صندوق میں رکھے اور اسے نیل میں ڈال دے؟ صندوق میں بچے کو دودھ کون پلائے گا؟ اور صندوق میں بچہ سانس کیسے لے گا۔ ماں کی مامتا نے یہ سب سوچا اور اللہ پر توکل کیا اور اللہ کی وحی پر اعتماد کیا۔ بچے کے لیے صندوق سے زیادہ محفوظ کوئی گھر نہ تھا۔ یہاں ہر جگہ پولیس ہے اور بچوں کا دشمن گھات میں ہے اور سپاہیوں کی کوّے کی طرح تیز آنکھیں اور چیونٹی جیسی سونگھنے اور محسوس کرنے کی طاقت ہے۔ ماں بیچاری وُہ کر گزری جس کا اللہ نے اُسے حکم دیا تھا۔ اس نے اپنا خوبصورت بچہ صندوق میں رکھا اور اُسے نیل میں پھینک دیا۔ ماں کی ممتا بیقرار ہوئی مگر اس نے صبر کیا اور اللہ پر توکل کیا ''اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی ماں کی طرف وحی کی کہ اُسے دودھ پلائے جب اسے اس کا خوف ہو تو اُسے دریا میں پھینک دے اور نہ ڈرنا اور نہ غم کھانا یقیناً ہم اسے تیری طرف لوٹائیں گے''۔

۸۔ فرعون کے گھر میں

نیل کے کنارے فرعون کے بہت سے محل تھے۔ وہ ایک محل سے دوسرے محل میں جاتا اور نیل کے کنارے تفریح کرتا تھا۔ وہ ایک دن نیل کے کنارے تفریح کے لیے بیٹھا ہوا نہر کی طرف دیکھ رہا تھا جو اس کے پاؤں کے نیچے بہہ رہی تھی اور اس

کے ساتھ مصر کی ملکہ بھی تفریح میں شریک تھی اور وُہ بھی نیل کو چلتا ہوا دیکھ رہی تھی۔ اس تفریح کے دوران اس کی نظر اس صندوق پر پڑی جس کے ساتھ نیل کی موجیں ایسے کھیل رہی تھیں جیسے اُسے چُوم رہی ہوں۔ ''جناب! کیا آپ بھی وہ صندوق دیکھ رہے ہیں؟'' نیل میں صندوق کہاں یہ لکڑی ہے جو نیل میں گر گئی ہے۔ نہیں جناب!'' یہ صندوق ہے؟'' اور صندوق قریب آیا لوگوں نے کہا! ہاں یہ صندوق ہے۔ بادشاہ نے ایک نوکر کو صندوق لانے کا حکم دیا۔ نوکر گیا اور صندوق نکال لایا۔ صندوق کھولا گیا کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں ایک خوبصورت بچہ مُسکرا رہا ہے۔ لوگ حیران ہو گئے۔ ہر ایک اُسے لیتا اور دیکھتا تھا۔ فرعون بھی حیران ہوا اور اُس نے بھی دیکھا ایک نوکر نے کہا یہ اسرائیلی بچہ ہے۔ بادشاہ کو چاہیے کہ اُسے ضرور قتل کر دے۔ ملکہ نے اسے دیکھا اس کی محبت اس کے دل میں گھر کر گئی۔ اس نے اسے سینے سے لگایا اور چوما اور بادشاہ سے اس کی سفارش کی اور کہا'' یہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اسے قتل نہ کرو۔ امید ہے کہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے بیٹا بنا لیں''۔

اس طرح عمران کے بیٹے موسیٰ علیہ السلام فرعون کے محل میں داخل ہوئے اور فرعون اور اسکی پولیس کی توقع کے خلاف زندہ رہے۔ پولیس کو اس اسرائیلی مولود کا پتہ نہ چلا حالانکہ ان کی کووں جیسی آنکھیں اور چیونٹی جیسی قوتِ حس تھی۔ اللہ نے چاہا کہ بچوں کا دشمن فرعون اس بچہ کی خود پرورش کرے جس کے ہاتھ پر اس کی بادشاہی چلی جائے۔ فرعون کتنا بیچارا تھا موسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں اس سے خطا ہوئی۔ اس کے ساتھ اس کے وزیر ''ہامان'' اور لشکروں سے بھی خطا ہوئی اور آل فرعون نے اسے اُٹھا لیا تا کہ وہ ان کے لیے دشمن اور غم کا باعث بے شک فرعون، ہامان اور اس کے لشکر سب خطا

کار تھے"۔ (القصص:۸)

۹۔ بچے کو دودھ کون پلائے؟

نیا اور خوبصورت بچہ محل کی گڑیا اور گھر کا کھلونا بنا ہوا تھا۔ ہر ایک اُسے پکڑتا اور چومتا ہر ایک اس سے پیار کرتا اور اس کی تعریف کرتا۔ اس لیے کہ ملکہ کو اس سے بلا کا پیار تھا۔ محل کی شریف عورتیں اس سے کیسے پیار نہ کرتیں اور محل کے نوکر چاکر اسے کیسے پیار نہ کرتے؟ ہر ایک اسے لیتا اور چومتا کہ بچہ بہت خوبصورت تھا ملکہ نے دودھ پلائی کو طلب کیا جو بچے کو دودھ پلائے۔ وہ آئی اور اُس نے بچے کو لیا لیکن بچہ روتا تھا اور انکار کرتا تھا۔ ملکہ نے دوسری کو طلب کیا وہ حاضر ہوئی بچہ لیا لیکن بچہ روتا رہا اور اس نے دودھ نہ پیا۔ تیسری، چوتھی اور پانچویں آئیں لیکن بچہ روتا رہا اور دودھ نہ پیا عجیب بات ہے یہ دودھ کیوں نہیں پیتا؟ روتا کیوں ہے؟ دودھ پلائیوں نے ملکہ کی خوشی اور انعام کی خاطر بچے کو دودھ پلانے کی بہت کوشش کی لیکن اللہ نے دودھ پلائیوں کا دودھ اس پر حرام کر دیا تھا۔ بچہ محل کی بات اور گھر کا مشغولہ ہو گیا۔ اے بہن کیا تو نے نیا بچہ دیکھا ہے؟ ہاں! دیکھا ہے۔ بچہ بہت خوبصورت ہے۔ وہ عجیب بچہ ہے اور بچوں کی طرح نہیں۔ وہ دودھ نہیں پیتا۔ جب دودھ پلائی اسے پکڑتی ہے تو روتا ہے اور دودھ پینے سے انکار کرتا ہے بیچارہ کیسے زندہ رہے گا؟ مر جائے گا۔ ہاں! کئی دن تو ہو گئے ہیں اور اس نے دودھ نہیں پیا۔

۱۰۔ اپنی ماں کی گود میں

پیاری ماں نے موسیٰ علیہ السلام کی بہن سے کہا بیٹی جاؤ اور اپنے بھائی کو دیکھو شاید وہ زندہ ہو۔ بلاشبہ اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ بچے کو میری طرف لوٹائے گا اور وہ

اس کی حفاظت کرے گا۔ موسیٰ علیہ السلام کی بہن اپنے بھائی کی تلاش میں نکلیں اور انہوں نے شاہی محل میں خوبصورت بچے کے بارے میں لوگوں کو باتیں کرتے ہوئے سُنا۔ یہ محترمہ گئیں اور محل میں کھڑی عورتوں کی باتیں سنتی رہیں کیا وہ دودھ پلائی بھی آئی ہے جسے ملکہ نے اسواں سے طلب کیا ہے، ہاں جنابہ! لیکن بچے نے انکار کیا اور اس کا دودھ بھی نہیں پیا۔

اے سلامتی والے! اس بچے کی شان ہی نرالی ہے؟ شاید یہ چھٹی ہے جس کا ملکہ نے تجربہ کیا۔ ہاں! کہتے ہیں کہ یہ بہت صاف ستھری ہے اور ہر ایک اس کا دودھ پی لیتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے یہ کلام سُنا اور بڑے ادب اور نرمی سے کہا ''میں شہر میں ایک عورت کو جانتی ہوں یقیناً بچہ اس کا دودھ پیئے گا۔ ایک عورت نے کہا میں نہیں مانتی ''ہم نے چھ دودھ پلائیوں کا تجربہ کیا ہے لیکن بچے نے دودھ نہیں لیا''۔ دوسری نے کہا ''ہم ساتویں کا تجربہ کیوں نہ کرلیں، ہمیں کیا فرق پڑتا ہے؟'' اور خبر ملکہ تک پہنچی تو اس نے لڑکی کو طلب کیا اور کہا تو جا اور اس عورت کو اپنے ساتھ لے آ۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ آئیں اور خادمہ آئی اور اس نے موسیٰ علیہ السلام کو آگے ان کی طرف بڑھایا۔ بچہ اس عورت سے چمٹ گیا اور دودھ پینے لگا۔ گویا کہ اسی کا منتظر تھا اور وہ کیوں نہ پیئے جب کہ وہ اس کی پیاری والدہ ہیں؟ اور کیوں نہ پیئے جب کہ وہ تین دنوں سے بھوکا ہے؟ ملکہ بھی حیران ہوئی اور محل والے بھی۔ فرعون کو بھی شک گذرا اور اس نے کہا ''اس بچے نے اس عورت کو کیوں قبول کیا کیا وہ اس کی ماں ہے؟'' موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے کہا، ''حضور! میں عمدہ خوشبو اور عمدہ دودھ والی عورت ہوں ہر بچہ مجھے قبول کرلیتا ہے''۔ فرعون خاموش ہوگیا اور ان کا وظیفہ جاری کردیا۔

موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اپنے گھر لوٹیں اور ان کی گود میں موسیٰ علیہ السلام تھے۔ ”پس ہم نے لوٹایا اس کو ان کی ماں کی طرف تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غمگین نہ ہو اور جانے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں“۔

۱۱۔ فرعون کے محل میں

اور جب موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے دودھ کی مدت پوری کر لی تو موسیٰ علیہ السلام کو محل میں چھوڑ آئیں اور موسیٰ علیہ السلام نے شاہی محل میں بادشاہوں کے بیٹوں کی طرح نشوونما پائی۔ اس طرح بادشاہوں اور امیر لوگوں کا رعب موسیٰ علیہ السلام کے دل سے نکل گیا اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ فرعون اور اس کا گھرانا کتنے عیش میں ہیں اور بنی اسرائیل فرعون کے چوپاؤں کو سیر کرنے میں کتنے بھوکے ہوتے ہیں اور کس طرح بنی اسرائیل سے گدھوں اور چوپاؤں کا معاملہ کرتے ہیں؟ اور کیسے ان سے خدمت لیتے ہیں اور انہیں بڑا عذاب دیتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام صبح وشام یہ دیکھتے اور چپ رہتے۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام کو اس پر غصہ آتا تھا اور انہیں کیسے اپنی قوم اور خاندان کی توہین پر غصہ نہ آتا اور وہ نبیوں اور شریفوں کے بیٹے تھے۔ بنی اسرائیل کا گناہ کیا تھا۔ یہ کہ وہ قبطی نہیں تھے؟ اس لیے کہ وہ کنعانی تھے؟ یہ کوئی گناہ نہیں۔ یہ کوئی گناہ نہیں۔

۱۲۔ کاری ضرب

اور جب موسیٰ علیہ السلام قوی اور مضبوط جوان ہوئے تو اللہ نے انہیں سمجھ اور علم دیا، موسیٰ علیہ السلام ظالموں سے بغض رکھتے اور انہیں پسند نہیں کرتے۔ مظلوموں اور کمزوروں کو پسند کرتے اور ان کی مدد کرتے تھے اور اسی طرح ہر نبی۔ ایک مرتبہ موسیٰ علیہ السلام فرعون کے شہر میں داخل ہوئے اور لوگ کھیل اور کام میں لگے ہوئے تھے اور

انہوں نے دو آدمیوں کو پایا کہ ایک دوسرے سے جھگڑتے ہیں۔ یہ بنی اسرائیل سے اور یہ قبطی۔ بنی اسرائیل کے دشمن، اسرائیلی چلایا اور اس نے موسیٰ علیہ السلام کو مدد کے لیے پکارا اور قبطی کی شکایت کی۔ موسیٰ علیہ السلام کو غصہ آیا اور قبطی کو مارا قضا آ گئی، قبطی مر گیا اور موسیٰ علیہ السلام سخت نادم ہوئے اور جان لیا کہ یہ شیطانی عمل ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے توبہ کی اور اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اسی طرح ہر نبی کرتا ہے۔ ''کہا یہ شیطانی کام ہے وہ دشمن اور صریح بہکانے والا ہے''۔ اور اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کی توبہ قبول کی اس لئے کہ موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کو قتل کرنے کا ارادہ نہ کیا تھا بلکہ اسے مارا اور وہ ضرب فیصلہ کن نکلی۔ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کا شکر کیا اور کہا ''یہ بے شک اللہ نے مجھ پر انعام کیا اور مجھے بخش دیا، میں کبھی مجرموں کا مددگار نہ ہوں گا''۔

اور انہوں نے شہر میں ڈرتے اور انتظار کرتے ہوئے صبح کی کہ کب فرعون کے سپاہی آتے ہیں۔ ان کی کووں جیسی آنکھیں اور چیونٹی جیسے قوتِ حس ہے۔ اور انہوں نے ڈرتے ہوئے انتظار میں صبح کی۔ کب ان کے پاس پولیس آتی اور انہیں پکڑ کر اس سخت بادشاہ کے پاس لے جاتی ہے۔ اور پولیس نے فرعون کے خادموں میں سے ایک مقتول دیکھا انہوں نے قاتل کو تلاش کرنا شروع کر دیا مگر انہیں سراغ نہ ملا اور انہیں قاتل کون بتائے۔ موسیٰ علیہ السلام اور اسرائیلی کے علاوہ کسی دوسرے کو اس کا علم نہ تھا اور مقتول ملک کی بات اور شہر کا شغل ہو گیا۔ ہر ایک اسی کے بارے میں بات چیت کرتا مگر اس کے قاتل کو نہ جانتا۔ فرعون غضبناک ہوا اور اس نے پولیس سے کہا ''تم ضرور قاتل کو تلاش کرو''۔

۱۴۔ راز ظاہر ہوتا ہے

اور دوسرے دن موسیٰ علیہ السلام نے اسی اسرائیلی کو ایک دوسرے قبطی کے ساتھ لڑتے جھگڑتے دیکھا۔ اسرائیلی کو حیا نہ آئی بلکہ چلایا اور موسیٰ علیہ السلام کو اپنی مدد کے لیے پکارا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ''تو بُرا آدمی ہے۔ تو ہمیشہ لوگوں سے لڑتا جھگڑتا رہتا ہے اور ہمیشہ تو چلاّ تا ہے اور مجھے پکارتا ہے کیا میں ہمیشہ تمہاری مدد اور ہاتھ بٹاتا رہوں گا۔ بے شک تو کھلا جھگڑالو ہے۔''

لیکن موسیٰ علیہ السلام نے چاہا کہ قبطی کو کسی قدر ادب سکھائیں اور ان دونوں کی طرف بڑھے۔ اسرائیلی نے موسیٰ علیہ السلام کا غصہ دیکھا اور ان کی ملامت سنی اور ڈرا کہ موسیٰ علیہ السلام اسے ماریں اور وہ مر جائے جیسے قبطی کو مارا تو وہ اللہ بیلی ہو گیا۔ اس نے کہا ''اے موسیٰ! کیا تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے جیسے تو نے قتل کیا کل۔ تو زمین میں جبار ہو کر رہنا چاہتا ہے اور تو مصلح بن کر رہنا نہیں چاہتا''۔

یہ قبطی کو معلوم ہو گیا کہ موسیٰ علیہ السلام ہی کل کے قاتل ہیں۔ قبطی چلا گیا اور اس نے پولیس کو اطلاع کر دی کہ موسیٰ علیہ السلام ہی قاتل ہیں۔ فرعون کو اطلاع ہوئی تو غضبناک ہوا اور کہا ''کیا وہ جوان، محل کا پروردہ اور بادشاہی اور حکومت کا شیر خوار؟ لیکن اللہ نے ارادہ کیا کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کو فرعون اور اس کی پولیس کے شر سے نجات دے۔ بلاشبہ! موسیٰ علیہ السلام کا ارادہ نہ تھا کہ قبطی کو قتل کریں بلکہ اسے ایک ضرب لگائی اور وہ مہلک ثابت ہوئی لیکن فرعون اور اس کی پولیس اسے کہاں مانتے تھے اور وہ موسیٰ علیہ السلام کا عذر قبول نہیں کرتے تھے۔ بیشک اللہ نے مقدر کیا کہ فرعون کی بادشاہی موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر جائے۔ بیشک اللہ نے مقدر کیا کہ بنی اسرائیل کی خلاصی موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پہ ہو۔ بے شک اللہ نے مقدر کیا کہ موسیٰ علیہ السلام لوگوں کو بندوں کی

عبادت سے نکال کر اللہ کی عبادت کی طرف لائیں اور یہ کیسے ہوتا جب ظالم پولیس کے ہاتھ ان تک پہنچ جاتے اور فرعون کے آدمی اور وزیر ان کے قتل کا باہمی مشورہ کررہے تھے۔ اور اسی کا عزم کررہے تھے اور ایک آدمی یہ سن رہا تھا اور موسیٰ علیہ السلام کو جانتا تھا۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں بات کی اطلاع دی اور کہا نکل جائیں! میں تمہارا ہمدرد نصیحت کرنے والا ہوں۔ پس نکلے وہاں سے ڈرتے ہوئے۔ کہا ''اے میرے رب! مجھے ظالموں کی قوم سے نجات دے''۔

۱۴۔ مصر سے مدین کو

لیکن موسیٰ علیہ السلام جائیں کہاں اور پورا مصر فرعون کی بادشاہی میں؟ اور فرعون کی پولیس گھات میں ہے۔ ان کی کووں جیسی آنکھیں اور چیونٹی جیسی قوتِ شامّہ ہے۔ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کے دل میں بات ڈالی کہ عربی شہر مدین چلے جائیں۔ جہاں فرعون کا ہاتھ ان تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ مدین صحرائی اور دیہاتی طرز کی جگہ تھی۔ اس میں مصر جیسی مدنیت نہ تھی اور اس میں مصر کے محل اور بازار نہ تھے لیکن خوش قسمت ملک تھا۔ اس لئے کہ وہ فرعون سے دور تھا۔ خوش قسمت تھا کہ آزاد ملک تھا۔ فرعون کے حکم کے تحت نہ تھا۔ آزادی اور انصاف کے ساتھ بدوی زندگی کے کیا کہنے! شہری زندگی غلامی اور ذلت کے ساتھ اس کی بدبختی نہ پوچھ! وہاں ہر شخص صبح کرتا ہے ایسے حال میں کہ فرعون اور اس کے قہر و دبدبہ سے نہیں ڈرتا اور وہاں ہر کوئی رات گزارتا ہے اس حال میں کہ فرعونی پولیس اور اس کے شر سے نہیں ڈرتا اور وہاں بچے ذبح نہیں کیے جاتے۔ موسیٰ علیہ السلام نے مدین کا ارادہ کیا اور مصر سے ڈرتے ہوئے نکلے، کہ پیچھا کرے گا ان کا کوئی۔ لیکن پولیس ان سے غافل ہوگئی۔ موسیٰ علیہ السلام اللہ کے نام سے چل نکلے۔

اللہ سے دعا کرتے تھے'' اور اس کی مدد طلب کرتے تھے اور جب رخ کیا اس نے مدین کی طرف تو کہا کہ عنقریب میرا رب مجھے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دے گا۔''

۱۵۔ مدین میں

موسیٰ علیہ السلام مدین پہنچ گئے۔ نہ وہ کسی کو پہچانتے اور نہ انہیں کوئی پہچانتا تھا۔ انہیں رات کو کوئی ٹھکانا دے گا؟ وہ رات کہاں گزاریں گے؟ موسیٰ علیہ السلام حیران تھے لیکن یقین تھا کہ اللہ انہیں ضائع نہیں کرے گا اور وہاں ایک کنواں تھا۔ اس سے لوگ اپنی بھیڑ بکریوں اور چوپاؤں کو پانی پلاتے تھے۔ انہوں نے دو عورتوں کو پایا وہ اپنی بھیڑ بکریوں کو روکے ہوئے تھیں اور انتظار میں تھیں کہ لوگ پلا چکیں تو پھر وہ پلائیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے یہ دیکھا اور ان کے دل میں پاک محبت اور باپ جیسی شفقت و مہربانی تھی۔ ان سے پوچھا تم کیوں نہیں پلاتیں؟ انہوں نے کہا'' ہمارے لیے ممکن نہیں کہ ہم اپنی بھیڑ بکریوں کو پلائیں حتی کہ پلا چکیں لوگ، اس لیے کہ وہ طاقتور ہیں اور ہم کمزور اور وہ مرد اور ہم عورتیں، اور گویا وہ پہچان گئیں کہ موسیٰ علیہ السلام ان سے پوچھیں گے تمہارے گھر کے مردوں میں سے کوئی کیوں نہیں پلاتا؟ انہوں نے سبقت کی اور کہا'' اور ہمارے والد بہت بوڑھے ہیں''۔ اور موسیٰ علیہ السلام کی شریف محبت نے جوش مارا۔ ان کی جگہ انہوں نے پلا دیا اور وہ چلی گئیں۔ اور اب موسیٰ علیہ السلام کہاں جائیں؟ رات میں ٹھکانا کہاں ہو؟ اور کہاں رات بسر کریں؟ نہ وہ کسی کو پہچانتے اور نہ انہیں کوئی پہچانتا تھا۔

'' پھر مڑے سائے کی طرف اور کہا اے میرے رب! بیشک میں جو تو میری

طرف بھیجے بھلائی سے میں محتاج ہوں''۔

۱۶۔ بلاوا

دونوں بیٹیاں وقت سے پہلے گھر پہنچ گئیں۔ان کے والد کو تعجب ہوا اور ان سے اس کی وجہ پوچھی اور ان سے پوچھا''میری بیٹیو! تم جلدی کیسے آ گئی ہو اور آج تم وقت سے پہلے کیسے پہنچ گئی ہو؟'' انہوں نے کہا''اللہ نے ایک کریم آدمی کو ہمارے لیے مقدر کر دیا۔اس نے پلایا''، شیخ حیران ہوئے اور انہوں نے جان لیا کہ وہ اجنبی آدمی ہیں اس لیے کہ آج تک ان پر کسی نے تو ترس کھایا نہیں۔شیخ نے پوچھا''تم نے آدمی کو کہاں چھوڑا؟'' انہوں نے کہا''اسی جگہ، اجنبی آدمی تھے ان کا کوئی ٹھکانا نہیں''۔شیخ نے کہا''اے میری بیٹیو! تم نے احسان نہیں کیا، اجنبی آدمی ہے، اس نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک کیا اور اس کا شہر میں کوئی ٹھکانا نہیں وہ رات میں کس کے ہاں ٹھہریں گے اور کہاں رات گزاریں گے؟ ان کا ہم پر مہمانی کا حق ہے اور ان کا ہم پر احسان کا حق ہے تم میں سے ایک جائے اور انہیں ساتھ لے آئے''۔

اور اس کے پاس ان دو میں سے ایک آئی چلتی تھی حیاء سے اس نے کہا''بے شک میرے والد نے تمہیں بلایا ہے تا کہ بدلہ دیں تمہیں جو تم نے پلایا ہمارے لیے''۔موسیٰ علیہ السلام نے جان لیا کہ اللہ نے اُن کی دُعا سُن لی اور ٹھکانا بنا دیا سو انکار نہ کیا اور موسیٰ علیہ السلام اس کے آگے نکلے تا کہ ان کی نظر اس پر نہ پڑے اور موسیٰ علیہ السلام شریفانہ چال سے چلے۔جب شیخ کے پاس پہنچے تو شیخ نے ان کا نام، وطن اور حالات کے بارے میں پوچھا۔موسیٰ علیہ السلام نے اپنے حالات بتائے اور انہیں اپنا قصہ کہہ سنایا۔ شیخ نے یہ سب کچھ بڑے سکون اور صبر سے سُنا اور جب موسیٰ علیہ السلام اپنا قصہ سنا چکے تو

(شیخ نے) کہا ''نہ ڈر! ظالموں کی قوم سے تو نے نجات پالی''۔

۱۷۔ شادی

موسیٰ علیہ السلام ان کے ہاں شریف مہمان کی حیثیت سے رہے بلکہ پیارے بیٹے کی جگہ لے لی، اور ایک خاتون نے ایک دن اپنے والد سے کھل کر اور پا کی کے ساتھ کہا ''اے ابا جی! آپ اسے اجرت پر رکھ لیں، بیشک وہ بہتر ہے جو آپ نے اجرت پہ رکھا قوی (اور) امانتدار ہے''۔

شیخ نے کہا بیٹی! تمہیں اس کی قوت اور امانت کا پتہ کیسے چلا؟ اس نے کہا جہاں تک اس کی طاقت کا تعلق ہے وہ یہ کہ اُس نے تنہا کنویں سے پردہ اٹھایا اور اسے جماعت اٹھاتی ہے اور اس کی امانت اے ابا جی! وہ اس وجہ سے کہ وہ میرے آگے چلا اور تمام راستہ میں اس نے میری طرف نظر نہیں کی۔ اجیر اور خادم کے لیے ضروری ہے کہ وہ طاقتور اور امانت دار ہو۔ جب طاقتور نہیں ہوگا کام میں کمزوری ہوگی اور جب امین نہ ہو تو اس کی خیانت کے ساتھ اس کی قوت ہمیں فائدہ نہ دے گی۔

سیدہ کی بات شیخ کے دل میں گھر کر گئی مگر انہوں نے والد کی حیثیت سے مسئلہ پر سوچا اور مسئلہ پر عقلمند بزرگ کی طرح سوچا۔ شیخ نے اپنے جی میں کہا ''اس جوان سے زیادہ حق دالا کون میرا داماد ہوگا اور دنیا میں اس جوان سے زیادہ بہتر میں کہاں پاؤں گا؟ مدین میں تو مجھے اس کا کوئی اہل نہیں ملا اور شاید اللہ تعالیٰ اس جوان کو میرے ہاں چلا کر لے آیا کہ میرا داماد اور وزیر بنے''۔ انہوں نے وقار اور شفقت وحکمت سے کہا ''میں چاہتا ہوں کہ نکاح کر دوں تجھ سے ان دو میں سے ایک بیٹی کا اس پر کہ تو کام کرے آٹھ سال۔ یہ تمہارا مہر ہے۔ یہ آٹھ سال ضروری ہیں اگر تو دس پورے

کر دے تو وہ تیری طرف سے ہیں میں تم پر سختی کرنا نہیں چاہتا۔ عنقریب تو مجھے نیکوں میں پائے گا‘‘۔ شیخ کو خدشہ ہوا کہ جوان اس کی بیٹی کو ساتھ لے جائے اور وہ اکیلے رہ جائیں اور شیخ نے دیکھا کہ جوان کو آزما بھی لیں حتی کہ جب اطمینان ہو جائے اسے رخصت کر دیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس پر اتفاق کیا اور خیال کیا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور عنقریب اللہ اس میں برکت دے گا۔ بیشک اللہ اسے مدین لے آیا اور اسے شیخ کے پاس بھجوا دیا اور ان کے دل میں پیار اور محبت ڈال دی۔ انہوں نے کہا ’’یہ میرے اور آپ کے درمیان ہے‘‘۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام نے ارادہ کیا عقل اور سمجھ سے کہ محفوظ رہے ان کے لیے اختیار کا حق شاید وہ تنگ آ جائیں تو کہا ’’کوئی سا مقرر وقت میں پورا کروں گا پس مجھ پر زیادتی نہ ہوگی اور اللہ جو ہم کہتے ہیں اس پر وکیل ہے‘‘۔

۱۸۔ مصر کو

اور جب پوری کر چکے موسیٰ علیہ السلام مدت چل پڑے اپنی اہل کے ساتھ شیخ نے انہیں اور انہوں نے انہیں الوداع کہا اور یہ شیخ نے دُعا دی ’’بیٹے! اللہ کی برکت پر، بیٹی! اللہ کی امان میں‘‘۔ موسیٰ علیہ السلام چل پڑے اپنی اہلیہ کے ساتھ۔ رات تمام سرد اور اندھیری تھی لیکن صحرا میں آگ کہاں؟ جب انہیں آگ سینکنے کو نہ ملے تو کیا کریں اور رہنمائی کے لیے روشنی نہ ملے تو کیا کریں؟ اور اسی دوران جب وہ چل رہے تھے اور موسیٰ علیہ السلام آگ کی تلاش میں تھے جب اس نے آگ دیکھی پس کہا اپنی بیوی سے ’’ٹھہرو! میں آگ دیکھتا ہوں شاید میں تمہارے پاس اس کی چنگاری لاؤں یا آگ کی رہنمائی ملے‘‘۔ اور موسیٰ علیہ السلام نہایت شوق سے آگ کی طرف چلے ’’پس جب اس کے پاس آئے آواز دی گئی، ’’اے موسیٰ! بے شک میں تمہارا رب ہوں پس تو اتار

دے اپنے جوتے، بے شک تو طُوٰی کی مقدس وادی میں ہے''۔

وہاں اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور ان کی طرف وحی کہ ''اور میں نے چنا تجھ کو پس تو سُن جو وحی کی جائے۔ بے شک میں اللہ ہوں میرے بغیر کوئی معبود نہیں، پس میری عبادت کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم کر، بے شک قیامت آنے والی ہے''۔ اور موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں عصا تھا، اسے اُٹھاتے اور اس سے مدد لیتے، پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے موسیٰ! تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟'' موسیٰ علیہ السلام نے کھل کر اور سادگی سے جواب دیا ''وہ میرا عصا ہے''۔ اور موسیٰ علیہ السلام اس عصا کے فائدے گننے لگے اور وہ اس لئے کہ وہ اللہ سے باتیں کر رہے تھے اور چاہتے تھے کہ بات لمبی ہو۔ ''میں اس پر تکیہ لگاتا ہوں اور اپنی بکریوں کے لیے اس سے پتے جھاڑتا ہوں اور میرے لیے اس میں اور بھی فائدے ہیں''۔

اللہ نے فرمایا ''موسیٰ اسے پھینکو! پس اس نے پھینکا اس کو کیا دیکھتے ہیں کہ سانپ ہے دوڑتا، فرمایا اسے پکڑ لو اور نہ ڈرو ہم اسے پہلی حالت میں لوٹا دیں گے''۔ اور موسیٰ علیہ السلام کو دوسرا معجزہ عطا کیا گیا وہ ید بیضا ہے پس فرمایا: ''اور ملا اپنا ہاتھ اپنی بغل سے کہ نکلے چمکتا بغیر کسی برائی کے، دوسری نشانی''۔

۱۹۔ فرعون کی طرف جاؤ بیشک وہ سرکش ہوا

اور اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو اس سب کے بعد حکم دیا کہ وہ اپنا کام شروع کرے جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا ''بیشک فرعون نے زمین میں سرکشی کی، بیشک فرعون نے زمین میں فساد بپا کیا، بے شک اللہ اپنے بندہ سے کفر پسند نہیں کرتا، بے شک اللہ زمین میں فساد پسند نہیں کرتا۔ پس اللہ نے ارادہ کیا کہ موسیٰ علیہ السلام فرعون اور اس کی قوم

کی طرف جائیں بے شک وہ نافرمان قوم ہے"۔

لیکن موسیٰ علیہ السلام فرعون کی طرف کیسے جائیں اور اس متکبر اور جبار کا سامنا کیسے کریں؟ اور پھر کل ایک قبطی کو انہوں نے قتل کیا اور کل زیادہ دور بھی نہیں، اور وہ وہی تھے جو مصر سے خائف نکلے پہچان لیں اسے پولیس والے اور پہچان لیں اسے محل والے۔

"کہا اے میرے رب! بیشک میں نے ان میں سے ایک آدمی کو قتل کیا ہے مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے قتل نہ کردیں"۔

اور موسیٰ علیہ السلام نے ذکر کیا کہ ان کی زبان میں رکاوٹ ہے لیکن اللہ سب کچھ جانتا تھا اور چاہتا تھا کہ اس سب کے برخلاف موسیٰ علیہ السلام فرعون کی طرف جائیں اور جب پکارا تیرے رب نے "اے موسیٰ ظالموں کی قوم کے پاس آؤ، فرعون کی قوم کے پاس، کہ وہ ڈرتے نہیں۔"

"کہا اے میرے رب! بیشک میں ڈرتا ہوں کہ جھٹلا دیا جاؤں اور میرا سینہ تنگ ہے اور زبان چلتی نہیں پس ہارون کو (بھی) بھیجیں اور ان کا مجھ پر گناہ ہے پس میں ڈرتا ہوں کہ قتل کردیا جاؤں"، اللہ نے فرمایا "ہرگز نہیں! ہماری نشانیوں کے ساتھ تم دونوں جاؤ بے شک میں تمہارے ساتھ سننے والا ہوں۔ فرعون کے پاس آؤ اور اس سے کہو بیشک ہم جہانوں کے رب کے رسول ہیں۔ ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دو"۔ (الشعراء:۱۶-۱۷)

اور اللہ نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو حکم دیا نرمی اور مہربانی کا فرعون کے ساتھ بے شک اللہ ایک حد تک اپنے دشمنوں کے ساتھ نرمی کو پسند کرتا ہے پس فرمایا

''پس تم دونوں اس سے نرمی سے بات کرو شاید نصیحت پکڑے یا ڈرے''۔

۲۰۔ فرعون کے سامنے

موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام فرعون کے پاس آئے اور اس کی مجلس میں کھڑے اسے اللہ کی طرف دعوت دینے لگے۔ وہ جبار موسیٰ علیہ السلام کی جرأت سے غضبناک ہوا۔ اس نے تعلّی اور غرور کے ساتھ کہا ''اے جوان! تو کون ہوتا ہے کہ میری مجلس میں کھڑا ہو اور مجھے وعظ کہے؟ کیا تو وہی لڑکا نہیں ہے جسے ہم نے سمندر سے نکالا تھا؟ کیا ہم نے چھوٹے ہوتے ہوئے تمہاری پرورش نہیں کی اور تو اپنی عمر کے کئی سال ہمارے ہاں رہا اور تو نے وہ کام کیا جو تو نے کیا اور تو ہے ناشکر''۔ موسیٰ علیہ السلام کو کوئی غصہ نہ آیا اور نہ جھوٹ کہا اور نہ ان کو انکار کیا اور نہ معذرت کی بلکہ صفائی اور وقار سے جواب دیا ''میں نے اس وقت کیا اور میں بے خبروں میں سے تھا۔ پھر میں بھاگا تم سے جب مجھے تمہارا خوف ہوا پس عطا کی مجھے میرے رب نے سمجھ اور بنایا مجھے رسول''۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا ''اے فرعون! بیشک تو مجھ پر تربیت کا احسان رکھتا ہے لیکن تو نہیں دیکھتا کہ میں کیوں تمہارے ہاتھ لگا اور تمہارے لیے کیسے ممکن ہوا کہ میری تربیت کرو؟ اگر تو نے بچوں کے قتل کا حکم نہ دیا ہوتا تو میری ماں مجھے نیل میں نہ پھینکتی اور میں تمہارے ہاتھ نہ آتا اور کیا یہ تمہارے ظلم اور سختی کے پہلو بہ پہلو نعمت و احسان ہے جس کا تم تذکرہ کرتے اور گِناتے ہو، بیشک تو نے میری تمام قوم سے گدھوں اور چوپاؤں کا معاملہ کیا ہے اور تو انہیں کتوں کی طرح دھتکارتا رہا ہے اور تو انہیں بڑا عذاب چکھاتا رہا ہے۔ تمہاری کون سی مہربانی ہے اگر ان سے ایک بچے کی کفالت کر دی؟ اور پھر یہ جہالت اور بے خبری اور غلطی سے تھی اور وہ نعمت تھی جس کا تو مجھ پر

احسان رکھتا ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنایا''۔

۲۱۔ اللہ کی طرف دعوت

فرعون عاجز آ گیا اور اس سے کوئی جواب بن نہ آیا اس نے جان چھڑانا چاہی اور کہا ''جہانوں کا رب کیا ہے؟ جس کا میں تجھے تذکرہ کرتے ہوئے سنتا ہوں''۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ''وہ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کا رب ہے۔ اگر تم یقین کرو''۔ فرعون اس جواب سے غضبناک ہوا اور اس نے چاہا کہ اہل مجلس بھی ناراض ہوں اور تعجب کریں۔ اس نے اپنے اردگرد والوں سے کہا ''کیا تم سنتے ہو؟'' موسیٰ علیہ السلام نے کلام جاری رکھا اور فرعون کو ایک دوسری ضرب لگائی، کہا ''وہ تمہارا اور تمہارے پہلے آباء کا رب ہے''۔ فرعون غصے میں آگ بگولا ہو گیا اور صبر نہ کر سکا اور کہا ''بے شک تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے وہ پاگل ہے''۔ موسیٰ علیہ السلام نے بات جاری رکھی اور فرعون کو تیسری ضرب لگائی کہا ''کہ وہ مشرق ومغرب اور جو ان کے درمیان ہے کا رب ہے اگر تمہیں عقل ہے''۔

فرعون نے اس تلخ موضوع سے موسیٰ علیہ السلام کو ہٹانا چاہا اور فرعون نے اپنے سرداروں کا غصہ بھڑکانا چاہا اور کہا ''پہلی صدیوں کا کیا حال ہے؟''

فرعون نے اپنے جی میں کہا اگر موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ وہ حق پر تھے میں کہوں گا کہ وہ تو بتوں کی عبادت کرتے تھے اور جب موسیٰ علیہ السلام نے کہا وہ گمراہی اور بیوقوفی میں تھے تو اہلِ مجلس غصے میں آ جائیں گے اور کہیں گے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ہمارے آباء و اجداد کو گالی دی ہے لیکن موسیٰ علیہ السلام فرعون سے زیادہ عقل والے تھے اور موسیٰ علیہ السلام اپنے رب کی طرف سے نور پر تھے موسیٰ علیہ السلام نے کہا ''ان کا علم میرے رب کے پاس

کتاب میں ہے میرے رب کو غلطی نہیں لگتی اور نہ وہ بھولتا ہے''۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے وہی بات شروع کی جس سے فرعون فرار اور چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا تھا''میرے رب کو غلطی لگتی ہے نہ وہ بھولتا ہے وہ جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا اور بنائے اس میں تمہارے لئے راستے اور اتارا آسمان سے پانی''۔فرعون حیران ہو گیا اور اس سے کوئی جواب بن نہ آیا اور اس نے وہ بات کہی جو بادشاہ کہا کرتے ہیں جب وہ عاجز آجائیں یا غصے میں ہوں۔اس نے کہا''اگر تو نے میرے علاوہ کوئی اور معبود قرار دیا تو تجھے جیل میں ڈال دوں گا''۔

۲۲۔ موسیٰ علیہ السلام کے معجزے

اور جب فرعون نے اپنا تیر چھوڑا تو موسیٰ علیہ السلام نے چاہا کہ اسے اللہ کا تیر ماریں کہا''اگرچہ وہ تمہارے پاس واضح چیز کے ساتھ آیا ہو؟''اس نے کہا اسے لاؤ اگر سچے ہو۔موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پھینکا پس کیا دیکھتے ہیں کہ وہ صاف اژدھا ہے اور نکالا اپنا ہاتھ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ چمکتا (روشن) ہے دیکھنے والوں کے لیے۔

فرعون کو اپنے ساتھیوں سے کہنے کی بات مل گئی اس نے اپنے آس پاس کے کے سرداروں سے کہا''یہ بڑا جاننے والا جادوگر ہے''۔اہل مجلس نے موافقت کی۔ انہوں نے کہا یقیناً یہ صاف جادو ہے۔موسیٰ علیہ السلام نے کہا''کیا تم حق کو جادو کہتے ہو جو تمہارے پاس آیا اور جادوگر کبھی کامیاب نہیں ہوتے''۔

فرعون نے موسیٰ علیہ السلام پر ایک دوسرا تیر پھینکا اور کہا''کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا کہ ہمیں موڑ دے اس راستہ سے جس پر ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو اور ہو بڑائی تمہارے لئے زمین میں اور ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں۔

فرعون نے بادشاہوں کی طرح اپنے سرداروں کو موسیٰ علیہ السلام سے ڈرانا چاہا۔ اس نے کہا ''وہ تمہیں تمہاری زمین سے اپنے جادو سے نکالنا چاہتا ہے تمہاری کیا رائے ہے؟''

سرداروں نے بادشاہ کو اشارہ کیا کہ مملکت سے جادوگر جمع کر لیے جائیں اور وہ موسیٰ کی طرف پھینکیں اور ہوا بھی یہی مصر کی حکومت میں اعلان کر دیا گیا ''یاد رکھو! جو کوئی جادو جانتا ہو وہ بادشاہ کے پاس حاضر ہو جائے۔ ملک کے تمام کونوں سے جادوگر جمع ہوئے۔ اور زینت کا دن مقرر ہوا اور کہا گیا لوگوں سے کیا تم جمع ہونے والے ہو۔ اُمید ہے کہ ہم پیچھے آئیں جادوگروں کے اگر وہ غالب ہوں۔'' (الشعراء ۳۹۔۴۰)

۲۴۔ میدان کو

اے مخاطب تو دیکھتا لوگوں کو گھروں سے میدان کی طرف جاتا ہوا، چاشت کے وقت اور فوج در فوج میدان کو جاتا ہوا؟ میدان کو بچے چلے جا رہے تھے اور جوان اور بوڑھے، مرد اور عورتیں جا رہے تھے، گھر میں وہی رہ گیا جو مریض ہو یا عاجز و معذور اور مطریہ قصبہ میں ہر جگہ جادوگروں اور جادو ہی کا ذکر ہوتا تھا۔

کیا اسوان کے بڑے جادوگر پہنچ آئے ہیں؟ ہاں اور ''اقصر'' اور جنیرہ'' کے مشہور جادوگر بھی آ گئے۔ اے بھائی! تیرا کیا خیال ہے کون غالب آئے گا؟ مصر نے اپنے جگر کے ٹکرے پھینک دیئے ہیں تیرا کیا خیال ہے کہ کوئی ان پر غالب آئے گا؟ موسیٰ اور ہارون ان پر کیسے غالب آئیں گے جب کہ انہوں نے کہیں سحر کی تعلیم نہیں پائی۔ (موسیٰ علیہ السلام نے) شاہی محل میں نشوونما پائی پھر مصر سے ڈرتے ہوئے نکل کھڑے ہوئے اور کئی سال مدین میں رہے۔ انہوں نے جادو کہاں سیکھا؟ کیا مصر

میں؟ نہیں! کیا مدین میں ہم نے تو کبھی سنا نہیں کہ وہاں یہ فن ہے۔ بنی اسرائیل بھی آئے وہ مایوسی اور امید کے بین بین تھے۔ شاید مایوسی زیادہ غالب تھی۔ اللہ عمران کے بیٹے پر رحم کرے۔ اللہ بنی اسرائیل کی مدد کرے۔

جادوگر بڑی متکبرانہ چال اور فخر وغرور سے آئے اور رنگدار کپڑوں میں ملبوس تھے۔ لاٹھیاں اور رسیاں اٹھائے ہوئے تھے۔ وہ ہنستے کھیلتے اور خوشی مناتے ہوئے نکلے۔ آج فن کے مظاہرے کا دن ہے۔ آج بادشاہ ہمارا کرتب دیکھے گا! آج قوم ہماری بڑائی اور فضل دیکھے گی۔'' جب جادوگر آئے تو انہوں نے فرعون سے کہا کیا ہمارے لیے اجر ہوگا اگر ہم غالب آجائیں۔ اس نے کہا ہاں! اس وقت تم میرے مقربین میں سے ہو گے۔'' بادشاہوں کا یہی انعام ہوتا ہے اور یہی بادشاہوں کی عطا ہے اور یہی ہے جس سے مردوں کو دھوکہ دیا جاتا ہے اور اسی سے بڑے بڑے بہادروں کو شکار کیا جاتا ہے! جادوگر فرعون کے وعدوں پہ بہت خوش ہوئے۔

۲۴۔ حق وباطل میں

''موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا پھینکو جو تم پھینکنے والے ہو پس انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں پھینکیں اور انہوں نے کہا فرعون کی عزت کی قسم! یقیناً ہم ہی غالب ہوں گے''۔ لوگوں نے عجیب مظاہرہ دیکھا۔ میدان میں سانپ دوڑتے تھے۔ لوگ ڈر کر پیچھے کی طرف بھاگے اور پکار اٹھے سانپ، سانپ! عورتیں چلا اٹھیں اور بچے رونے لگے اور پورے میدان میں شور بپا ہو گیا، سانپ، سانپ! موسیٰ علیہ السلام نے بھی وہ دیکھا جو لوگوں نے دیکھا اور انہیں بھی تعجب ہوا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو کی وجہ سے ایسی دکھائی دینے لگیں جیسے وہ دوڑ رہی ہیں۔ موسیٰ

علیہ السلام کے دل میں بھی خوف کا خیال گزرا اور موسیٰ علیہ السلام کیوں نہ ڈرتے؟ یہ بازی کا دن تھا اور امتحان کے وقت آدمی عزت دیا جاتا ہے یا ذلت۔ اور خدانخواستہ اگر جادوگر غالب آ گئے اور موسیٰ علیہ السلام مغلوب ہو گئے تو خدا نہ کرے پھر کیا ہوگا۔ پناہ بخدا، موسیٰ علیہ السلام کا غالب ہونا ایک آدمی کا غالب ہونا نہیں بلکہ وہ بادشاہ کے سامنے دین کا غالب ہونا ہے بلکہ باطل کے سامنے حق کا غالب ہونا ہے۔ (اللہ نہ کرے کہ جادوگر غالب آئیں) لیکن اللہ نے ان کا دِل بڑھایا اور کہا ''ڈرو نہیں! یقیناً تم ہی غالب ہو گے''۔

اور پھینک جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے۔ وہ ہڑپ کر جائے گا جو انہوں نے بنایا ہے۔ انہوں نے تو جادو کے مکر سے بنایا ہے اور جادوگر کامیاب نہ ہوگا جہاں سے آیا۔

''موسیٰ نے کہا جو تم جادو لائے ہو اسے اللہ باطل کر دے گا بے شک اللہ فساد کرنے والوں کے عمل کو نہیں سنوارتا۔

اور اللہ اپنے حکموں سے حق کو ثابت کرے گا اگرچہ ناپسند کریں مجرم''۔

(یونس:۸۱۔۸۲)

اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پھینکا پس کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ہڑپ کر گیا جو سانگ انہوں نے بنایا تھا سو حق ثابت ہوگیا اور وہ سب جو انہوں نے کیا تھا سب باطل ہوگیا۔ جادوگر ڈر گئے اور مبہوت ہو گئے۔ یہ کیا چیز ہے؟ ہم جادو اور اس کی اصل کو جانتے ہیں۔ ہم جادو اور اس کی تمام قسموں کو جانتے ہیں۔ ہم تو اس فن کے استاذ اور اس فن کے امام ہیں۔ یہ جادو نہیں، یہ جادو نہیں۔ اگر یہ جادو ہوتا تو ہم جادو کو جادو سے

مارتے اور فن کو فن سے ٹکراتے لیکن ہمارا فن اس کے سامنے عاجز آ گیا اور وہ اسی طرح پگھل گیا جس طرح شبنم سورج سے پگھل جاتی ہے۔ یہ کہاں سے ہے؟ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ جادوگر اس نتیجہ پر پہنچے کہ موسیٰ علیہ السلام نبی ہیں اور اللہ نے انہیں معجزہ عطا کیا ہے۔ وہ چلا کر کہنے لگے "ہم موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لے آئے"۔ اور جادو گر سجدہ میں گر گئے انہوں نے کہا ہم رب العالمین پر ایمان لائے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے رب پر۔

۲۵۔ فرعون کی ڈانٹ

فرعون غصے سے پاگل ہو گیا۔ وہ اٹھا، بیٹھا، چمکا اور گرجا۔ فرعون کتنا بے چارہ تھا وہ ہوا جس کی اسے امید نہ تھی۔ اس نے جادوگروں کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کو ہرانے کا ارادہ کر رکھا تھا اور جادوگر موسیٰ علیہ السلام کا لشکر بن گئے۔ اس نے لوگوں کو موسیٰ علیہ السلام سے روکنا چاہا تھا اور جادوگر لایا تھا۔ پس کیا دیکھتا ہے کہ وہی اس پر سب سے پہلے ایمان لے آئے۔ اس کا تیر اسی پر لوٹ آیا۔ فرعون سمجھتا تھا کہ وہ جس طرح جسموں کا بادشاہ ہے اسی طرح عقلوں کا بادشاہ بھی ہے اور جس طرح اس کا زبانوں پر ہولڈ ہے اسی طرح دلوں پر ہے۔ مصر میں کسی کو کوئی عقیدہ رکھنے یا کسی پر ایمان لانے کا اس کی اجازت کے بغیر حق نہ تھا۔ اس نے غرور اور دبدبے سے کہا "تم اس کے لیے ایمان لے آئے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں؟" اور فرعون نے بادشاہوں کے تیروں میں سے ایک تیر ان پر پھینکا اور کہا "بات یہ ہے کہ تمہارے بڑے نے تمہیں جادو سکھایا ہے؟" اور دوسرا تیر ان پر چلایا اور کہا "یہ ایک مکر اور سازش تھی جو تم نے شہر میں کی تا کہ تم اس کے بسنے والوں کو اس سے نکال دو۔ تمہیں جلد معلوم ہو جائے گا" اور

ان پر تیسرا زہر آلود تیر چلایا اور بادشاہوں کی کمان میں وہ آخری تیر ہوتا ہے ''میں ضرور تمہارے ہاتھ اور پاؤں (بدل بدل کر) کاٹ دوں گا اور تم سب کو پھانسی دوں گا''۔ اور مومنوں نے ان تمام تیروں کا مقابلہ ایمان اور صبر کی ڈھال سے کیا۔ ''کوئی بات نہیں! ہم اپنے رب کی طرف جانے والے ہیں۔ ہم یہ اُمید کرتے ہیں کہ ہمارا رب ہماری خطائیں معاف کردے گا اس لیے کہ ہم پہلے مومن ہیں''۔ اور انہوں نے ایمان اور جرأت سے جواب دیا۔ ''بیشک ہم اپنے رب پر ایمان لے آئے تاکہ وہ ہماری خطائیں معاف کردے اور جو تو نے زبردستی کرایا ہم سے یہ جادو اور اللہ بہتر ہے اور سدا باقی رہنے والا ہے''۔ (طٰہٰ:۷۳)

۲۶۔ فرعون کی حماقت

فرعون موسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں بہت متفکر ہوا اور اس کی نیند اُڑ گئی اور فرعون کو کھانا پینا لگتا نہیں تھا اور دوسروں نے بھی اس کے غصہ کو بھڑکایا اور کہا ''کیا تم موسیٰ اور اس کی قوم کو چھوڑ دو گے کہ وہ زمین میں فساد کرتے رہیں اور وہ تجھے اور تیرے معبود کو چھوڑ دیں۔ فرعون آگ بگولا ہو گیا کہا ''عنقریب میں ان کے بیٹوں کو قتل کروں گا اور ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑوں گا اور ہمیں ان پر غلبہ حاصل ہے''۔

فرعون نے بنی اسرائیل اور اہل مصر کو ہر حیلہ سے روکنے کا ارادہ کرلیا اور فرعون نے اپنی قوم کو پکارا کہا ''اے میری قوم! کیا مصر کی بادشاہی میری نہیں اور یہ نہریں چلتی ہیں میرے نیچے کیا تم نہیں دیکھتے ہو؟'' فرعون نے متانت اور بردباری سے کہا ''اے سردارو! میں نے اپنے سوا تمہارے لئے کوئی معبود نہیں جانا (میرے علم میں نہیں)'' گویا کہ اس نے بہت تفتیش کی اور بہت سوچا اور اپنی قوم کو نصیحت کی۔

اس نے بیوقوفی اور دیوانگی میں کہا ''اے ہامان! میرے لیے اینٹیں تیار کرو اور اونچا محل بناؤ ممکن ہے کہ میں وہاں سے موسیٰ کے معبود کو جھانک سکوں اور میں اسے جھوٹوں میں گمان کرتا ہوں''۔

ہامان نے اینٹیں بنائیں اور اونچا محل بنایا۔لیکن کہاں تک؟ ہامان تھک گیا اور معمار تھک گئے اور اینٹیں اور گارا ختم ہو گیا اور فرعون ابھی بہت دور تھا۔ بادل تک نہ پہنچ سکا چاند کی تو بات ہی کیا اور چاند تک نہ پہنچ سکا سورج کی تو بات ہی کیا اور سورج تک نہ پہنچ سکا چہ جائیکہ ستاروں تک پہنچتا اور ستاروں تک نہ پہنچ سکا چہ جائیکہ آسمان تک پہنچتا۔فرعون خوار ہوا، شرمندہ ہوا اور عاجز آ گیا اور بیٹھ گیا۔کتنا بیچارہ تھا! کیا جانتا نہیں تھا کہ ''بیشک اللہ نے زمین اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا ہے۔ اسی کے لئے ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور جو ان کے نیچے۔اور وہی معبود ہے آسمان میں اور وہی معبود ہے زمین میں۔''

فرعون کو موسیٰ علیہ السلام کے قتل کے علاوہ اور کوئی صورت نظر نہ آئی اور فرعون کی دلیل یہ تھی کہ موسیٰ علیہ السلام زمین میں فساد بپا کر رہا ہے۔

''فرعون نے کہا مجھے چھوڑو میں موسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دوں اور چاہیے کہ وہ اپنے رب کو بلا لے۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ وہ کہیں تمہارے دین کو بدل نہ دے یا زمین میں فساد بپا نہ کر دے''۔

۲۷۔ فرعون کے خاندان کا ایک مومن

جب فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو فرعون کے خاندان کے ایک آدمی جو اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا نے کہا ''کیا تم ایک ایسے آدمی کو قتل کرتے

ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس روشن دلیلوں کے ساتھ آیا"۔ (المؤمن:۲۸)

اور فرعون کے اس ہدایت یافتہ آدمی نے کہا "تم موسیٰ علیہ السلام کا سامنا کیوں کرتے ہو؟ اور کیوں انہیں اذیت دیتے ہو؟ اور جب تم ایمان نہیں لاتے تو انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو اور انکا راستہ خالی کردو۔ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ اسی پر ہوگا"۔ (المؤمن:۲۸)

"اور جب تم اسے تکلیف دو گے اور تم خود اس میں جا پڑے اور وہ نبی ہوئے تو تمہاری بربادی ہے اور اگر وہ سچا ہوگا تو تم پر پڑیگا کوئی نہ کوئی وعدہ جو تم سے کرتا ہے۔" (المؤمن:۲۸)

"اے میرے بھائیو اپنے ملک پر غرور نہ کرو اور اپنی طاقت اور لشکروں پر ناز نہ کرو۔ اے میری قوم! آج تمہاری بادشاہی ہے غالب ہو زمین میں تو کون مدد کرے گا ہماری اللہ کے عذاب سے اگر آیا ہمارے پاس۔" (المؤمن:۲۹)

"فرعون کا جواب یہ تھا۔ میں تو وہی بات سمجھاتا ہوں تم کو جو سوجھی مجھ کو اور میں تو تمہیں راہ بتلاتا ہوں جس میں بھلائی ہے۔" (المؤمن:۲۹)

اور ہدایت یافتہ آدمی نے اپنی قوم کو بُرے انجام اور ظالموں کے ٹھکانے سے ڈرانے کا ارادہ کیا اور کہا "اے میری قوم! بیشک میں تم پر ڈرتا ہوں کہ آئے تم پر وقت اگلے فرقوں کا جیسے حال ہوا قوم نوح کا اور عاد اور ثمود کا اور جو لوگ ان کے پیچھے ہوئے اور اللہ بے انصافی نہیں چاہتا بندوں پر"۔ (المؤمن:۳۰۔۳۱)

اور اس ایمان دار آدمی نے انہیں قیامت کے دن کا خوف دلایا اور قیامت کا

دن کیا ہوگا؟ جس دن کو بھاگے مرد اپنے بھائی سے، اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنے ساتھ والی (بیوی) اور اپنے بیٹوں سے، ہر مرد کو ان میں سے اس دن ایک فکر لگی ہوئی ہے جو اس کے لیے کافی ہے''۔ (عبس: ۳۴۔۳۷)

''جتنے دوست ہیں اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر جو لوگ ہیں ڈر والے۔'' (الزخرف: ۶۷)

''تو نہ قرابتیں ہیں ان میں اس دن اور نہ ایک دوسرے کو پوچھے''۔

(المؤمنون: ۱۰۱)

''اس دن وہ بادشاہ جو جبار ہے پکارے گا کس کا راج ہے اُس دن، اللہ کا جو اکیلا ہے دباؤ والا۔'' (المؤمن: ۱۶)

اس دن گھبرائے ہوئے ہوں گے اور چیخ رہے ہوں گے اور ایک دوسرے کو پکاریں گے اور اس دن پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے، کوئی نہیں ان کو بچانے والا۔

اس ایماندار آدمی نے کہا:

''اے میری قوم! میں ڈرتا ہوں کہ تم پر آئے دن چیخ و پکار کا جس دن بھاگو گے پیٹھ پھیر کر، کوئی نہیں تم کو اللہ سے بچانے والا۔'' (المؤمن: ۳۲۔۳۳)

اور اس ایماندار آدمی نے کہا ''بیشک اللہ نے تمہیں ایک بڑی نعمت دی۔ لیکن تم نے اس کی قدر نہ پہچانی جیسا کہ حق تھا اس کی قدر کا۔ یہاں تک کہ جب چلی گئی تو تم نے اس پر افسوس کیا۔ وہ یوسف علیہ السلام تھے جنہیں نہ تم نے پہچانا اور نہ ان کی پوری قدر کی لیکن جب ان کا انتقال ہوا تم نے کہا ''سبحان اللہ! نبی تھے اور ان جیسا کوئی نہ تھا۔ یوسف علیہ السلام جیسا بادشاہ کوئی نہیں۔ یوسف علیہ السلام جیسا آدمی کوئی نہیں اور اس کے بعد

ہمارا نبی کون ہوگا؟ ہمارے لیے اس جیسا کون ہوگا؟ کبھی نہیں! اس جیسا کوئی نہیں آئے گا"۔ "اور تمہارے پاس آچکا ہے یوسف اس سے پہلے کھلی باتیں لے کر پھر تم رہے دھوکے ہی میں ان چیزوں سے جو وہ تمہارے پاس لے کر آیا یہاں تک کہ جب ان کا وصال ہوا تو کہنے لگے ہرگز نہ بھیجے گا اللہ اس کے بعد کوئی رسول"۔ (المؤمن:۳۴)

تم اس نبی کے بعد بھی ایسے ہی کرو گے اور نادم و پشیماں ہو گے۔

۲۸۔ آدمی کی نصیحت

اس آدمی نے اپنی قوم کو وعظ و نصیحت کی اور ان پر اپنی محبت اور ہمدردی صرف کی اور کہا اسی ایماندار نے "اے قوم راہ چلو میری پہنچا دوں تم کو نیکی کی راہ پر۔"

(المؤمن:۳۸)

اس ایمان دار آدمی کو معلوم ہو گیا کہ قوم دنیا کی زندگی کے نشہ میں ہے اور فرعون اپنے ملک اور قوت پر مغرور ہے لیکن یہ زندگی ایک خواب ہے اور دنیا ایک ڈھلتا سایہ ہے۔ اور آدمی نے جان لیا کہ قوم کو موسیٰ علیہ السلام کی پیروی سے کیا چیز روکتی ہے۔ وہ یہ کہ وہ دنیا کے نشے میں مست ہے اور نشے والا سنتا ہے نہ سمجھتا ہے وہ اس لیے کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کی آواز نہیں سنتے۔ اس نے انہیں ان کی غفلت سے بیدار کرنا چاہا اور کہا "اے میری قوم! یہ جو زندگی ہے دنیا کی سو کچھ فائدہ اٹھا لینا ہے اور وہ گھر جو پچھلا ہے وہی ہے جم کر رہنے کی جگہ"۔ (المؤمن:۳۹)

اور اس کی قوم کے جاہلوں نے اسے کفر اور شرک کی طرف بلانا شروع کر دیا۔ اسے باپ دادا کے دین کی طرف دعوت دیتے تھے اور جب وہ انہیں کہتا آؤ اللہ کی طرف تو وہ اسے کہتے کہ باپ دادا کے دین کی طرف پھر اور جب انہوں نے یہ

دعوت حد سے بڑھ کر دی تو اس نے ان سے کہا ''اے قوم مجھ کو کیا ہوا ہے بلاتا ہوں تم کو نجات کی طرف اور تم بلاتے ہو مجھ کو آگ کی طرف''۔

''تم بلاتے ہو مجھ کو کہ منکر ہو جاؤں اللہ سے اور شریک ٹھہراؤں اس کا، اس کو جس کی مجھ کو خبر نہیں اور میں بلاتا ہوں تم کو اس زبردست گناہ بخشنے والے کی طرف''۔

(المؤمن: ۴۱۔۴۲)

اور اس ایمان دار آدمی نے ان سے پوچھا ''تمہارے معبودوں کی طرف سے کونسا نبی آیا؟ اور کون سی کتاب اُتری؟ اور کس نے اس کی طرف بلایا؟ یہ سب نام ہیں جو رکھ لئے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے۔ اللہ نے نہیں اتاری ان کی کوئی سند''۔ (النجم: ۲۳)

''اور سب رسولوں نے اللہ کی طرف دعوت دی۔ یہ ابراہیم علیہ السلام اور یوسف اور یہ اللہ کے نبی موسیٰ ہر چیز میں ایک نشانی ہے اور ہر جگہ میں اس کی دعوت ہے۔ آپ ہی ظاہر ہے کہ جسکی طرف تم مجھ کو بلاتے ہو اس کا بلاوا کہیں نہیں دنیا میں اور نہ آخرت میں''۔ (المؤمن: ۴۳)

''اور جب وہ آدمی ان کی ہدایت سے مایوس ہوا اور ان کے غبی ہونے سے ڈرا تو انہیں چھوڑ دیا اور کہا سو آگے یاد کرو گے جو میں کہتا ہوں تم کو اور میں سونپتا ہوں اپنا کام اللہ کو بیشک اللہ کی نگاہ میں ہیں سب بندے''۔ (المؤمن: ۴۴)

لوگ غصہ میں آ گئے اور آلِ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا لیکن اللہ نے انہیں بچا لیا اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کر ڈالا۔ ''پھر بچا لیا موسیٰ کو اللہ نے بڑے داؤ سے جو کرتے تھے اور الٹ پڑا فرعون والوں پر بری طرح کا عذاب''۔

(المؤمن: ۴۵)

۲۹۔ فرعون کی بیوی

فرعون یہ یقین رکھتا تھا کی جس طرح وہ جسموں پر بادشاہی کرتا ہے اسی طرح عقلوں کا بھی بادشاہ ہے اور جس طرح اس کا زبانوں پر ہولڈ (قابو) ہے اسی طرح دلوں پر بھی ہے۔اور مصر میں کسی کو کسی اعتقاد اور کسی چیز پر ایمان لانے کا اس کی اجازت کے بغیر کوئی حق نہیں ہے۔اور جب حکومت مصر کے دور دراز علاقہ میں بھی کوئی شخص موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آتا تو فرعون آگ بگولا ہو جاتا۔وہ کبھی کھڑا ہوتا اور کبھی بیٹھتا، چمکتا اور گرجتا اور کہتا "میری اجازت کے بغیر وہ موسیٰ علیہ السلام پر کیسے ایمان لاسکتا ہے؟ وہ میری حکومت میں رہ کر میری نافرمانی کرتا ہے۔میرا رزق کھاتا ہے اور میرا انکار کرتا ہے؟ میں مصر میں ہر شخص سے اس کی جان سے عزیز ہوں، فرعون بھول جاتا تھا کہ وہ خود اللہ کی حکومت میں رہتا ہے اور اس کی نافرمانی کرتا ہے اور اللہ کا رزق کھاتا ہے اور اس کا انکار کرتا ہے۔ اللہ نے اسے اس کے اپنے گھر میں ایک نشانی دکھائی ایک نشانی اس کے اہل میں۔اللہ نے اسے دکھایا کہ اللہ ہی عقلوں کا اور جسموں کا بادشاہ ہے۔زبانیں اور جسم اسی کے قابو میں ہیں اور اللہ آدمی اور اس کی بیوی کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ فرعون کے گھر میں ایمان داخل ہو گیا اور اسے کوئی پتہ نہ تھا او وہ کچھ نہیں کرسکتا تھا۔ فرعون کی بیوی اللہ پر ایمان لے آئیں اور انہوں نے فرعون کا انکار کر دیا۔اور اپنے خاوند مصر کے بادشاہ کی توقع کے برخلاف موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں۔فرعون کے مقابلہ میں موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئی جو اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ عالم اور اللہ

کے سب سے زیادہ پیارے تھے۔فرعون کی پولیس کچھ نہ کرسکی اور نہ اسے اس کا علم ہوا حالانکہ وہ بہت ہی ہوشیار تھی اور فرعون جو اس کے سب سے زیادہ قریب تھا اُسے بھی کوئی پتہ نہ چلا۔فرعون کو اگر پتہ چل بھی جاتا تو کیا کر لیتا؟ وہ جسم پر حکومت کرتا تھا لیکن عقل پر نہیں۔اس کا زبان پر ہولڈ (قابو) تھا اور دل پر اس کا کوئی اختیار نہ تھا۔

عورت پر اپنے خاوند کی اطاعت لازمی ہے لیکن مخلوق کے لیے کوئی اطاعت نہیں جس میں خالق کی نافرمانی ہوتی ہو۔لڑکے پر اپنے والدین کی اطاعت فرض ہے اور یہ کہ وہ ان دونوں کے حق میں نیک اور صحیح ہو لیکن شرک میں ان کی بھی اطاعت نہیں۔"اور اگر وہ دونوں تجھ سے لڑیں اس بات پر کہ شریک مان میرا اس چیز کو جو تجھ کو معلوم نہیں!تو ان کا کہنا مت مان اور ساتھ دے ان کا دنیا میں دستور کے موافق اور راہ چل اس کی جو رجوع ہوا میری طرف پھر میری طرف ہے تم کو پھر آنا پھر میں جتلا دوں گا تم کو جو کچھ تم کرتے تھے۔" (لقمان:۱۵)

اور فرعون کی بیوی ایمان پر ڈٹ گئیں اور وہ اللہ کے دشمن کے گھر میں اللہ کی عبادت کرتی تھیں اور وہ اللہ سے ڈرتی تھیں اور فرعون کے عمل سے بیزار تھیں۔اللہ فرعون کی بیوی سے راضی ہوا اور اسے فرعون اور اس کے عمل سے نجات دی اور اس کے ایمان اور بہادری کی مومنوں کے لیے مثال بیان کی۔"اور اللہ نے بتلائی ایک مثل ایمان والوں کے لیے عورت فرعون کی۔جب بولی اے رب بنا میرے واسطے اپنے پاس ایک گھر بہشت میں اور بچا نکال مجھ کو فرعون سے اور اس کے کام سے اور بچا نکال مجھ کو ظالم لوگوں سے"۔ (التحریم:۱۱)

۳۰۔ بنی اسرائیل کی آزمائش

اور جب لوگوں کو فرعون کی بنی اسرائیل سے عداوت و دشمنی کا علم ہوا، ان کی دشمنی اور ایذاء میں انہوں نے فرعون کا قرب حاصل کیا۔ بچے بنی اسرائیل پر دلیر ہوگئے اور کتے بھونکنے لگے۔ ہر روز نئی آزمائش ہوتی اور ہر روز کوئی نہ کوئی مصیبت آجاتی۔ موسیٰ علیہ السلام انہیں تسلی دیتے اور صبر کی تاکید کرتے اور ان سے فرماتے ''اللہ تعالیٰ کا سہارا رکھو اور مستقل رہو۔ یہ زمین اللہ تعالیٰ کی ہے جس کو چاہیں مالک بنادیں اپنے بندوں میں سے اور اخیر کامیابی انہیں کو ہوتی ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں''۔ (الاعراف: ۱۲۸)۔ اور بنی اسرائیل اس مصیبت و آزمائش اور تکلیف سے ڈر گئے تو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا ''تو نے ہمیں کوئی نفع نہ دیا تو ہمارے کوئی کام نہ آیا۔ قوم کے لوگ کہنے لگے ہم تو ہمیشہ مصیبت ہی میں رہے آپ کی تشریف آوری کے قبل بھی اور آپ کی تشریف آوری کے بعد''۔ (الاعراف: ۱۲۹)

لیکن موسیٰ علیہ السلام گھبرائے نہیں اور نہ مایوس ہوئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ''بہت جلد اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کو ہلاک کردیں گے اور بجائے ان کے تم کو اس سرزمین کا مالک بنادیں گے پھر تمہارا طرز عمل دیکھیں گے''۔ (الاعراف: ۱۳۹)

''اور موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو اسی پر توکل کرو۔ اگر تم (اسکی) اطاعت کرنے والے ہو۔ انہوں نے جواب میں عرض کیا کہ ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا، اے ہمارے پروردگار ہمیں ان ظالموں کا تختہ مشق نہ بنا اور ہمیں اپنی رحمت کا صدقہ ان کافروں سے نجات دے''۔ (یونس: ۸۴۔۸۶)

اور فرعون بنی اسرائیل کو عبادت سے منع کرتا تھا اور جب انہیں اللہ کی عبادت کرتا اور اس کے لیے نماز پڑھتا ہوا دیکھتا تو ناراض ہوتا تھا اور اس کی زمین میں اللہ

کے گھر بنانے سے بھی انہیں روکتا تھا اور اسے اس بات سے بھی غصہ آتا تھا کہ اس کی زمین میں اللہ کی عبادت ہو۔ فرعون کتنا جاہل تھا۔ زمین اللہ کی ہے فرعون کی نہیں اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ کے بندوں کو اللہ کی زمین پر عبادت کرنے سے روکے اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ کی زمین پر اپنی عبادت کی طرف بلائے؟

لیکن فرعون کسی کو اس کے گھر میں روک نہیں سکتا تھا وہ جو چاہے کرے۔ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے بنی اسرائیل کو حکم دیا "(نماز کے اوقات میں) تم سب اپنے انہی گھروں کو نماز پڑھنے کی جگہ قرار دے دو اور (یہ ضروری ہے کہ) نماز کے پابند رہو"۔ (یونس:۸۷)

فرعون اور اس کی پولیس بنی اسرائیل اور اللہ کی عبادت کے درمیان حائل ہونے سے عاجز آ گئے، بندے اور اس کے رب کے درمیان کون حائل ہوسکتا ہے؟ اور مسلمان اور اللہ کی عبادت میں کون حائل ہوسکتا ہے؟

۳۱۔ قحط سالیاں

اور جب فرعون نے سرکشی کی اور دشمنی اور غفلت میں آگے بڑھ گیا تو اللہ نے اسے تنبیہ کرنے کا ارادہ کیا۔ بیشک اللہ کو اپنے بندوں سے کفر پسند نہیں۔ بیشک اللہ زمین میں فساد نہیں چاہتا۔ فرعون بہت ہی کند ذہن تھا۔ حکمت و نصیحت اس پر ضائع ہوگئی۔ گدھے کو جب تک مارا پیٹا نہ جائے اسے سمجھ نہیں آتی۔ اللہ نے اسے سمجھانے کا ارادہ کرلیا اور مصر کی زمین بڑی زرخیز اور سرسبز تھی۔ مال، پھل اور غلے کی زمین اور تمہیں معلوم ہو چکا کہ یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں قحط کے دوران مصر نے دور دراز کے ملکوں کو کیسے سیراب کیا۔ اہل شام اور اہل کنعان کو کیسے سیراب کیا۔ نیل ہی مصر کی

زمین کو سیراب کرتا اور ان کی فصلوں کو پانی دیتا ہے۔ وہی مصر میں بھلائی اور سعادت کا سرچشمہ تھا۔ فرعون اور اہل مصر یہ گمان کرتے تھے کہ نیل ہی رزق کی کنجی ہے اور بلاشبہ مصر کو نیل کی وجہ سے بارش کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ کسی اور چیز کی اور یہ نہیں جانتے تھے کہ اللہ ہی کے پاس رزق کی کنجیاں ہیں۔ اللہ ہی جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا اور تنگ کرتا ہے۔ نیل اسی کے حکم سے چلتا ہے اور اسی کے حکم سے سیراب کرتا ہے۔ اللہ نے نیل کو حکم دیا اور اس کا پانی گھٹ گیا اور زمین میں چلا گیا۔ مصر کی کھیتیوں کو کس سے سیراب کریں؟ پھل کم ہوئے، غلہ بھی کم ہوا، قحط کے بعد قحط کا سامنا ہوا۔ فرعون اور ہامان اور اس کی پولیس ہر حیلہ سے عاجز آگئے۔ وہاں اہل مصر کو معلوم ہوا کہ فرعون ان کا رب نہیں اور رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے، لیکن اس نے فرعون کو کوئی فائدہ نہ دیا اور نہ اہل مصر کو کوئی فائدہ دیا اور نہ وہ سمجھے۔

شیطان ان کے اور وعظ و نصیحت اور عبرت کے درمیان حائل ہوگیا۔ کہنے لگے یہ قحط سالیاں موسیٰ اور ان کی قوم کی نحوست کی وجہ سے ہیں۔ انتہائی عجیب بات ہے۔ کیا موسیٰ علیہ السلام پہلے نہ تھے؟ کیا بنی اسرائیل ایک عرصہ دراز سے نہ تھے؟ بلکہ یہ تو ان کے اپنے اعمال کی نحوست تھی بلکہ یہ تو ان کے کفر کی نحوست تھی۔ فرعون اور اس کی قوم ضد پہ آگئے اور انہوں نے کہا کہ ہم اس جادو کے سامنے نہیں جھکتے۔ ''اور یوں کہتے (خواہ) کیسی ہی عجیب بات ہمارے سامنے لاؤ کہ اس کے ذریعہ سے ہم پر جادو چلاؤ جب بھی ہم تمہاری بات ہرگز نہ مانیں گے۔'' (الاعراف:۱۳۲)

۳۲۔ پانچ نشانیاں

اللہ نے ان پر دوسری نشانی بھیجی، ان پر بارشیں بھیجیں اور نیل میں طغیانی

آ گئی اور آسمان اتنا برسا اتنا برسا کہ نہ پوچھو حتی کہ کھیتیاں اور فصلیں ڈوب گئیں اور غلہ اور پھل تلف (ضائع) ہو گئے۔ بارش ان پر وبال بن کر آئی جیسے پہلے وہ پانی کی کمی کی شکایت کرتے تھے اب پانی کی کثرت کی شکایت کرنے لگے۔ پھر اللہ نے ان پر مکڑی بھیجی وہ فصلوں اور کھیتوں کا صفایا کرتی جاتی۔ درختوں پر آتی تو ان کا بھی صفایا کر دیتی۔ فرعون اور اس کے لشکر اللہ کے لشکروں کے سامنے بے بس ہو گئے۔ ان سے جنگ بھی کیسے کرتے کہ اس میں نہ تلواریں عمل میں آتی ہیں اور نہ تیر اور نیزے۔ وہیں اہل مصر کو فرعون اور ہامان کی کمزوری معلوم ہو گئی اور پولیس کے حیلے کی کمی بھی معلوم ہو گئی لیکن انہوں نے کوئی عبرت حاصل نہ کی اور نہ سنبھلے۔ اللہ نے ان پر ایک دوسرا لشکر بھیج دیا کھٹمل (گھمی کا کیڑا) تھے ان پر کھٹمل مسلط کر دیئے۔ اللہ کی پناہ۔ بستر میں کھٹمل، کپڑوں میں کھٹمل، سر میں کھٹمل، اور بالوں میں کھٹمل۔ ان کی نیند اڑ گئی۔ وہ کھٹمل مارتے اور انہیں برا بھلا کہتے رات گزارتے اور صبح کر دیتے۔ ان سے بھی کیسے لڑتے کہ تلواریں عمل میں آتی تھیں نہ نیزے اور نہ ان کے لشکر اور پولیس ان کے کام آسکتی تھی۔

پھر اللہ نے ان پر مینڈک بھیجے، کھانے میں بھی مینڈک، پینے میں مینڈک، اور ان کے کپڑوں میں مینڈک، ان مینڈکوں سے تنگ آ گئے اور ان کی زندگی مکدر ہو گئی۔ مینڈک پھیل گئے اور گھر کے سب کونوں میں پھیل گئے۔ یہ ٹرٹراتے ہیں۔ یہاں جھپٹ رہا ہے اور وہ وہاں چھلانگ لگا رہا ہے۔ ایک کو مارتے تو دس اور آ جاتے، ایک کو گھر سے نکالتے تو پانچ اور آ جاتے ایسا لگتا تھا جیسے گھر سے پیدا ہوتے ہیں۔

چوکیدار اور پولیس مینڈکوں سے عاجز آ گئی۔ اللہ نے ان پر پانچویں نشانی

بھیجی اور وہ خون تھا ان کے ناک سے نکسیر نکلنے لگی اور وہ کمزور ہو گئے اور بہت تھک گئے اور طبیب علاج سے عاجز آ گئے اور کسی دوا نے انہیں فائدہ نہ دیا اور جب کبھی کوئی نشانی دیکھتے تو موسیٰ علیہ السلام سے کہتے کہ اپنے رب سے ہمارے لیے دُعا کرو کہ وہ اس مصیبت کو ہم سے ہٹا دے ہم توبہ کرتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں اور تیرے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دیتے ہیں۔ پھر جب اللہ ان سے وہ بلا دور کر دیتا تو اپنا وعدہ توڑ دیتے۔ ''پھر ہم نے ان پر طوفان بھیجا اور ٹڈیاں اور گھمی کیڑا اور مینڈک اور خون کہ یہ سب کھلے کھلے معجزے تھے سو وہ تکبر کرتے رہے اور وہ لوگ کچھ تھے ہی جرائم پیشہ''۔

۴۳۔ نکلنا

مصر کی کشادہ زمین بنی اسرائیل پر تنگ ہو گئی۔ وہ مصر کی سرسبزی و شادابی کو کیا کہتے کہ وہ قید خانہ میں تھے اور ہر روز طرح طرح کے عذاب چکھتے اور ذلت برداشت کرتے۔ کب تک صبر کرتے! کیا وہ آدمی نہ تھے کہ انہیں تکلیف اور درد محسوس نہ ہوتا تھا۔ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ وہ راتوں رات بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکل جائیں اور فرعون کی پولیس کو اس کا احساس ہو گیا کہ وہ بہت ہی ہوشیار پولیس تھی۔ انہوں نے فرعون کو اس کی اطلاع کر دی۔ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ساتھ راتوں رات ارضِ مقدسہ (بیت المقدس شام) کی طرف چل پڑے۔ وہ ۱۲ قبیلے تھے۔ اور ہر قبیلہ پر ایک امیر اور شام کا راستہ صاف اور معلوم تھا۔ ایسی خشکی جو دو خشکیوں کو ملاتی ہے اور موسیٰ علیہ السلام نے اسے دو[1] مرتبہ عبور کیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ایک کام کا ارادہ کیا اور اللہ نے ایک کام کا ارادہ کیا اور ہوا وہ جو اللہ کو منظور تھا۔ موسیٰ علیہ السلام

---

[1] ایک مرتبہ مدین کو جاتے ہوئے اور دوبارہ مصر کو آتے ہوئے۔

راستہ بھول گئے اور جہاں وہ بھولے تقدیر آ پہنچی۔ موسیٰ علیہ السلام کا خیال تھا کہ وہ بنی اسرائیل کے ہمراہ شمال کی طرف جا رہے ہیں حالانکہ وہ رات کی تاریکی میں مشرق کی جانب چلتے رہے۔ اور کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بحرِ احمر کی جوش مارتی موجوں کے سامنے ہیں۔ اے حفاظت کرنے والے اے پردہ پوشی کرنے والے! ہم کہاں ہیں؟ جواب یہ تھا ''ہم دریا کے سامنے ہیں۔''

پیچھے مڑ کر دیکھا تو گرد و غبار پھیلی دکھائی دی اور ایک بہت بڑا لشکر جس نے افق کو روک رکھا تھا وہاں آوازیں بلند ہوئیں کہ اے عمران کے بیٹے! ہم نے تمہاری کونسی بات نہیں مانی؟ تمہیں ہم سے کیا ناگواری ہوئی کہ تو نے ہمارے قتل کی تدبیر کی اور تو ہمیں دریا کے کنارے لے آیا تاکہ فرعون ہمیں چوہوں کی طرح قتل کر دے جہاں سے نہ کوئی بھاگ سکتا ہے اور نہ بچ سکتا ہے۔ ہم نے تم سے کوئی بُرا سلوک کیا ہو یاد نہیں پھر یہ انتقام کیسا؟ تمہاری وجہ سے ہمیں جو تکلیف اور مصیبت پہنچی کیا وہ تمہارے لیے کافی نہ تھی۔ اب ہمیں یہاں لے آئے؟ یہ دریا ہمارے سامنے ہے اور وہ دشمن ہمارے پیچھے اور موت کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ وہاں بنی اسرائیل کی آنکھوں میں دنیا تاریک ہوگئی۔ آنکھیں پھٹ گئیں اور نا اُمیدی نے انہیں گھیر لیا۔ پھر آوازیں مدھم ہوگئیں۔ وہاں ہر ایک لرز گیا اور لگتا تھا کہ مضبوط پہاڑ بھی لرز جائیں لیکن موسیٰ علیہ السلام کا اپنے رب پر ایمان متزلزل نہ ہوا اور لوگوں نے ایک آواز سنی جس میں نبوت کا جلال تھا ''ہر گز نہیں! بیشک میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے راستہ دکھائے گا''۔

اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو عصا مارنے کا حکم دیا انہوں نے مارا اور دریا پھٹ گیا

اور پانی ہر طرف پہاڑ کی طرح ٹھہر گیا کیا دیکھتے ہیں کہ بارہ قبیلوں کے لیے بارہ راستے ہیں۔ ہر قبیلہ کا الگ راستہ ہے قوم امن سے گزر گئی اور وہ امن اور سلامتی کی خشکی پر پہنچ گئے۔

۳۴۔ فرعون کی غرقابی

فرعون نے دیکھا کہ بنی اسرائیل نے کیسے سکون اور امن کے ساتھ دریا عبور کرلیا۔ فرعون نے اپنے لشکروں سے کہا سمندر کی طرف دیکھو! یہ میری اطاعت کرتے ہیں کیسے پھٹ گیا تاکہ میں ان بھگوڑوں کو پکڑلوں۔ فرعون اپنے لشکروں کے ساتھ آگے بڑھا بنی اسرائیل ایک بار پھر گھبرا گئے۔ دشمن یہ رہا اور یہ ہے وہ ظالم جو راستہ عبور کر کے ہماری طرف آیا چاہتا ہے۔ اسے ہم سے کوئی چیز روکنے والی نہیں۔ وہ ابھی ہمیں آملے گا اور ہمیں ذلیل قیدی بنا کر مصر لے جائے گا۔ یا اسی خشکی اور پردیس میں ہمیں قتل کردے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا خشکی پر مارنا چاہا تاکہ پھر پہلے جیسا دریا بن جائے لیکن اللہ نے ان کی طرف وحی کی ''دریا کو اپنی حالت پہ چھوڑ دو بیشک وہ غرق کیا ہوا لشکر ہے''۔

اور جب فرعون اور اس کے لشکر سمندر کے درمیان پہنچے (اور جو خشک تھا) وہ ان پر برابر ہوگیا اور جب فرعون نے حقیقت دیکھی اس کا نشہ زائل ہوگیا۔ وہ یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا (تو ڈر کر) کہنے لگا ''میں ایمان لاتا ہوں کہ بجز اس کے کہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں کوئی معبود نہیں اور میں مسلمانوں میں داخل ہوتا ہوں''۔ (یونس:۹۰)

لیکن ہائے افسوس ''ایسے لوگوں کی توبہ نہیں جو گناہ کرتے رہتے ہیں اور

یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے سامنے موت ہی آ کھڑی ہوئی تو کہنے لگا کہ میں اب توبہ کرتا ہوں۔'' (النساء:۱۸)

''اور جس روز آپ کے رب کی بڑی نشانی آ پہنچے گی کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو''۔ (الانعام:۱۵۸)

''اس سے کہا گیا اب ایمان لاتا ہے اور پہلے سے سرکشی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا''۔ (یونس:۹۱)

اور فرعون دریا میں غرق ہو کر مرا وہ ظالم اور سخت مر گیا جس نے ہزاروں بچے اور مرد قتل کیے۔ گلا کاٹ کر یا گلا گھونٹ کر۔ وہ سرکش و باغی مر گیا جس نے لاکھوں کو گلا دبا کر اور پھانسی دے کر مارا۔

مصر کا بادشاہ مر گیا۔ اپنے تخت سے دور اپنے محل سے دور، اپنے اقتدار سے دور، نہ کوئی طبیب جو اس کا علاج کرتا اور نہ دوست جو اس کا غم بٹاتا اور نہ کوئی آنکھ جو اس کو روتی اور بنی اسرائیل کو اس کی موت کا شک تھا وہ کہتے تھے کہ بیشک فرعون نہیں مرے گا۔ کیا ہم اسے زندگی گزارتا نہیں دیکھتے تھے اور وہ کھاتا نہیں تھا، پیتا نہیں تھا؟ سمندر نے اس کے جثہ کو باہر پھینک دیا تب انہیں اس کی موت کا یقین آیا اور اللہ تعالیٰ نے فرعون سے کہا ''سو آج ہم تمہاری لاش کو (پانی میں تہہ نشین ہونے سے) نجات دیں گے تا کہ تو ان کے لیے موجب عبرت ہو جو تیرے بعد ہیں''۔ (یونس:۹۲)

فرعون کا جثہ دیکھنے والوں کے لئے نشانی اور نصیحت پکڑنے والوں کے لئے عبرت تھا۔ اور فرعون کے لشکر کا آخری آدمی تک غرق ہوا۔ اور ان میں سے کوئی نہ بچا۔

اور انہوں نے مصر کو اپنے پیچھے چھوڑا اور اس کی وسیع زمین میں انہیں ایک ہاتھ زمین بھی دفن کے لیے نہ ملی۔ ''وہ لوگ کتنے ہی باغ اور چشمے (یعنی نہریں) اور کھیتیاں اور عمدہ مکانات اور آرام کے سامان جس میں وہ خوش رہا کرتے تھے چھوڑ گئے۔ یہ (قصہ) اس طرح ہوا اور ہم نے ایک دوسری قوم کو اس کا وارث بنا دیا نہ تو ان پر آسمان و زمین کو رونا آیا اور نہ ان کو مہلت دی گئی۔'' (الدخان: ۲۵۔۲۹)

۳۵۔ جنگل میں

بنی اسرائیل سلامتی اور امن والی خشکی پر پہنچ گئے اور اس کی ہوا میں شریف آزاد لوگوں کی طرح سانس لی۔ اس جگہ انہیں فرعون کا ڈر تھا نہ ہامان کا اور نہ ان کی پولیس کا وہاں امن و سکون اور اطمینان سے چلتے اللہ کے سوا کسی سے ڈرتے نہ تھے لیکن وہ سرسبز و شاداب علاقہ سے تعلق رکھتے تھے اور جنگل میں سورج انہیں تکلیف دیتا تھا اور وہ اللہ کے مہمان تھے۔ کیا تم نے بادشاہوں کو دیکھا نہیں کہ وہ اپنے مہمانوں کی کس طرح عزت کرتے ہیں؟ اور کس طرح خیمے ان کے لیے گاڑھتے ہیں تاکہ سورج کی گرمی سے انہیں بچائیں۔

بے شک اللہ کی طرف سے عزت ہر عزت سے بڑھ کر ہے اور اللہ نے بادل کو ان پر سایہ کرنے کا حکم دیا۔ وہ بادل کے سائے میں چلتے اور جہاں وہ چلتے بادل ان کے ساتھ چلتا اور جہاں وہ رکتے وہ بھی رکتا۔ بنی اسرائیل کو پیاس لگی اور خشکی میں کوئی پانی نہ تھا نہ کوئی دریا نہ کنواں، وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس پیاس کی شکایت لے کر گئے۔ جیسے بچہ ماں سے شکایت کرتا اور اس سے مدد کا طالب ہوتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے دُعا کی اور اس کا کون تھا اس کے بغیر؟ پس فرمایا ''مار اپنا عصا پتھر پر پس اس

سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے، ہر گروہ نے پہچان لی اپنی پینے کی جگہ"۔ (البقرۃ:۶۰)

اور بنی اسرائیل کو بھوک لگی انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے ایسے شکایت کی جیسے بچہ ماں سے کرتا اور اس کی مدد کا طالب ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے ہمیں مصر کی زمین سے نکالا جو پھلوں میوں بھلائیوں اور پاکیزہ چیزوں کی زمین تھی۔ اس جنگل میں ہمیں کھانا کون دے گا؟ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے دُعا کی! اور اس کا اس کے سوا کون تھا۔ پس اللہ نے ان پر کھانا اتارا۔ درختوں کے پتوں پر مٹھائی کی طرح کھانا اُتارا اور اُن کی طرف پرندے بھیجے وہ انہیں آسانی کے ساتھ درختوں سے پکڑ لیتے تھے وہ منّ اور سلوٰی تھا۔ وہ جنگل میں بنی اسرائیل کی اللہ کی طرف سے مہمانی تھی۔

۳۶۔ بنی اسرائیل کی ناشکری

لیکن طویل غلامی نے بنی اسرائیل کا ذوق اور خُلق تباہ کر دیا تھا۔ وہ کسی ایک چیز پر نہیں ٹھہرتے تھے اور نہ ایک چیز پر سکون پاتے تھے۔ ان کی طبیعت بچوں جیسی تھی وہ شکر کرنے کے لحاظ سے کم اور شکایت کرنے کے لحاظ سے زیادہ، جلد تھک جانے والے جس سے روکے جائیں اُسے پسند کرنے والے اور جو دیے جائیں اُسے ناپسند کرنے والے تھے۔ اور زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ہم اس ایک کھانے سے تنگ آچکے ہیں اور اس گوشت اور اس سلوٰی سے اکتا گئے ہیں۔ اور ہمیں سبزیاں اور ککڑیاں پسند ہیں۔ "اے موسیٰ ہم ہرگز ایک ہی قسم کے کھانے پر صبر نہ کریں گے پس تو دُعا کر اپنے رب سے کہ نکالے ہمارے لیے جو اُگاتی ہے زمین سبزیوں (ساگ) سے اور ککڑیوں سے، گیہوں سے اور مسور سے اور پیاز سے"۔ (البقرۃ:۶۱)

اس عجیب سوال سے موسیٰ علیہ السلام کو تعجب ہوا اور انہوں نے ایسی آواز جس میں انکار بھی تھا اور تعجب بھی اور غصہ بھی ”کہا تم تبدیل کرنا چاہتے ہو اس چیز کو جو گھٹیا ہے بدلے میں اس کے جو بہتر ہے؟“ کیا سبزیاں پرندوں اور سلوٰی کی جگہ ہیں؟ جسے کسی انسان کے ہاتھ نے چھوا نہیں؟ کیا کسانوں کا کھانا بادشاہوں کے کھانے کا مقابلہ کرتا ہے؟ ہائے ذوق کا بگاڑ! ہائے بُرا انتخاب! لیکن بنی اسرائیل اپنے سوال سے نہ ٹلے اور برابر سبزیوں کا مطالبہ کرتے رہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ”بیشک جس کا تم نے سوال کیا وہ ہر بستی اور ہر شہر میں پایا جاتا ہے۔ اترو کسی شہر میں البتہ تم کو وہ چیزیں ملیں گی جنکی تم درخواست کرتے ہو۔“ (البقرۃ:۶۱)

۳۷۔ بنی اسرائیل کی ضد

بنی اسرائیل اپنی طبیعت کے لحاظ سے بچے تھے اور بچے بھی ضدی قسم کے اور جب بھی کسی کام کا انہیں حکم دیا جاتا وہ اس کی پوری مخالفت کرتے اور اس کا مذاق اڑاتے گویا وہ اس بات کو ضروری سمجھتے تھے کہ وہ اسے بدل دیں جو ان سے کہا گیا۔ باغی بچے کی طرح جسے کھڑے ہونے کو کہا جاتا ہے تو بیٹھ جاتا ہے اور اسے بیٹھنے کو کہا جاتا ہے تو کھڑا ہو جاتا ہے۔ اسے خاموش رہنے کو کہا جاتا ہے تو بولتا ہے اور بولنے کو کہا جاتا ہے تو چپ ہو جاتا ہے اور ان میں بچوں کی ضد، بُروں کی خباثت، دشمنوں کا مذاق اور پاگلوں کی حماقت تھی۔ وہ کسی بستی میں رہنا چاہتے تھے اور اپنا لذیذ کھانا سبزیوں کا کھانا چاہتے تھے اور جب ان سے کہا گیا ”رہو اس بستی میں اور کھاؤ جہاں سے چاہو وافر اور داخل ہو دروازے میں سجدے کرتے ہوئے اور کہو ہمارا سوال معافی مانگنا ہے، ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور نیکوکاروں کو اور زیادہ دیں

گئے“۔ (البقرۃ:۵۸)

اللہ کے اس حکم سے ناراض ہو گئے اور بستی میں ہنسی مذاق اور مجبوری سے داخل ہوئے۔آہستہ آہستہ اپنے زانوں یا سرینوں پر گھسٹنے لگے۔

”پس بدل ڈالی ظالموں نے بات سوائے اس کے جو اُن سے کہی گئی تھی“۔

(البقرۃ:۵۹)

پس اللہ نے ان پر آزمائش و مصیبت اتاری اور ان پر وبا بھیجی، اس سے چوہوں کی موت مرے، جب کسی کام کا حکم دیا جاتا تو بہت سوال کرتے اور بال کی کھال اتارتے اس آدمی کی طرح جو عمل کرنا نہیں چاہتا اور زیادہ سوال کرتا اور بال کی کھال اتارتا ہے۔

بنی اسرائیل میں قتل کا ایک حادثہ ہوا۔ بنی اسرائیل نے اسے اہم سمجھا اور انہیں قاتل کا پتہ نہیں چلتا تھا اور قاتل کے بارے میں پوچھ گچھ لوگوں کی بات تھی۔ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے۔اس معاملہ میں ”اے اللہ کے نبی! ہماری مدد کیجیے اور اللہ سے دُعا کیجیے کہ وہ ہمیں قاتل بتائے“۔

۳۸۔ گائے

موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی پس اللہ نے ان کی طرف وحی کی کہ وہ انہیں کوئی سی گائے ذبح کر دینے کا حکم دیں۔ وہیں مصیبت حل ہو گی۔ بنی اسرائیل نے سوال اور مذاق اڑانا شروع کر دیا۔”اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ بیشک اللہ تمہیں ایک (کوئی) گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔انہوں نے کہا کیا آپ ہمارے ساتھ مذاق کرتے ہیں؟ موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ

جاہلوں میں سے ہو جاؤں''۔

اور یہاں سوالات کی بوچھاڑ کر دی ''انہوں نے کہا تم اپنے رب سے دعا کرو کہ ہمیں بتائے کہ وہ کیسی ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ''وہ (اللہ) فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی ہے اور نہ جوان درمیانی ہے۔ درمیان اس کے، پس تم کر گزرو جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے''۔

اس سوال پر بھی نہ رُکے بلکہ اس کے رنگ کے بارے میں سوال کرنے لگے ''انہوں نے کہا تم دُعا کرو اپنے رب سے کہ وہ بیان کرے ہمارے لیے کیا رنگ ہے اس کا؟ انہوں نے کہا بیشک اللہ فرماتا ہے کہ وہ گائے زرد ہے، گہرا ہے رنگ اس کا، دیکھنے والوں کو بھاتی ہے''۔ سوال کرنے کی گنجائش تو نہ تھی مگر پھر بھی کر دیا۔

''آپ دعا کریں اپنے رب سے کہ بیان کرے ہمارے لیے کہ وہ کیسی ہے؟ بیشک گائیں ہم پر مشتبہ ہو گئی ہیں اور بیشک ہم اگر اللہ نے چاہا تو ہدایت پا جائیں گے؟''

''موسیٰ نے کہا کہ اللہ فرماتا ہے بے شک وہ گائے نہ تو ہل چلاتی ہے جس سے زمین جوتی جائے اور نہ اس سے زراعت کی آبپاشی کی جائے (غرض ہر قسم کے عیب سے) سالم ہو اور اس میں کوئی داغ نہ ہو''۔ (البقرۃ ۶۷۔۷۱)

انہیں اس بار توفیق اس وجہ سے ملی کہ انہوں نے کہا تھا ''اگر اللہ نے چاہا تو ہم سمجھ جائیں گے۔'' سو سمجھ گئے، لیکن ان کے سوالوں نے ان کے کام کا دائرہ تنگ کر دیا اور اگر کوئی گائے بھی ذبح کر دیتے تو کافی ہوتی لیکن خود انہوں نے سختی کی تو اللہ نے بھی ان پر سختی کی اور انہوں نے درمیانی عمر کی، گہرے زرد رنگ والی گائے جو زمین

میں نہ جوتی جائے اور نہ کھیتی کو پانی پلائے اور سالم ہو ہر قسم کے عیب اور داغ سے پاک ہو کی تلاش شروع کر دی۔ اس گائے کا وجود نادر ہو گیا۔ بوڑھی عمر گائیں ملتیں یا جوان، درمیانی ملتی بھی تو زرد رنگ والی نہ ملتی اور اگر زرد رنگ کی گائے ملتی تو اس کا رنگ گہرا نہ ہوتا اور اگر درمیانی عمر گہرے زرد رنگ کی گائے ملتی بھی لیکن وہ ہل میں جوتی جانے والی ہوتی اور یا درمیانی گہرے زرد رنگ کی گائے ملتی بھی تو ہل میں جوتی جانے والی ہوتی مگر کھیتی کو سیراب کرنے والی ہوتی انہوں نے بہت تلاش کی اور انہیں چھان بین کرنے کا انجام معلوم ہوا۔ وہ کیا ہے؟ اس کا رنگ کیسا ہے؟ وہ کیسی ہے؟ اور تھک گئے۔ اللہ نے ایک یتیم کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا انہیں یہ گائے جس کی صفات اللہ نے بتائیں اس کے ہاں ملی، بہت بھاری قیمت پر انہوں نے اسے خریدا۔ ''اسے ذبح کر دیا اور وہ ایسا کرنا نہیں چاہتے تھے''۔ اللہ نے حکم دیا کہ اس گائے کا کوئی حصہ مقتول کو مارا جائے تو وہ زندہ ہو جائے گا اور قاتل کا نام خود بتا دے گا اور ہوا بھی اسی طرح۔

۳۹۔ شریعت

بنی اسرائیل حیوانی زندگی سے نکل کر انسانی زندگی میں آ گئے اور خشکی میں شریف اور آزاد لوگوں کی طرح رہنا شروع کر دیا۔ وہاں انہیں اللہ کی شریعت و قانون کی ضرورت محسوس ہوئی جو ان کے درمیان فیصلہ کرے اور ان کے لیے راستہ کو روشن کرے۔

بیشک انسان بحیثیت انسان اللہ کی شریعت کے بغیر نہیں رہ سکتا اور اپنے رب کی طرف سے نور کی رہنمائی کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ تمام جہان تاریک در تاریک ہے

جس کے پاس اپنے رب کی طرف سے نور ہو وہی اُسے روشن کر سکتا ہے اور وہ نور انبیاء کا نور ہے۔ جس سے لوگ ہدایت پاتے ہیں اور جس نے اس نور سے ہدایت نہ پائی وہ گمراہ ہو گیا وہ ٹامک ٹوئے مارتا ہے اسے صحیح راستہ سجھائی نہیں دیتا۔ پس اس نور کے بغیر عقائد سراسر وہم اور بکواس ہیں جن پر بچے بھی ہنستے ہیں۔ کیا تم نے عیسائیوں، یہودیوں، کافروں اور مشرکوں کے عقائد بکواس اور قصے کہانیاں نہیں سُنے؟ اور وہاں علم جہالت، گمان، اندازے اور شک کا نام ہے۔

''صرف بے اصل خیالات پر چل رہے ہیں اور یقیناً بے اصل خیالات اَمرِحق (کے اثبات) میں ذرا بھی مفید نہیں ہوئے''۔ (النجم:۲۸)

اور وہاں اخلاق میں افراط وتفریط (کمی اور بیشی) کمی اور زیادتی ہے۔ کیا آپ نے ان لوگوں کو جو انبیاء کی پیروی نہیں کرتے دیکھا نہیں کہ وہ حقوق کیسے ہضم کرتے اور حدود سے کیسے آگے بڑھتے اور خواہشِ نفس کی کیسے پیروی کرتے ہیں؟ وہاں حکومت اور سیاست ظلم و زیادتی اور لوگوں کے مال حقوق اور خون تباہ و برباد کرنے کا نام ہے۔ کیا آپ نے ایسے بادشاہ اور حکمران نہیں دیکھے جو اللہ سے نہیں ڈرتے اور نہ شریعت کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ امانتوں میں کیسے خیانت کرتے اور اللہ کے مال کے ساتھ کیسے کھیلتے ہیں اور لوگوں کے حقوق اور خون کے ساتھ کیسے کھیلتے ہیں؟ اور لوگوں کو کیسے غلام بنا لیتے ہیں اور انہیں جماعت جماعت بنا لیتے ہیں ان کے مردوں کو قتل کرتے اور ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے ہیں۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ

پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں کتنے انسان قتل[1] ہوئے؟

پس عالم سراسر تاریک ہی تاریک ہے۔ سوائے اس شخص کے جس کے لیے اللہ کا نور روشنی کا ذریعہ ہے۔ غرض ''اوپر تلے بہت سے اندھیرے (ہی اندھیرے) ہیں کہ اگر (کوئی ایسی حالت میں) اپنا ہاتھ نکالے (اور دیکھنا چاہے) تو دیکھنے کا احتمال بھی نہیں۔ اور جس کو اللہ ہی نور (ہدایت) نہ دے اس کو (کہیں سے بھی) نور نہیں (میسر ہوسکتا)''۔ (النور:۴۰)

اور نبی لوگوں کو تعلیم دیتے ہیں کہ اللہ کی عبادت کیسے کریں، اور اسی طرح انہیں سکھاتے ہیں کہ ان میں سے ایک دوسرے سے معاملہ کیسے کریں اور نبی لوگوں کو دین کے آداب کے ساتھ زندگی کے آداب بھی سکھاتے ہیں۔ انہیں کھانے پینے، سونے اور مجلس کے ہر چیز کے آداب سکھاتے ہیں۔ انہیں اسی طرح آداب کی تعلیم دیتے ہیں جیسے مہربان والد اپنے عزیز بیٹوں کو آداب سکھاتا ہے۔ لوگ چھوٹے بچوں کی طرح ہیں۔ جیسے چھوٹے بچوں کو باپ دادا کی تربیت کی ضرورت ہے اس سے کہیں زیادہ بڑوں کو نبیوں کی تربیت کی ضرورت ہے اور جنہوں نے نبیوں سے آداب سیکھے اور نہ نبوی تربیت حاصل کی وہ جنگل کے درختوں کی طرح ہیں خود آگے بڑھے اور ان میں ٹیڑھ بھی ہے اور کانٹے بھی اور فساد و بگاڑ بھی۔

۴۰۔ توراۃ

اور اللہ نے ارادہ کیا کہ بنی اسرائیل پہلی امتوں کی طرح اللہ کی ہدایت اور

---

[1] پہلی جنگ عظیم (۱۹۱۴ ۔ ۱۹۱۸ء) میں زخمیوں کی تعداد ۲۱۸۸۶ ۵۱۳ ۳ تھی اور مقتولین کی تعداد ۸۵۴۳۵۱۵ تھی اور دوسری جنگ عظیم میں پچاس ملین سے کم نہ تھی۔

کتاب کے بغیر کہیں تباہ نہ ہوں اور سابقہ امتوں کی طرح ٹامک ٹوئے نہ ماریں۔ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو پاکی کا حکم دیا اور تیس دن کے روزوں کا، پھر کوہ طور پر آنے کا حتی کہ ان سے ان کا رب کلام کرے اور وہ کتاب حاصل کریں جو ان کے لیے امام ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے ستر آدمیوں کا انتخاب کیا جو اس پر گواہ ہوں اس لیے کہ بنی اسرائیل انکاری قوم تھے ''اور موسیٰ نے (طور پر جاتے ہوئے) اپنے بھائی ہارون سے کہہ دیا تھا کہ میرے بعد ان لوگوں کا انتظام رکھنا اور اصلاح کرتے رہنا اور بدعمل کی راہ پر عمل مت کرنا''۔ (الاعراف:۱۴۲)

اس لیے کہ جماعت کے لیے امام کا وجود بہت ضروری ہے۔ موسیٰ علیہ السلام اپنے رب کے وعدے کے مطابق چل پڑے لیکن اللہ کا شوق انہیں کشاں کشاں اور جلدی سے طور لے گیا۔ اللہ نے پوچھا اور اے موسیٰ اپنی قوم سے آگے جلدی آنے کا کیا سبب ہوا۔ انہوں نے (اپنے گمان کے موافق) عرض کیا کہ وہ لوگ یہیں تو ہیں میرے پیچھے پیچھے (آرہے ہیں) اور میں آپ کے پاس جلدی سے اس لیے چلا آیا کہ آپ (زیادہ) خوش ہونگے۔ (طٰہٰ:۸۳-۸۴)

اور اللہ نے انہیں اپنے رب کا وقت (موعود) چالیس راتیں پورا کرنے کا حکم دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر پہنچے پس ان سے ان کے رب نے کلام کیا۔ سرگوشیاں کیں۔ انہیں اپنا قرب عطا کیا۔ اس نے ان کے شوق کو اور بڑھا دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا ''اے میرے رب! اپنا دیدار مجھ کو دکھلا دیجئے''۔ (الاعراف:۱۴۳)

اللہ تعالیٰ خوب جانتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام میں اس کی طاقت نہیں۔ اس لیے کہ اللہ ''اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہوسکتی اور وہ سب نگاہوں کو محیط ہو جاتا ہے اور وہی بڑا

باریک بین باخبر ہے''۔ (الانعام:۱۰۳)

اور بیشک پہاڑ اللہ کا کلام اُٹھا نہیں سکتا چہ جائیکہ اس کا نور برداشت کر سکے۔

''اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو (اے مخاطب) تو اس کو دیکھتا کہ خدا کے خوف سے دب جاتا اور پھٹ جاتا۔'' (الحشر:۲۱)

ارشاد ہوا کہ ''تم مجھ کو (دنیا میں) ہرگز نہیں دیکھ سکتے لیکن تم اس پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو۔ سو اگر اپنی جگہ پر برقرار رہا تو (خیر) تم بھی دیکھ سکو گے۔ پس ان کے رب نے جو اس پر تجلی فرمائی (تجلی نے) اس (پہاڑ) کے پرخچے اڑا دیئے اور موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر پڑے۔ پھر جب افاقہ میں ہوئے تو عرض کیا بے شک آپ کی ذات منزّہ پاک اور بلند ہے۔ میں آپ کی جناب میں معذرت کرتا ہوں اور سب سے پہلے میں اس پر یقین کرتا ہوں۔

ارشاد ہوا کہ ''اے موسیٰ (یہ بہت ہے کہ) میں نے پیغمبری اور اپنی ہم کلامی اور لوگوں پر تم کو امتیاز دیا ہے۔ تو (اب) جو کچھ تم کو میں نے عطا کیا ہے اس کو لو اور شکر کرو''۔ (الاعراف:۱۴۳۔۱۴۴)

موسیٰ علیہ السلام نے تختیاں لیں اور ان میں بنی اسرائیل کو جس نصیحت اور تفصیل کی ضرورت تھی موجود تھی۔ اللہ نے انہیں (موسیٰ علیہ السلام) کو حکم دیا کہ انہیں (تختیوں کو) مضبوطی سے پکڑیں اور اپنی قوم کو حکم دیں کہ وہ احسن طریقے سے انہیں پکڑے رکھے (پیروی کرے)۔ اور جب موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ستر آدمیوں کے پاس پہنچے اور انہیں اس انعام کی اطلاع دی جو ان پر اللہ نے کیا تھا تو بڑی جسارت و جرأت اور بیباکی سے کہنے لگے ''ہم جب تک اللہ کو سامنے نہ دیکھ لیں ایمان نہیں لائیں گے''۔

(البقرة:۵۵)

اللہ کو ان کی اس بری حرکت اور جرأت پر غصہ آیا، انہیں کڑک نے آلیا اور وہ دیکھ رہے تھے۔ انہیں پتہ چل گیا کہ وہ تو اس کڑک کو جو مخلوق ہے برداشت نہیں کر سکتے تو اللہ کے نور کا تحمل (برداشت) کیسے کر سکتے ہیں۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا ”اے میرے رب! اگر آپ کو یہ منظور ہوتا تو آپ اس کے قبل ہی ان کو اور مجھ کو ہلاک کر دیتے۔ کہیں آپ ہم میں سے چند بیوقوفوں کی حرکت پر سب کو ہلاک کر دیں گے؟“ (الاعراف: ۱۵۵)۔ اللہ نے ان کی دعا قبول کی اور انہیں ان کی موت کے بعد دوبارہ اُٹھایا تاکہ وہ شکر کریں۔

۴۱۔ بچھڑا

بنی اسرائیل مصر میں صدیوں سے مشرکوں کے ساتھ رہے تھے اور قبطی مصر میں بہت سی چیزوں کو پوجتے تھے اور بنی اسرائیل انہیں ایسا کرتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ شرک کی نفرت ان کے دل سے زائل ہوگئی اور اس شرک کی محبت ان میں آہستہ آہستہ سرایت کرنے لگی جیسے پرانے اور کمزور گھر میں پانی سرایت کرتا جاتا ہے۔ انہیں جب کوئی موقع ملتا وہ شرک کی طرف مائل ہوجاتے جیسے پانی نیچے کی جگہوں کی طرف مائل ہوتا ہے۔ ان کے دل پھر گئے۔ ذوق برباد ہوگیا۔ اگر وہ ہدایت کا راستہ دیکھتے تو اس کی راہ نہ لیتے اور اگر گمراہی کا راستہ دیکھتے تو اس کی راہ لیتے۔ انہوں نے دریا عبور کیا۔ ”پس ان لوگوں کا ایک قوم پر گزر ہوا جو اپنے چند بتوں سے لگے بیٹھے تھے۔ کہنے لگے اے موسیٰ ہمارے لیے بھی ایک (مجسم) معبود ایسا ہی مقرر کر دیجئے جیسے ان کے یہ معبود ہیں“۔ (الاعراف:۱۳۸)

موسیٰ کو سخت غصہ آیا اور کہا ”واقعی تم لوگوں میں بڑی جہالت ہے“۔

(الاعراف:۱۳۸)

حد ہوگئی یہ کتنا بڑا ظلم ہے۔ بیشک اللہ نے تم پر انعام کیا اور تمہیں فضیلت دی اور تمہیں وہ دیا جو جہانوں میں اور کسی کو نہ دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ”کیا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو تمہارا معبود تجویز کر دوں حالانکہ اس نے تم کو تمام جہان والوں پر فوقیت دی ہے“۔ (الاعراف:۱۴۰)

موسیٰ علیہ السلام طور کی طرف چل پڑے اور کچھ دن ان سے غائب رہے۔ وہ شیطان اور شرک کا شکار ہوگئے۔ ان میں ایک آدمی جسے سامری کہا جاتا تھا کھڑا ہوا ”پھر اس (سامری) نے ان لوگوں کے لیے ایک بچھڑا (بنا کر) ظاہر کیا کہ وہ ایک قالب تھا جس میں ایک (بے معنی) آواز تھی سو وہ احمق لوگ (ایک دوسرے سے) کہنے لگے تمہارا اور موسیٰ کا معبود تو یہ ہے موسیٰ تو بھول گئے“۔ (طٰہٰ:۸۸)

بنی اسرائیل اس بچھڑے پر فریفتہ ہو گئے اور اس پر بہروں اور اندھوں کی طرح گرنے لگے۔ ”کیا وہ لوگ اتنا بھی نہیں دیکھتے تھے کہ وہ نہ تو ان کی کسی بات کا جواب دے سکتا اور نہ ان کے کسی ضرر یا نفع پر قدرت رکھتا ہے“۔ (الاعراف:۸۹)

”کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ ان سے بات تک نہ کرتا تھا اور نہ ان کو کوئی راہ بتلاتا تھا“۔ اور ہارون نے انہیں اس سے روکا اور بہت کوشش کی اور کہا:

”اے میری قوم! تم اس (بچھڑے) کے سبب گمراہی میں پھنس گئے ہو اور تمہارا رب (حقیقی) رحمٰن ہے۔ سو تم میری راہ پر چلو اور میرا کہا مانو“۔ (طٰہٰ:۹۰)

”لیکن بنی اسرائیل پر سامری کا جادو چل چکا تھا اور بچھڑے کی محبت ان کے

دلوں میں گھر کر چکی تھی۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو جب تک موسیٰ ہمارے پاس واپس (ہوکر) آئیں اسی (کی عبادت) پر برابر جمے بیٹھے رہیں گے"۔ (طٰہٰ:۹۱)

۴۲۔ عذاب

اور جب اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو بتایا کہ سامری نے بنی اسرائیل کو گمراہ کر دیا۔ وہ اپنی قوم کی طرف غضبناک اور افسوس کی حالت میں لوٹے۔ اپنی قوم پر بھی ناراض ہوئے اور اپنے بھائی ہارون علیہ السلام پر بھی۔ اللہ کے لیے ناراض ہوئے" (موسیٰ علیہ السلام نے) کہا اے ہارون! جب تم نے (ان کو) کہ یہ (بالکل) گمراہ ہو گئے تو (اس وقت) تم کو میرے پاس چلے آنے سے کون سا امر مانع ہوا تھا۔ سو کیا تم نے میرے کہنے کے خلاف کیا"۔ (طٰہٰ:۹۱:۹۲)

ہارون علیہ السلام نے معذرت کی اور جواب دیا" مجھ کو یہ اندیشہ ہوا کہ تم کہنے لگو کہ تم نے بنی اسرائیل کے درمیان تفریق ڈال دی اور تم نے میری بات کا پاس نہ کیا"۔ (طٰہٰ:۹۴)

"ان لوگوں نے مجھ کو بے حقیقت سمجھا اور قریب تھا کہ مجھ کو قتل کر ڈالیں"۔

(الاعراف:۱۵۰)

"موسیٰ نے کہا کہ اے میرے رب میری خطا معاف فرما دے اور میرے بھائی کی بھی اور ہم دونوں کو اپنی رحمت میں داخل فرمائیے اور آپ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں"۔ (الاعراف:۱۵۱)

پھر موسیٰ سامری کی طرف متوجہ ہوئے" کہا اے سامری تیرا کیا معاملہ ہے"۔ (طٰہٰ:۹۵)

’’تو بس تیرے لیے اس (دنیوی) زندگی میں یہ سزا ہے کہ تو یہ کہتا پھرا کرے گا کہ کوئی مجھ کو ہاتھ نہ لگانا‘‘۔ (طٰہٰ:۹۷)

موسیٰ علیہ السلام نے اسے تنہائی کی سزا دی۔ اکیلا چلتا اور وحشی حیوان کی طرح زندگی گزارتا۔ نہ وہ کسی سے محبت کرتا اور نہ اس سے کوئی محبت کرتا اور اس سے بڑی سزا کیا ہو سکتی ہے؟ بیشک جس نے ہزاروں آدمیوں کو شرک سے پلید کیا ہے ضروری ہے کہ لوگ اسے بُرا سمجھیں اور اسے پھینک دیں۔ وہ جس نے اللہ اور اس کے بندوں کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا واجب تھا کہ اس کے اور بندوں کے درمیان تفریق (جدائی) کر دی جائے بیشک وہ جس نے اللہ کی زمین میں شرک کی دعوت دی وہ گنہگار ہے اور لازم ہے کہ پوری زمین اس کے لیے قید خانہ ہو۔ پھر موسیٰ علیہ السلام ملعون بچھڑے کی طرف متوجہ ہوئے اس کے جلا دینے کا حکم دیا۔ اسے جلا دیا گیا پھر دریا میں ڈال دیا گیا۔ بنی اسرائیل نے معبود بچھڑے کا ٹھکانا اور اس کی کمزوری اور ضعف دیکھ لیا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ’’اے میری قوم! بیشک تم نے اپنا بڑا نقصان کیا اپنی اس بچھڑا پرستی کی تجویز سے سو تم اب اپنے خالق کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ پھر بعض آدمی بعض آدمیوں کو قتل کرو۔ یہ (عمل درآمد) تمہارے لیے بہتر ہو گا تمہارے خالق کے نزدیک‘‘۔ (البقرۃ:۵۴)

اور انہوں نے ایسے ہی کیا جن لوگوں نے بچھڑے کی عبادت نہ کی تھی انہوں نے ان لوگوں کو قتل کیا جنہوں نے اس کی عبادت کی تھی اور اس طرح اللہ نے ان کی توبہ قبول کی اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ’’جن لوگوں نے گوسالہ پرستی (بچھڑے کو معبود بنایا) کی ان پر بہت جلد ان کے رب کی طرف سے غضب اور ذلت اس دنیوی زندگی

ہی میں پڑے گی اور ہم افتراء پردازوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں''۔

(الاعراف:۱۵۲)

اور اسی طرح قیامت تک بچھڑے کے پجاریوں کا حشر ہوگا اور اسی طرح قیامت تک سب مشرکوں کا۔

۴۳۔ بنی اسرائیل کی بزدلی

مصر میں بنی اسرائیل کی نشوونما غلامی ذلّت اور رسوائی میں ہوئی۔اس پر بچے جوان اور جوان بوڑھے اور ان کی رگوں میں خون ٹھنڈا ہوگیا اور وہ سرداری کے بارے میں خواب بھی نہ دیکھتے تھے اور نہ وہ لڑائی اور جہاد کی بات کرتے تھے۔ بنی اسرائیل اپنے دن پردیس میں گذار رہے تھے۔ان کا کوئی وطن تھا نہ حکومت، موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی وحی کے تحت پاک سرزمین میں داخل ہونے اور وہاں آزاد بادشاہوں کی طرح رہنے کا ارادہ کیا۔لیکن موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی کمزوری اور بزدلی کی حالت سے بخوبی واقف تھے۔انہوں نے انہیں شوق دلانا چاہا تاکہ ان پر وہ کام آسان ہو اس لیے کہ پاک زمین (شام) پر سخت لڑائی والی زبردست قوم نے قبضہ کر رکھا تھا اور بنی اسرائیل ارضِ مقدسہ میں ان زبردستوں کو نکالے بغیر داخل نہیں ہوسکتے تھے۔پس موسیٰ علیہ السلام نے ان پر اللہ کی نعمتوں کا ذکر کیا اور اس کا جو اللہ نے انہیں جہان والوں پر فوقیت دی ہے تاکہ وہ پورے نشاط اور خوشی سے اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور اس ذلیل اور نامناسب زندگی کو اہمیت نہ دیں اور وہ وقت بھی ذکر کے قابل ہے''جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ کے انعام کو جو تم پر ہوا ہے یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں بہت سے پیغمبر بنائے اور تم کو صاحب ملک بنایا اور

تم کو وہ چیزیں دیں جو دنیا جہاں والوں میں سے کسی کو نہیں دیں"۔ (المائدہ:۲۰)

پھر ان سے کہا کہ ارضِ مقدسہ (شام) تمہارے سامنے ہے پس تمہارے لیے اس کے بغیر کوئی صورت نہیں کہ کھڑے ہو جاؤ اور اسے اپنے دشمنوں سے چھین لو۔ اور جب اللہ کسی کے لیے کوئی چیز لکھتا ہے اور اس کے لیے اسے مقدر کر دیتا ہے پس اس کا لینا اس کے لیے آسان کر دیتا ہے پس اللہ کے ارادے کو ٹالنے والا کوئی نہیں۔

"اے میری قوم! اس متبرک ملک میں داخل ہو کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے حصہ میں لکھ دیا ہے۔" (المائدہ:۲۱)

اور انہیں اندیشہ ہوا کہ کہیں ان کی بزدلی کی حالت ان پر غالب نہ آ جائے۔ فرمایا "اور پیچھے مت واپس چلو کہ پھر بالکل خسارے میں پڑ جاؤ گے"۔

(المائدہ:۲۱)

اور وہی بات ہوئی جس سے موسیٰ علیہ السلام ڈرتے تھے، جو کچھ موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا اس پر ان کا جواب یہ تھا "اے موسیٰ! وہاں تو بڑے بڑے زبردست آدمی ہیں اور ہم تو وہاں ہرگز قدم نہ رکھیں گے جب تک کہ وہاں سے نکل نہ جائیں"۔ (المائدہ:۲۲)

اور انہوں نے وقار اور سکون سے کہا "ہاں اگر وہ وہاں سے کہیں اور چلے جائیں تو ہم بے شک جانے کو تیار ہیں، ان دو شخصوں نے جو کہ ڈرنے والوں میں سے تھے جن پر اللہ نے فضل کیا تھا کہ تم ان پر دروازہ تک چلو سو جس وقت تم دروازہ پر قدم رکھو گے اسی وقت غالب آ جاؤ گے اور اللہ پر نظر رکھو اگر تم ایمان رکھتے ہو"۔

(المائدہ:۲۲۔۲۳)

لیکن اس پر ان کا کوئی اثر نہ ہوا اور کہنے لگے اگر داخل ہوئے بغیر کوئی چارہ

نہیں تو پھر تو معجزانہ طور پر داخل ہو جاؤ اور جب ہم سنیں گے کہ تم داخل ہو گئے ہو ہم آئیں گے اور ہم بھی صحیح و سالم داخل ہو جائیں گے، "کہنے لگے اے موسیٰ! ہم تو ہرگز کبھی بھی وہاں قدم نہ رکھیں گے جب تک وہ لوگ وہاں موجود ہیں، تو آپ اور آپ کے اللہ میاں چلے جایئے اور دونوں لڑ بھڑ لیجئے ہم تو یہاں سے سرکتے نہیں"۔

(المائدہ:۲۴)

اس مقام پر موسیٰ علیہ السلام کو غصہ آیا اور ان لوگوں سے مایوس ہو گئے" موسیٰ دعا کرنے لگے کہ میرے پروردگار میں اپنی جان اور اپنے بھائی پر اختیار رکھتا ہوں، سو آپ ہم دونوں کے اور اس بے حکم قوم کے درمیان فیصلہ فرما دیجئے، ارشاد ہوا تو یہ ملک ان کے ہاتھ چالیس برس تک نہ لگے گا یونہی زمین میں سر مارتے پھریں گے۔ سو آپ اس بے حکم قوم پر غم نہ کیجئے"۔ (المائدہ:۲۴۔۲۵)

اور اس مدت میں یہ طبقہ جس نے مصر میں ذلت اور غلامی میں پرورش پائی ہے مر جائے گا اور دوسری نسل اس صحرا سے سختی اور تنگی میں اُٹھے گی اور وہی مستقبل کی قوم ہو گی اور ہر زمانہ میں یہ ٹھکانا تھا یہود کا سر مارنے والی قوم جو غلامی اور ذلّت پر جیتی رہی۔

۴۴۔ علم کے راستہ میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: " موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں خطبہ دے رہے تھے۔ ان سے سوال کیا گیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ عالم کون ہے؟ انہوں نے کہا" میں سب سے زیادہ عالم ہوں"۔ جب انہوں نے علم کی نسبت اللہ کی طرف نہیں کی تو اللہ نے عتاب فرمایا، اللہ نے اس کی طرف وحی

کی کہ میرے بندوں میں سے ایک بندہ جو دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ ہے وہ تم سے زیادہ علم والا ہے۔ انہوں نے عرض کیا اے میرے رب ان تک کیسے رسائی ہو سکتی ہے؟ ان سے کہا گیا کہ ایک مچھلی اپنے زنبیل میں ڈال دیں، پھر جہاں وہ آپ سے گم ہو جائے وہ وہاں ہے۔ پس وہ چل پڑے اور ان کے ساتھ ایک خادم یوشع بن نون بھی چل پڑے۔ دونوں نے زنبیل میں مچھلی اُٹھالی یہاں تک کہ وہ ایک چٹان تک پہنچے وہاں انہوں نے سر رکھا اور سو گئے۔ زنبیل سے مچھلی نکلی اور اس نے سمندر میں اپنی راہ لی۔ موسیٰ علیہ السلام اور خادم کے لیے یہ بات باعثِ تعجب ہوئی۔ وہ دونوں بقیہ رات (اور اس کے بعد دن) میں چلتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا کہ ناشتہ لاؤ۔ ہم اس سفر سے بہت تھکے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف اسی وقت محسوس ہوئی جب وہ اس جگہ کو کراس کر گئے تھے۔ ان سے ان کے خادم نے کہا کیا آپ نے دیکھا جب ہم چٹان پر ٹھہرے تھے تو میں وہاں مچھلی بھول گیا، موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہم تو اسی موقع کی تلاش میں تھے۔ سو دونوں اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے اُلٹے لوٹے۔

پس جب پتھر کے پاس پہنچے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی کپڑوں میں لپٹا ہوا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے انہیں سلام کیا، خضر نے کہا اور آپ کی زمین پر سلام کیسے ہو؟

انہوں نے کہا میں موسیٰ ہوں۔ انہوں نے پوچھا موسیٰ بنی اسرائیل؟ انہوں نے کہا "ہاں"۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں۔ اس شرط سے کہ جو علم مفید آپ کو (اللہ کی طرف سے) سکھلایا گیا ہے اس میں سے آپ مجھ کو بھی سکھلا دیں؟ خضر علیہ السلام نے جواب دیا "آپ سے میرے ساتھ رہ کر صبر نہ ہو سکے گا

"۔ ''اے موسیٰ! مجھے اللہ کے علم میں سے علم دیا گیا ہے جو اس نے مجھے سکھایا ہے وہ آپ نہیں جانتے اور جو علم آپ کو اللہ نے سکھایا ہے وہ میں نہیں جانتا''۔

''موسیٰ نے کہا ان شاء اللہ آپ مجھ کو صابر (ضابط) پائیں گے اور میں کسی بات میں آپ کے خلافِ حکم نہ کروں گا''۔ (الکہف:۶۹)

دونوں دریا کے ساحل پہ چل پڑے۔ ان کے لیے وہاں کوئی کشتی نہ تھی۔ ان سے بات کی کہ ان دونوں کو بھی سوار کر لیں۔ خضر علیہ السلام پہچان لیے گئے پس انہوں (کشتی والوں) نے ان دونوں کو بغیر اُجرت کے سوار کر لیا اتنے میں ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے بیٹھ گئی اس نے سمندر سے ایک یا دو چونچیں ماریں، خضر علیہ السلام نے کہا ''اے موسیٰ! میرا اور آپ کا علم اللہ کے مقابلے میں اتنا کم ہے جتنا اس چڑیا نے چونچ میں سمندر سے پانی لے لیا۔ خضر نے تختیوں میں سے ایک تختی کا ارادہ کیا اور اسے کھینچ لیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ''ایسے لوگ جنہوں نے ہمیں بغیر کسی اجرت کے سوار کیا آپ نے ان کی کشتی کا قصد کیا اور اُسے توڑ دیا تاکہ کشتی والوں کو غرق کر دیں۔ خضر علیہ السلام نے کہا ''کیا میں نے کہا نہیں تھا کہ آپ سے میرے ساتھ صبر نہ ہو سکے گا۔'' موسیٰ علیہ السلام نے کہا ''کہ (مجھ کو یاد نہ رہا تھا سو) آپ میری بھول چوک پر گرفت نہ کیجئے اور میرے اس معاملہ میں مجھ پر زیادہ تنگی نہ ڈالیے''۔ (الکہف:۷۳)

پہلی بات موسیٰ علیہ السلام سے بھول سے ہوگئی۔ پھر دونوں چل پڑے پس کیا دیکھتے ہیں کہ ایک لڑکا لڑکوں سے کھیل رہا ہے۔ خضر علیہ السلام نے اس کے سر کے اوپر والے حصہ سے پکڑا اور اپنے ہاتھ سے اس کا سر کاٹ دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ''آپ نے ایک بے گناہ بچے کو مار ڈالا''۔ خضر علیہ السلام نے کہا ''کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا

کہ آپ سے میرے ساتھ صبر نہیں ہو سکے گا''۔ پھر دونوں (آگے) چل پڑے یہاں تک کہ جب ایک گاؤں والوں پر گذر ہوا تو وہاں والوں سے کھانے کو مانگا (کہ ہم مہمان ہیں) سوانہوں نے ان کی مہمانی کرنے سے انکار کر دیا۔ اتنے میں ان کو وہاں ایک دیوار ملی جو گرا ہی چاہتی تھی تو ان بزرگ نے رُک کر اس کو (ہاتھ کے اشارے سے) سیدھا کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا'' کہ اگر آپ چاہتے تو اس (کام) پر کچھ اجرت ہی لیتے''۔ خضر نے کہا کہ یہ وقت ہماری اور آپ کی علیحدگی کا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' اللہ موسیٰ پر رحم کرے ہماری چاہت تھی کہ اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ ان دونوں کے کام کا ہمیں پتہ چل جاتا''۔

۴۵۔ تاویل (تفسیر)

پھر خضر نے موسیٰ علیہ السلام کو خبر دی کہا کہ'' وہ جو کشتی تھی سو چند آدمیوں کی تھی جو (اس کے ذریعہ سے) دریا میں محنت مزدوری کرتے تھے۔ سو میں نے چاہا کہ اس میں عیب ڈال دوں اور (وجہ اس کی یہ تھی کہ) ان لوگوں سے آگے کی طرف ایک (ظالم) بادشاہ تھا جو ہر (اچھی) کشتی کو زبردستی پکڑ رہا تھا اور جہاں تک لڑکے کا تعلق ہے سو اس کے ماں باپ ایماندار تھے سو ہم کو اندیشہ ہوا کہ یہ ان دونوں پر سرکشی اور کفر کا اثر ڈال دے پس ہم کو یہ منظور ہوا کہ بجائے اس کے ان کا رب ان کو ایسی اولاد دے جو پاکیزگی (یعنی دین) میں اس سے بہتر ہو اور ماں باپ سے محبت کرنے میں اس سے بڑھ کر ہو، رہی دیوار سو وہ دو یتیم لڑکوں کی تھی جو اس شہر میں رہتے ہیں اور اس دیوار کے نیچے ان کا کچھ مال مدفون تھا (جو ان کے باپ سے میراث سے پہنچا ہے) اور ان کا باپ (جو مر گیا ہے وہ) ایک نیک آدمی تھا سو آپ کے رب نے اپنی مہربانی سے چاہا

کہ وہ دونوں اپنی جوانی (کی عمر) کو پہنچ جائیں اور اپنا دفینہ نکال لیں اور (یہ سارے کام میں نے بہ الہام الٰہی کیے ہیں ان میں سے) کوئی کام میں نے اپنی رائے سے نہیں کیا۔ لیجئے یہ ہے حقیقت ان باتوں کی جن پر آپ سے صبر نہ ہوسکا''۔

(الکہف:۷۸۔۸۲)

یہاں موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ کوئی آدمی اللہ کے علم کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ اللہ کا کچھ علم کسی کے پاس ہے اور کچھ کسی کے پاس اور ایک علم والے سے بڑھ کر علم والا ہے۔

۴۶۔ بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام کے بعد

موسیٰ علیہ السلام انتقال کر گئے اور بنی اسرائیل زمین میں اللہ کے عذاب اور اپنے اعمال کی وجہ سے مارے مارے پھرتے تھے اور اللہ نے ان پر ذلت اور بیچارگی ماردی اور وہ اللہ کا غصہ لے کر لوٹے۔ انہوں نے اس ذات کو ناراض کیا جس نے ان میں نبی بنائے اور انہیں بادشاہ بنایا اور انہیں جہان میں وہ کچھ دیا جو ان کے زمانے میں کسی اور کو نہ دیا تھا۔ اس نے انہیں فرعون سے نجات دی جو انہیں برا عذاب چکھاتا تھا۔ ان کے بیٹوں کو ذبح کر دیتا اور عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتا تھا۔ ''وہ ذات جس نے ان کے لئے دریا کو پھاڑا پھر انہیں نجات دی اور فرعون کو غرق کیا اور وہ دیکھ رہے تھے۔ وہ ذات جس نے ان کے لئے بادل کو سائبان بنایا اور ان پر من وسلویٰ اتارا''۔

انہوں نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کو ناراض کیا جو سب مخلوق میں ان پر زیادہ شفیق اور ان کے ماں باپ سے زیادہ ان پر شفقت کرنے والے تھے۔ وہ انہیں ایسی محبت دیتے تھے جو دودھ چھڑانے والی دودھ چھوڑنے والے بچے کو دیتی ہے یا ایک

محبت بھری ماں جو یتیم بچے سے پیار کرتی ہے۔ یہ وہ شخصیت تھی جسے انہوں نے بُرا بھلا کہا تو اس نے انہیں دعائیں دیں اور جب اس پر (ازراہ مذاق) ہنسے تو وہ رو یا کیا اور جب کبھی اس پر انہوں نے ظلم و جفا کی اس نے ان سے ہمدردی کی۔ وہ شخصیت جس نے انہیں فرعون کی قید سے نکالا اور انہیں مصر کے قید خانہ سے نکال کر آزادی اور عظمت کی خشکی پر لا کھڑا کیا اور بدبخت غلاموں کی زندگی سے نکال کر آزاد شریف مردوں کی زندگی پر لے آیا۔ انہوں نے اُسے ناراض کیا، اذیت دی، اس سے ضد کی، اس کا مذاق اڑایا اور اسے اپنے میں کمترین بنایا حالانکہ وہ اللہ کے ہاں وجیہ اور پُروقار تھے۔ کیا وہ اس رسوائی، ذلت بے چارگی مارے مارے پھرنے کے عذاب کے مستحق نہ تھے تاکہ کبھی کامیاب نہ ہوں؟ بلاشبہ! وہ اس سب کے مستحق تھے اور اپنے اعمال کے سبب اس سے بھی زیادہ کے مستحق تھے۔

''اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے''۔ (البقرہ)

قصص الانبیاء علیہم السلام

حصہ چہارم

ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن
ایم اے، ایم او ایل، پی ایچ ڈی
ایم اے عربی، اردو، فارسی، اسلامیات

مسجد الفرقان، ملیر کینٹ بازار کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُقدّمہ

مولانا سید ابوالحسن علی الندوی

تمام تعریف اللہ کے لئے اور سلام اس کے ان بندوں پر جنہیں اس نے چنا ہے۔اس کے بعد ان سطور کے لکھنے والا اللہ کا شکرادا کرتا ہے کہ اس نے تیس سال کی طویل مدت کے بعد اسے بچوں کے لئے نبیوں کے قصوں کی طرف متوجہ کیا۔اس سلسلہ کا آغاز ۱۳۶۳ھ/ ۱۹۴۴ء میں ہوا تھا اور اس کے تیسرے حصہ جو کہ سیدنا موسیٰ علیہ وعلی نبیّنا الصلوٰۃ والسلام پر مشتمل ہے وہ ۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۶ء کو مکمل ہوا۔اس کے بعد مؤلف، دیگر تصنیفی وتالیفی کاموں میں مشغول ہوگیا اور اسے طویل اور مسلسل سفر کرنے پڑے جنہوں نے اسے اس سلسلہ کی تکمیل سے ہٹائے رکھا جسے اللہ نے برصغیر ہند اور عرب ملکوں کے تعلیمی حلقوں، قومی اور سرکاری سکولوں میں بڑی قبولیت عطاء فرمائی تھی۔اس کے بیروت اور قاہرہ سے کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔

تعلیم وتربیت سے متعلقہ اصحاب اور اہل فکر نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بعد باقی رہ جانے والے نبیوں کے ان قصوں کی تکمیل کے لئے اصرار کیا اور اس سلسلہ کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قصہ پر مکمل کرنے پر زور دیا وہی اس سلسلہ کی خوشبو اور مقصود و مطلوب ہے۔

انہی اصحاب علم اور اہل فکر نے مؤلف کے دوسرے کاموں کی نسبت اس کام کو سب سے بہتر اور لائق سمجھا تھا۔مؤلف بعض اوقات یہ سمجھتا تھا کہ وقت گزرنے

کے باعث یہ کام اب اس کے لئے آسان نہیں رہا اور اس کے لئے بچوں کی سطح، ان کے اسلوب اور اس زبان پر جیسے وہ سمجھ سکیں اترنا مشکل ہے لیکن اللہ نے اس کے لئے یہ مشکل آسان کردی اور اس نے ۱۳۹۵ھ میں چوتھا حصہ پیش کردیا جو قارئین کے ہاتھ میں ہے۔ پھر اللہ نے اسے پانچواں حصہ پیش کرنے کی توفیق عطاء فرمائی جو سیرت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد ان شاء اللہ عنقریب وہ جزو آئے گا اس اللہ کا شکر ہے جس کی عزت وجلال سے ہی نیکیاں پایہ تکمیل کو پہنچتی ہیں اور درود وسلام ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو اس کی مخلوق میں سب سے بہتر ہیں۔

ابوالحسن علی الندوی

دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو

۱۶ شوال ۱۳۹۶ھ

انتباہ:

قارئین حضرات اس کتاب کو پڑھتے ہوئے درج ذیل اشاروں کا خیال رکھیں:

شد والے حروفوں میں زبر شد کے اوپر ہوگی جیسے ''قِصَّہ'' کے کلمہ میں آپ صاد کے اوپر اسے دیکھ رہے ہیں اور زیر شد کے نیچے ہوگی جیسے آپ '' سیِّد '' کے کلمہ میں دیکھ رہے ہیں اور پیش شد کے اوپر ہوگی جیسے ''کُلُّ'' کے کلمہ میں لام کے حرف میں دیکھتے ہیں۔ پورے جملے میں دیکھیے:

هُوَ كُلُّ مَا حَكَاهُ اللهُ فِي الْقُرْاٰنِ

(وہ وہی ہے جو اللہ نے قرآن میں بیان کیا ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیدنا شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قِصّہ

گذشتہ قِصّوں پر ایک نظر

آپ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا یوسف علیہ السلام کا قِصّہ پڑھا اور آپ نے سیدنا نوح علیہ السلام، ہود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام کا قِصّہ پڑھا، سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا قصہ آپ نے کسی قدر تفصیل اور تطویل (طوالت) سے پڑھا اور یہ سب کچھ آپ نے بڑے ذوق وشوق اور دلچسپی اور عظمت سے پڑھا آپ کے دلوں میں ان پیارے اور متاثر کرنے والے قِصّوں نے جگہ لے لی اور آپ کے حافظہ نے انہیں یاد رکھا، اور آپ کی زبانوں پر ان کا عام تذکرہ ہونے لگا اور لوگوں نے آپ کو اپنے چھوٹے بھائیوں سے یہ قصے بیان کرتے ہوئے دیکھا۔ اور یہ بھی دیکھا کہ آپ اپنے ماں باپ سے اور بڑے بھائیوں کے سامنے ان کا بار بار تذکرہ کرتے ہیں اور اس تذکرہ میں آپ کو لطف آتا ہے اور آپ مزے لے لے کر بیان کرتے ہیں۔

۲۔ حق و باطل کے درمیان کشمکش کا قِصّہ

اور کوئی تعجب کی بات نہیں کہ یہ مؤثر اور دلچسپ قصّے ہیں اور یہ حق و باطل، علم اور جہالت، نور اور ظلمت، انسانیت اور حیوانیت اور یقین اور گمان اور اندازہ کے درمیان کشمکش کے قصے ہیں۔ پھر یہ باطل پر حق اور علم کی جہالت پر، اور کمزور کے طاقتور پر اور تھوڑے لوگوں کے زیادہ لوگوں پر غلبہ کے قصے ہیں۔ یہ ایسے قصے ہیں جن میں علم و حکمت اور موعظت و نصیحت ہے۔ اور اللہ بزرگ و برتر نے سچ فرمایا۔

''ان (انبیاء اور سابقہ امتوں) کے قصہ میں سمجھ دار لوگوں کے لئے (بڑی) عبرت ہے۔ یہ قرآن (جس میں یہ قصے ہیں) کوئی تراشی ہوئی بات تو ہے نہیں (کہ جس میں عبرت نہ ہوتی) بلکہ اس سے پہلے جو (آسمانی) کتابیں ہو چکی ہیں یہ ان کی تصدیق کرنے والا ہے اور ہر (ضروری) بات کی تفصیل کرنے والا ہے اور ایمان والوں کے لئے ذریعہ ہدایت و رحمت ہے''۔ (سورہ یوسف:۱۱۱)

۳۔ اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب علیہ السلام

اور نبیوں کے قصوں میں سے جو ہم نے آپ کو بتائے ہیں وہ سب کے سب جو قرآن میں ہیں بیان نہیں کیے بلکہ قرآن میں ان کے علاوہ اور بھی قصے ہیں۔ ان میں اللہ کے نبی شعیب علیہ السلام کا قصہ ہے جنہیں اللہ نے مدین اور اصحاب الایکہ کی طرف بھیجا اور وہ کاروباری لوگ تھے۔ اور وہ ساحل بحر احمر پر یمن اور شام کے درمیان بڑی تجارتی شاہراہ پر تھے۔ وہ اللہ سے غیروں کو شریک ٹھہراتے جیسا کہ ہر زمانے میں نبیوں کی امتوں نے کیا بلکہ انہوں نے مزید اس پر یہ کیا کہ ترازو اور وزن کم تولتے اور وزن میں ڈنڈی مارتے اور قافلوں کے سامنے آجاتے۔ انہیں دھمکیاں دیتے اور ڈراتے اور زمین میں ان امیروں اور طاقتوروں کی طرح فساد پھیلاتے جو

حساب کتاب سے نہیں ڈرتے اور نہ انہیں عذاب کا خوف ہوتا ہے۔ اللہ نے ان کی طرف اپنے رسول شعیب علیہ السلام کو بھیجا۔ وہ انہیں دعوت دیتے اور انہیں انجام سے ڈراتے تھے اور ان سے یہ کہتے تھے ''اے میری قوم! تم (صرف) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود (بننے کے قابل) نہیں اور تم ناپ اور تول میں کمی مت کیا کرو (کیونکہ) میں تمہیں فراغت کی حالت میں دیکھتا ہوں اور مجھ کو تم پر اندیشہ ہے ایسے دن کے عذاب کا جو انواع مصائب کا جامع ہوگا اور اے میری قوم! تم ناپ اور تول پوری پوری کیا کرو اور لوگوں کا ان چیزوں میں نقصان مت کیا کرو (اور شرک اور نقصِ حقوق کر کے) زمین میں فساد کرتے ہوئے حد (توحید و عدل) سے مت نکلو''۔ (سورہ ہود: ۸۴۔۸۵)

۴۔ شعیب علیہ السلام کی دعوت

ان سے مفصل بات کرتے اور ان میں مال کی محبت اور زیادتی کی جو پھانس تھی اسے حل کرتے اور فرماتے ''لوگوں کا مال ظلم اور خیانت سے لینے سے بہتر وہ نفع ہے جو تمہیں صحیح ترازو اور تول سے حاصل ہوگا اور جب تم اپنی اور ان لوگوں کی زندگی پر غور کرو گے جنہوں نے مال جمع کیا تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ جو انہوں نے کمایا ہے وہ ڈنڈی مار کر، اور کم تول کر اور خیانت سے کمایا ہے اور اس کا انجام بھی نقصان ہے یا بگاڑ اور مصیبت ہے۔ یا چرالیا جائے گا یا لوٹ لیا جائے گا یا وہاں خرچ کیا جائے گا جہاں اللہ راضی نہ ہو یا اس مال پر ایسا شخص مسلط کر دیا جائے گا جو اس سے کھیلے گا اور اسے ضائع کر دے گا۔ اور وہ تھوڑا مال جو نفع دے اس سے کہیں بہتر ہے جو نفع نہ دے، آپ فرما دیجئے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں اگرچہ ناپاک کی کثرت آپ کو

تعجب میں ڈال دے''۔

اور میری نصیحت تمہارے لئے خالص اور مخلصانہ ہے اور تنہا اللہ ہی تمہارا نگران ہے''۔

اور وہ ان سے نرمی، حکمت علم اور بصیرت سے کہتے:

''اللہ کا دیا جو کچھ مال (حلال مال) بچ جائے وہ تمہارے لئے (اس حرام کی کمائی سے) بدرجہا بہتر ہے اگر تم کو یقین آوے (تو مان لو) اور میں تمہارا پہرہ دینے والا تو ہوں نہیں''۔ (ہود:۸۶)

۵۔ نہایت مہربان والد اور حکمت والے معلم

اور طرح طرح سے ان سے بات کرتے اور مختلف انداز سے انہیں مہربان والد اور حکمت والے معلم کی طرح نصیحت کرتے اور کہتے:

''اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں، تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح دلیل آ چکی ہے تو تم ناپ اور تول پوری کیا کرو اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو اور روئے زمین میں بعد اس کے کہ اس کی درستی کردی گئی فساد مت پھیلاؤ یہ تمہارے لئے ہے اگر تم تصدیق کرو، اور تم سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو اور اللہ کی راہ سے روکو اور اس میں کجی کی تلاش میں لگے رہو اور اس حالت کو یاد کرو جبکہ تم کم تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو زیادہ کر دیا اور دیکھو کہ کیسا انجام ہوا فساد کرنے والوں کا''۔ (الاعراف:۸۵۔۸۶)

۶۔ ان کی قوم کا جواب

اس دعوت کی تفسیر میں ان کے ذہین لوگوں نے باریک بینی سے کام لیا اور انہوں نے بڑے متکبرانہ انداز میں کہا جیسے انہوں نے کوئی راز ڈھونڈ لیا ہو یا کوئی عقدہ حل کیا ہو۔

''وہ لوگ (یہ تمام نصائح سن کر) کہنے لگے اے شعیب! کیا تمہارا (مصنوعی اور وہمی) تقدس تم کو (ایسی ایسی باتوں کی) تعلیم کررہا ہے کہ ہم ان چیزوں کو چھوڑ دیں کہ ہم اپنے مال میں جو چاہیں تصرف کریں، واقعی آپ ہیں بڑے عقلمند دین پر چلنے والے''۔ (ھود:۸۷)

۷۔ شعیب علیہ السلام اپنی دعوت کی تشریح کرتے ہیں

شعیب علیہ السلام نے ان سے مہربانی کا سلوک کیا۔ ان پر سختی کی اور نہ غصّہ ہوئے۔ اور انہیں سمجھایا کہ اس دعوت اور نصیحت پر وہ جو اُن میں بُرے اخلاق تھے اور ظالمانہ روش تھی اس پر ایک طویل خاموشی کے بعد اور ان سے کسی قسم کا تعرض نہ کرنے کے بعد اس لئے آئے ہیں کہ انہیں اللہ نے اخیر میں نبوت اور وحی سے نوازا اور ان کا سینہ اس لئے کھول دیا اور اپنے ہاں سے انہیں روشنی عطاء فرمائی اور انہیں کسی قسم کا حسد نہیں آتا اس لئے کہ اللہ نے انہیں غنی بنایا ہے اور حلال رزق عطا کیا ہے اور وہ اس وجہ سے خوش نصیب ہیں مطمئن اور فارغ البال ہیں۔ اور زبان اور دل سے اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں۔ پھر یہ بات بھی نہیں ایسے کام سے روک رہے ہیں جو خود کرتے ہوں اور ایسی چیز سے منع کرتے ہیں اور خود اس سے منع نہ ہوتے ہوں اور وہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں اور نہ ان لوگوں میں سے ہیں جو کہتے تو ہوں مگر عمل نہ کرتے ہوں۔ وہ تو

صرف ان کی اصلاح اور سعادتمندی چاہتے ہیں جو ان کے سروں پر منڈلا رہا ہے۔
بے شک تمام فضل اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتا ہے اور اسی پر (شعیب علیہ السلام) کا اعتماد ہے۔

''شعیب نے فرمایا کہ اے میری قوم! بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر (قائم) ہوں اور اس نے مجھ کو اپنی طرف سے ایک عمدہ دولت (نبوت) دی ہو تو پھر کیسے تبلیغ نہ کروں اور میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ تمہارے برخلاف ان کاموں کو کروں جن سے تم کو منع کرتا ہوں۔ میں تو اصلاح چاہتا ہوں جہاں تک میرے امکان میں ہے اور مجھ کو جو کچھ (عمل و اصلاح کی) توفیق ہو جاتی ہے صرف اللہ ہی کی مدد سے ہے۔ اس پر میں بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف (تمام امور میں) میں رجوع کرتا ہوں''۔ (ہود:۸۸)

۸۔ ہمیں تمہاری اکثر باتوں کی سمجھ نہیں آتی

شعیب علیہ السلام نے جو چاہا قوم نے تجاہل کیا۔ جیسے وہ ان سے کسی غیر زبان میں بات کر رہے ہوں۔ حالانکہ وہ اسی شہر کے رہنے والے اور قوم کے بھائی تھے یا پھر ان کی بات صاف تھی اور نہ واضح حالانکہ وہ کلام کے لحاظ سے ان میں سب سے زیادہ فصیح و بلیغ تھے اور لوگ اسی طرح کہتے ہیں جب ان پر نصیحت گراں گزرے اور کام دشوار اور سخت ہو۔

۹۔ شعیب علیہ السلام کا قوم سے تعجب

اور قوم کے لوگوں نے ان کے اکیلے ہونے اور کمزور ہونے کا تجزیہ کر لیا اور اگر وہ (شعیب علیہ السلام) ان کے رشتہ دار اور قبیلے سے نہ ہوتے تو انہیں سنگسار کر دیتے اور ان سے چھٹکارا حاصل کر لیتے۔ شعیب علیہ السلام کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی اور انہیں

تعجب ہوا کہ کہاں ان کا وہ قبیلہ جو بیماریوں، ہلاکت، کمزوری اور عاجزی کا نشانہ ہے اور وہ اللہ جو غالب، قدرت والا، طاقتور اور زبردست ہے۔

''انہوں نے کہا کہ اے شعیب! بہت سی باتیں تمہاری کہی ہوئی ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور ہم تم کو اپنے (مجمع) میں کمزور دیکھ رہے ہیں اور اگر تمہارے خاندان کا (کہ ہمارے ہم مذہب ہیں ہم کو) پاس نہ ہوتا تو ہم تم کو (کبھی کا) سنگسار کر چکے ہوتے اور ہماری نظر میں تو تمہاری تو کچھ توقیر ہی نہیں۔ شعیب نے جواب میں فرمایا کہ اے میری قوم! کیا میرا خاندان تمہارے نزدیک (نعوذ باللہ) اللہ سے بھی زیادہ باتوقیر ہے اور اس کو (اللہ کو) تم نے پس پشت ڈال دیا۔ یقیناً میرا رب تمہارے سب اعمال کو اپنے علم میں احاطہ کئے ہوئے ہے''۔ (ہود: ۹۲)

۱۰۔ آخری تیر

اور جب ان کی دلیل ختم ہوگئی تو انہوں نے آخری تیر چھوڑا جسے ہر امت کے متکبروں نے اپنے نبی اور اس کے پیروؤں کے لئے چھوڑا۔

''ان کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا کہ اے شعیب! ہم آپ کو اور جو آپ کے ہمراہ ایمان والے ہیں ان کو اپنی بستی سے نکال دیں گے یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب میں پھر جاؤ''۔ (الاعراف: ۸۸)

۱۱۔ دلیلِ قاطع

پس ان کا جواب ایسے شخص کا جواب تھا جسے اپنے دین پر فخر ہوا اور وہ اپنے ضمیر اور عقیدے میں غیور ہوں۔

''شعیب نے جواب دیا کہ کیا ہم تمہارے مذہب میں آجاویں گے گو ہم اس

کو (بدلیل وبصیرت) مکروہ سمجھتے ہیں۔ہم تو اللہ پر بڑی قیمت لگانے والے ہوجاویں (اگر خدا نہ کرے) ہم تمہارے مذہب میں آجاویں (خصوصاً) بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس سے نجات دی ہو اور ہم سے ممکن نہیں کہ تمہارے مذہب میں پھر آجاویں لیکن ہاں یہ کہ اللہ ہی نے جو ہمارا مالک ہے (ہمارے) مقدر (میں) کیا جو ہو ہمارے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔ہم اللہ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔اے ہمارے پروردگار ہمارے اور ہماری (اس) قوم کے درمیان میں فیصلہ کر دیجئے حق کے موافق اور آپ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں''۔ (الاعراف:۸۸۔۸۹)

۱۲۔ بلکہ انہوں نے پہلوں کی طرح کہا

پس اس بات نے انہیں کوئی نفع نہ دیا بلکہ انہوں نے پہلے جیسے لوگوں کی طرح بات کی'' وہ لوگ کہنے لگے کہ بس تم پر تو کسی نے بھاری جادو کر دیا ہے اور تم تو محض ہماری طرح (کے) ایک (معمولی) آدمی ہو اور ہم تو تم کو جھوٹے لوگوں سے خیال کرتے ہیں۔سو اگر تم سچوں میں سے ہو تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرادو''۔

(الشعراء:۱۸۵۔۱۸۷)

۱۳۔ اس امت کا انجام جس نے اپنے نبی کو جُھٹلایا

ہر امت جس نے اپنے نبی کو جھٹلایا اور اللہ کی نعمت کی ناشکری کی (اس کا) انجام ایک ہی تھا۔ان کو زلزلوں نے آ پکڑا، سو اپنے گھر میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے۔جنہوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی ان کی یہ حالت ہوگئی جیسے ان کے گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے جنہوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی وہی خسارہ میں پڑ گئے''۔ (الاعراف:۹۱۔۹۲)

۱۴۔ پیغام پہنچادیا اور امانت ادا کردی

دوسرے نبیوں کی طرح شعیب علیہ السلام نے بھی اللہ کا پیغام پہنچادیا اور امانت ادا کردی اور دلیل قائم کردی ''اس وقت شعیب ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمانے لگے کہ اے میری قوم! میں نے تم کو اپنے پروردگار کے احکام پہنچادیئے تھے اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی۔ پھر میں ان کافر لوگوں پر کیوں رنج کروں''۔ (الاعراف: ۹۳)

داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا قصہ

قرآن نے بیتے ہوئے دنوں (ایام اللہ) کے ذکر پر ہی اکتفا نہیں کیا اور نہ اس پر اکتفا کیا جو نبیوں اور رسولوں کو اپنی اپنی امتوں کی طرف سے جھٹلائے جانے، مذاق کیے جانے، توہین کئے جانے اور ٹھکرا دیئے جانے کی صورت میں تکلیفیں پیش آئیں یا ان امتوں پر رسولوں کو جھٹلانے اور ان کا مذاق اڑانے، ان کے لئے سازشیں کرنے اور قتل کے ارادے کرنے کے سبب عذاب، ہلاکت اور تباہی آئی جیسا کہ نبیوں کے قصوں میں گزر چکا ہے۔

۱۔ قرآن اللہ کی نعمتوں کی بات کرتا ہے

بلکہ قرآن پاک نے اللہ کی نعمتوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ کبھی اختصار اور کبھی تفصیل سے ان بہت سی نعمتوں کا تذکرہ کیا ہے جن سے اللہ نے بہت سے نبیوں کو نوازا، ان میں داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام، ایوب علیہ السلام اور یونس علیہ السلام اور زکریا علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام ہیں۔ جہاں تک داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کا تعلق ہے اللہ نے انہیں زمین میں اقتدار دیا اور ان کی بادشاہی کو وسعت دی۔ اور ان کا علم بڑھایا اور ان دونوں کو وہ کچھ سکھایا جس سے لوگ جاہل تھے۔ طاقتوروں اور سرکشوں کو ان کے تابع کر دیا اور حیوانات اور جمادات کو ان کا مطیع کر دیا۔

''اور ہم نے داؤد اور سلیمان کو (شریعت اور ملک داری کا) علم عطا فرمایا اور

ان دونوں نے (اپنے شکر کے لئے) کہا کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے سزاوار ہیں جس نے ہم کو اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت دی اور داؤد (کی وفات کے بعد) کے قائم مقام سلیمان ہوئے اور انہوں نے (اظہار تشکر کے لئے) کہا کہ اے لوگو! ہم کو پرندوں کی بولی (سمجھنے) کی تعلیم دی گئی ہے اور ہم کو (سامان سلطنت کے متعلق) ہر قسم کی چیزیں دی گئی ہیں واقعی یہ (اللہ تعالیٰ) کا صاف فضل ہے"۔

(النمل:۱٦)

۲۔ داؤد علیہ السلام پر اللہ کا انعام

جہاں تک داؤد علیہ السلام کا تعلق ہے پس اللہ نے پہاڑوں اور پرندوں کو ان کے تابع کر دیا وہ تسبیح اور دعا میں ان کے ساتھ ہوتے۔ اللہ نے انہیں زرہ (شیلڈ) کی صنعت سکھائی اور ان کے لئے لوہا نرم کر دیا، "اور ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے بڑی نعمت دی تھی۔ اے پہاڑو! داؤد کے ساتھ بار بار تسبیح کرو اور اسی طرح پرندوں کو بھی حکم دیا اور ہم نے ان کے واسطے لوہے کو (مثل موم) نرم کر دیا (اور یہ حکم دیا) کہ تم پوری زرہیں بناؤ اور (کڑیوں کے) جوڑنے میں انداز رکھو اور تم سب نیک کام کیا کرو میں تمہارے سب کے اعمال دیکھ رہا ہوں"۔ (سبا:۱۰۔۱۱)

اللہ کا ارشاد ہے "اور ہم نے داؤد کے ساتھ تابع کر دیا تھا پہاڑوں کو کہ (ان کی تسبیح کے ساتھ) وہ تسبیح کیا کرتے تھے اور پرندوں کو بھی اور کرنے والے ہم تھے اور ہم نے ان کو زرہ (بنانے) کی صنعت تم لوگوں کے (نفع کے) واسطے سکھلائی تاکہ وہ (زرہ) تم کو لڑائی (میں) ایک دوسرے کی زد سے بچائے سو تم شکر کرو گے بھی (یا نہیں)۔" (الانبیاء:۷۹۔۸۰)

۳۔ اس کی نعمت پر ان کا شکر

داؤد علیہ السلام اس وسیع بادشاہی اور زبردست اقتدار کے باوجود بڑی عاجزی و خشوع والے، اللہ کی طرف رجوع کرنے والے، ہمیشہ ذکر کرنے والے، لمبی اور طویل تسبیح اور دعا کرنے والے، عادل و منصف حاکم تھے۔ وہ لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کیا کرتے اور کسی کی رو رعایت نہ کرتے۔ اللہ کا ارشاد ہے ''اے داؤد ہم نے تم کو زمین پر حاکم بنایا ہے سو لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے رہنا اور آئندہ بھی نفسانی خواہش کی پیروی مت کرنا (اگر ایسا کرو گے تو) وہ اللہ کے رستہ سے تم کو بھٹکا دے گی جو لوگ اللہ کے رستے سے بھٹکتے ہیں اُن کے لئے سخت عذاب ہوگا اس وجہ سے وہ روزِ حساب کو بھولے رہے''۔ (ص:۲۶)

۴۔ سلیمان علیہ السلام پر اللہ کی نعمت

جہاں تک سلیمان علیہ السلام کا تعلق ہے اللہ نے ہوائیں ان کے تابع کر رکھی تھیں ۔ان کے حکم سے چلتی تھیں اور انہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ اٹھا لے جاتی تھیں۔ وہ اس جگہ نہایت جلد اور نہایت کم وقت میں پہنچ جاتے تھے اور طاقتوروں اور ماہر جنّوں اور سرکش شیطانوں کو ان کے تابع کر دیا تھا وہ ان کے حکم نافذ کرتے اور ان کے تعمیری منصوبوں کو پورا کیا کرتے۔

''اور ہم نے سلیمان علیہ السلام کا زور کی ہوا کو تابع بنا دیا تھا کہ وہ ان کے حکم سے اس سرزمین کی طرف چلتی جس میں ہم نے برکت رکھی ہے (مراد ملک شام ہے) اور ہم ہر چیز کو جانتے ہیں۔ اور بعض بعضے شیطان ایسے تھے کہ سلیمان کے لئے (دریاؤں میں) غوطہ لگاتے تھے (تاکہ موتی نکال دیں) اور وہ کام بھی اس کے علاوہ

کیا کرتے تھے اور ان کے سنبھالنے والے ہم تھے"۔ (الانبیاء:۸۱۔۸۲)

"اور سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا کہ اس (ہوا) کی صبح کی منزل ایک مہینہ بھر کی (راہ) ہوتی اور اس کی شام کی منزل ایک مہینہ بھر کی (راہ) ہوتی۔ اور ہم نے ان کے لئے تانبے کا چشمہ بہا دیا اور جنوں میں بعضے وہ تھے جو ان کے آگے کام کرتے تھے ان کے رب کے حکم سے اور ان میں جو شخص ہمارے (اس) حکم سے سرتابی کرے گا ہم اس کو (آخرت میں) دوزخ کا عذاب چکھاویں گے۔ وہ جن ان کے لئے وہ وہ چیزیں بناتے جو ان کو (بنوانا) منظور ہوتا بڑی بڑی عمارتیں اور مورتیں اور لگن (ایسے بڑے) جیسے حوض اور (بڑی بڑی) دیگیں جو ایک ہی جگہ جمی رہیں۔ اے داؤد کے خاندان والو! تم شکریہ میں نیک کام کیا کرو اور میرے بندوں میں شکرگزار کم ہی ہوتے ہیں"۔ (سبا:۱۲۔۱۳)

۵۔ دقیق سمجھ اور گہرا علم

اس کیس میں جو ان کے والد صاحب کے سامنے پیش ہوا، ان کی ذہانت اور صحیح فیصلہ پر ان کی قدرت ظاہر ہوئی۔ ایک قوم و جماعت کا انگوروں کا باغ تھا جس میں انگوروں کے گچھے نکل آئے تھے۔ ایک دوسری قوم کی بھیڑ بکریاں اس میں آ داخل ہوئیں اور اسے تباہ کر دیا۔ داؤد علیہ السلام نے باغ والے کو بکریاں دینے کا فیصلہ کیا۔ سلیمان علیہ السلام نے عرض کیا "اے اللہ کے نبی! اس کا فیصلہ دوسری طرح بھی ہو سکتا ہے"۔ انہوں نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ باغ بکریوں والے کے سپرد کر دیا جائے اور وہ اس کی دیکھ بھال کرے یہاں تک کہ وہ اسی طرح ہو جائے جیسے پہلے تھا اور بکریاں باغ والے کے سپرد کر دی جائیں تاکہ وہ ان سے نفع حاصل کرے یہاں تک کہ باغ

اپنی اسی حالت پر آجائے۔(اس وقت) باغ اس کے اصلی مالک کے سپرد کردیا جائے اور بھیڑ بکریاں اس کے اصلی مالک کو۔ اللہ نے انہیں باریک اور دقیق اور گہرے علم سے خاص کیا تھا۔ اللہ نے فرمایا:

''اور داؤد اور سلیمان کے قصے کا تذکرہ کیجیے جب کہ دونوں کسی کھیت کے بارے میں مشورہ کرنے لگے جبکہ اس (کھیت) میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کے وقت جا پڑیں اور اس کو چر گئیں اور ہم اس فیصلہ کو جو لوگوں کے سامنے ہوا تھا دیکھ رہے تھے۔ سو ہم نے اس فیصلہ کی سمجھ سلیمان کو دی اور یوں ہم نے دونوں کو حکمت اور علم عطا فرمایا''۔ (الانبیاء ۷۸۔۷۹)

۶۔ سلیمان علیہ السلام پرندوں اور حیوانوں کی بولی جانتے تھے

قرآن نے ایک حکمت والا اور دلچسپ قصہ بیان کیا ہے جس سے حکومت چلانے اور دبدبہ میں سلیمان علیہ السلام کی بیدار مغزی ظاہر ہوتی ہے۔ اللہ نے ان کے لئے دین و دنیا کی سعادت، ملک میں بادشاہی اور اقتدار اور دین میں نبوت اور رسالت کیسے جمع کی؟ وہ پرندوں اور حیوانوں کی بولی جانتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے پرندوں اور انسانوں کے لشکر جمع کیے اور عظمت کے ساتھ سوار ہوئے اور وہ کامل نظام پر تھے۔ اور وہ اپنے اپنے سربراہوں کی قیادت میں تھے۔ سلیمان کا چیونٹیوں کی وادی سے گزر ہوا ایک چیونٹی کو اپنے قبیلہ کا خوف ہوا کہ کہیں گھوڑے اپنے سموں سے انہیں روند نہ ڈالیں اور سلیمان علیہ السلام اور اس کے لشکر کو پتہ بھی نہ چلے اس چیونٹی نے انہیں اپنے بلوں میں داخل ہو جانے کو کہا، سلیمان علیہ السلام یہ سمجھ گئے وہ اترائے نہیں اس لئے کہ وہ اللہ کے نبیوں میں سے ایک نبی تھے۔ بلکہ اس بات نے انہیں اللہ تعالیٰ کی

حمد اور اس کی نعمت کے شکر پر اور نیک عمل کی توفیق کی دعا کی اور اللہ کے نیک بندوں میں داخل ہونے پر آمادہ کیا۔

٧۔ ہُد ہُد کا قِصّہ

اور ہُد ہُد ان کی رہنما اور جاسوس تھی۔ وہ پانی کی جگہوں اور لشکر کی منزلوں کی طرف رہنمائی کرتی تھی۔ سلیمان علیہ السلام نے اسے نہ پایا تو انہیں ناگوار ہوا اور اُسے ڈانٹ پلائی۔ تھوڑی دیر غائب رہنے کے بعد حاضر ہوگئی۔ اس نے سلیمان علیہ السلام سے کہا ''مجھے وہ چیز معلوم ہوئی جس کا آپ کو پتہ ہے نہ آپ کے لشکر کو اور ملکۂ سبا اور اس کی سچی خبر لے کر آئی ہوں۔ ان کی عدل و انصاف والی بادشاہی اور وسیع حکومت ہے میں نے انہیں اس عقل و فہم اور بادشاہی و سرپرستی و حکومت میں جاہل پایا ہے۔ وہ لوگ اللہ کے سوا سورج کو سجدہ کرتے تھے اور یہ نہیں سمجھتے تھے اور ایک اللہ کی طرف ہدایت نہیں پاتے تھے۔

٨۔ سلیمان علیہ السلام ملکہ سباء کو اپنے دین کی دعوت دیتے ہیں

اللہ کے نبی کو یہ بات ناگوار گزری کہ ان کی مملکت کے پڑوس میں ایک ملک ہو اور ایک ایسی امت ہو جسے وہ جانتے نہیں اور نہ اسے ان کی دعوت پہنچی اور وہ برابر سورج کی پرستش کرتی ہے۔ ان میں دینی اور دنیوی غیرت و حمیت نے جوش مارا اور انہوں نے اس کی ملکہ اور مشرک حاکمہ کی طرف لکھنا مناسب و درست سمجھا تا کہ اسے اسلام اور اطاعت و تسلیم کی طرف بلائیں۔ قبل اس کے کہ اس کے ملک پر اپنے زبردست لشکروں سے چڑھائی کریں۔ انہوں نے اس کی طرف ایک بلیغ خط لکھا جس میں اسے اسلام و اطاعت کی طرف دعوت دی۔ خط میں رقّت و نرمی بھی تھی اور مضبوطی

بھی۔ انبیاء کی تواضع بھی تھی اور بادشاہوں کی غیرت بھی۔

۹۔ ملکہ کا ارکانِ حکومت سے مشورہ

سلیمان علیہ السلام ان دونوں کے جامع تھے۔ اور وہ عورت جو اس ملک پر حکومت کرتی تھی سمجھدار تھی۔ وہ فیصلہ میں جلدی کرنے والی نہ تھی۔ اس کے پاس بادشاہوں کی سیرت اور فاتحین کے وسیع تجربے تھے۔ صرف اس کی عقل نے اس کے ساتھ اللہ کی پہچان اور اس کی عبادت میں خیانت کی نہ اسے بادشاہوں کی غیرت آئی اور نہ اپنی رائے پر ڈٹی رہی اس نے اپنی حکومت کے ارکان کو اس خط کی اطلاع دی جو عام خطوط کی طرح نہ تھا۔ یہ اپنے وقت کے سب سے بڑے بادشاہ اور اللہ کی طرف بلانے والے نبی کی طرف سے تھا۔ جب حکومت کے ارکان نے اسے خوش کرنے اور چاپلوسی کی غرض سے اپنی قوت اور لشکروں کی کثرت کے بارے میں دلائل دینے شروع کیے جیسا کہ بادشاہوں اور حاکموں کے درباریوں کی ہر زمانہ اور ہر جگہ عادت رہی ہے۔ اس نے ان کی بات نہ مانی اور نہ ان سے موافقت کی بلکہ برے انجام سے ڈرایا اور انہیں مفتوح قوموں میں فاتحوں کی سیرت یاد دلائی اور شکست کے بعد ان کا انجام اور ٹھکانا بتایا اور اس نے کہا یہ ہماری قوم اور ملک کی حالت ہوگی اور ان سے کہا ''بیشک میں آزمائش کی خاطر سلیمان کی طرف ہدیے وغیرہ بھیجتی ہوں اگر وہ ہدیہ قبول کرے تو بادشاہ ہے اس سے لڑنا اور اگر اس نے قبول نہ کیا تو وہ نبی ہے اس کی پیروی کرنا۔

۱۰۔ تحفہ (اپنے مقصد کے حصول کے لئے)

اور ملکہ سباء نے ان کی طرف شاہوں کے شایانِ شان ایک بڑا ہدیہ بھیجا،

جب وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملا تو انہوں نے اس سے منہ موڑ لیا اور کوئی توجہ نہ دی اور اس سے مستغنی ہو گئے اور کہا ''کیا تم مال کے ذریعے مجھے خریدنا چاہتے ہو کہ میں تمہیں تمہارے شرک اور بادشاہی پر چھوڑ دوں گا؟ اور وہ ذات جس نے مجھے بادشاہی، مال ولشکر عطا کئے ہیں وہ تمہاری ان چیزوں سے کہیں بہتر ہیں اور یہ حقیقت ہے مذاق نہیں اور معاملہ اور مسئلہ دعوت وطاعت کا ہے۔ مال ودولت کی برابری کا نہیں اور انہیں اپنے قصد وارادہ اور ان کی بادشاہی پر چڑھائی کی دھمکی دی۔

۱۱۔ ملکہ فرمانبردار ہو کر آتی ہے

پس جب یہ وفد ملکہ سباء کے پاس واپس پہنچا اور اسے سارا قصہ بتایا، اس نے اور اس کی قوم نے سنتے ہی اطاعت کی اور اپنے لشکروں سمیت اطاعت کرتے ہوئے آگے بڑھی (آئی) اور جب سلیمان علیہ السلام کو ان کے آنے کی بات پوری طرح معلوم ہوئی تو وہ اس پر خوش ہوئے اور اللہ کا شکر ادا کیا اور چاہا کہ اسے اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی (معجزہ) دکھائیں تا کہ یہ سلیمان علیہ السلام پر اللہ کی قدرت اور نعمتوں کی واضح دلیل ہو۔ انہوں نے اس کا وہ عرش جسے اس نے نہایت امانت دار اور طاقتور آدمیوں کے سپرد کر رکھا تھا حاضر کرنے کا ارادہ کیا اور اپنے سرداروں سے طلب کیا کہ ان کے بڑے لشکر کی آمد سے پہلے پہلے وہ اس کا عرش ان کے پاس لے آئے اور سلیمان علیہ السلام نے جیسا ارادہ کیا تھا تھوڑے ہی وقت میں ایسا ہی ہوا اور یہ معجزہ تھا اور سلیمان علیہ السلام نے اس عرش کو کسی قدر بدلنے کا حکم دیا اور اس کی کچھ صفات بدل دی گئیں اور اس کا مقصد اس عرش کو دیکھنے پر اس کے علم ومعرفت کا امتحان تھا کہ اگر اسے اس پر کوئی مغالطہ ہو تو یہ اس کی اس سے زیادہ دقیق اور دوررس معاملوں میں کوتاہ نظری

کی دلیل ہوگی۔

۱۲۔ شیشے کا ایک بڑا محل

اور سلیمان علیہ السلام نے جنّوں اور انسانوں میں سے جو معمار تھے انہیں شیشے کا ایک عظیم الشان محل تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے بنادیا اور اس کے نیچے پانی چلادیا جسے اس بات کا علم نہ ہوتا وہ اسے پانی سمجھتا تھا لیکن شیشہ چلنے والے اور پانی کے درمیان حائل ہوجاتا تھا اور پکی بات تھی کہ ملکہ کو اس سے پانی کا وہم ہوگا اور وہ پائنچے چڑھائے گی اور وہیں غلطی ظاہر ہوجائے گی اور اس کی کوتاہ نظری جان لی جائے گی۔ اور مظاہر سے اس کے دھوکا کھا جانے کا بھی پتہ چلے گا۔ وہ اور اس کی قوم اور سورج کو سجدہ کرتے تھے اس لئے کہ وہ روشنی اور زندگی کا سب سے بڑا مظہر ہے اور جو کہ اللہ کی صفات میں سے ہے اور وہیں اس کی آنکھوں سے پردہ ہٹے گا اور اسے معلوم ہوجائے گا کہ جس طرح اس نے شیشہ کے معاملے میں اسے پانی سمجھ کر اپنے پائنچے چڑھا لینے میں غلطی کی اسی طرح اس نے سورج کو خالق بنانے اور سجدہ کرنے اور عبادت کرنے میں بھی غلطی کی ہے اور یہ چیز سو تقریروں اور ہزار دلیلوں سے زیادہ بلیغ ہے۔

۳۔ اور میں سلیمان علیہ السلام کے ساتھ رب العالمین کے لئے اسلام لائی

اور ہوا بھی یہی کہ وہ اپنی عقل و ذہانت اور فہم کے باوجود اس بڑی غلطی کا شکار ہوگئی اور اس نے شیشہ کو چلتا ہوا اور موجیں مارتا ہوا پانی سمجھا اور اس سے گزرنے کا ارادہ کیا وہیں اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام نے اسے اس کی غلطی سے آگاہ کیا اور کہا کہ یہ ایک محل ہے جو شیشوں سے بنایا گیا ہے۔ اس کی آنکھ سے پردہ ہٹا اور مظہر کی ظاہر پر

قیاس کرنے اور سورج کی عبادت اور اس کو سجدہ کرنے میں اپنی جہالت کا علم ہوا اور پکار اٹھی:

''اے میرے رب! میں نے (ابتک) اپنے نفس پر ظلم کیا تھا (کہ شرک میں مبتلا تھی) اور میں اب سلیمان کے ساتھ (یعنی ان کے طریقہ پر ہوکر) ربُّ العالمین پر ایمان لائی''۔ (النمل: ۴۴)

۱۴۔ قرآن سلیمان علیہ السلام کا قِصّہ بیان کرتا ہے

یہ دلچسپ اور عمدہ قصہ قرآن میں پڑھیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اور (ایک بار یہ قصّہ ہوا) سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کی حاضری لی تو ہُد ہُد کو نہ دیکھا، فرمانے لگے کہ یہ کیا بات ہے کہ میں ہُد ہُد کو نہیں دیکھتا! کیا کہیں غائب ہوگیا ہے، میں اس کو (غیر حاضری پر) سخت سزا دوں گا یا اس کو ذبح کر ڈالوں گا یا وہ کوئی صاف حجّت (اور عذر غیر حاضری کا) میرے سامنے پیش کرے۔ سو تھوڑی ہی دیر میں آگیا اور کہنے لگا کہ میں ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں ہوئی اور (اجمالی بیان اس کا یہ ہے) میں آپ کے پاس قبیلہ سبا کی ایک حقیقی خبر لایا ہوں، میں نے ایک عورت کو دیکھا وہ ان لوگوں پر بادشاہی کر رہی ہے اور اس کو سلطنت کے لوازم میں سے ہر قسم کا سامان میسر ہے اور اس کے پاس ایک بڑا (اور قیمتی) تخت ہے۔ میں نے اس کو اور اس (عورت) کی قوم کو دیکھا کہ وہ اللہ (کی عبادت) کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے انکے (ان) اعمال (کفریہ) کو ان کی نظر میں مرغوب کر رکھا ہے اور ان کو راہ (حق) سے روک رکھا ہے سو وہ راہ (حق) پہ نہیں چلتے کہ اس اللہ کو سجدہ نہیں کرتے جو (ایسا ہے کہ) آسمان اور زمین کی پوشیدہ

چیزوں کو (جن میں بارش اور نباتات بھی ہیں) باہر لاتا ہے اور (ایسا عالم ہے کہ) تم لوگ جو کچھ (دل میں پوشیدہ رکھتے ہو اور جو کچھ زبان وغیرہ سے) ظاہر کرتے ہو سب کچھ جانتا ہے۔ (پس) اللہ ہی ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔ سلیمان علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ تو سچ کہتا ہے یا جھوٹوں میں سے ہے۔ (اچھا) میرا یہ خط لے جا اور اس کو اس کے پاس ڈال دینا پھر (ذرا وہاں سے) ہٹ جانا پھر دیکھنا کہ آپس میں کیا سوال و جواب کرتے ہیں۔ بلقیس نے (پڑھ کر اپنے سرداروں سے مشورہ کے لئے) کہا کہ اے اہل دربار! میرے پاس ایک خط (جس کا مضمون نہایت) باوقعت (ہے) ڈالا گیا ہے۔ وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور اس میں یہ (مضمون) ہے (اوّل) بسم اللہ الرحمن الرحیم (اور اس کے بعد یہ کہ) تم لوگ (یعنی بلقیس اور سب اعیانِ سلطنت جن کے ساتھ عوام بھی وابستہ ہیں) میرے مقابلہ میں تکبر مت کرو اور میرے پاس مطیع ہو کر چلے آؤ۔ بلقیس نے کہا کہ اے اہل دربار! تم مجھ کو اس معاملہ میں رائے دو (کہ مجھ کو سلیمان کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیے اور) میں کسی بات کا قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک کہ تم لوگ میرے پاس موجود نہ ہو۔ وہ لوگ کہنے لگے "ہم بڑے طاقتور اور بڑے لڑنے والے ہیں اور (آئندہ) اختیار تم کو ہے، سو تم ہی (مصلحت) دیکھ لو، جو کچھ (تجویز کرکے) حکم دینا ہو"۔ بلقیس کہنے لگی کہ والیانِ ملک (کا قاعدہ ہے کہ) جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو تہ و بالا کر دیتے ہیں اور اس کے رہنے والوں میں جو عزت دار ہیں ان کو (ان کا زور گھٹانے کے لئے) ذلیل کیا کرتے ہیں اور یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے۔ اور میں ان لوگوں کے پاس کچھ ہدیہ بھیجتی ہوں پھر

دیکھوں گی کہ فرستادے (وہاں سے) کیا (جواب) لے کر آتے ہیں۔ سو جب وہ فرستادہ سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچا (اور تحفے پیش کئے تو سلیمان علیہ السلام نے) فرمایا کہ تم لوگ (یعنی بلقیس وغیرہ) مال سے میری امداد کرتے ہو۔ سو (سمجھ رکھو کہ) اللہ نے جو مجھ کو دے رکھا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو تم کو دے رکھا ہے۔ ہاں تم ہی اس ہدیے پر اتراتے ہو (سو یہ تحفے ہم نہ لیں گے) تم (ان کو لے کر) ان لوگوں کے پاس لوٹ جاؤ سو ہم ان پر ایسی فوجیں بھیجتے ہیں کہ ان لوگوں سے ان کا ذرا مقابلہ نہ ہو سکے گا۔ ہم ان کو وہاں سے ذلیل کر کے نکال دیں گے اور وہ (ہمیشہ کے لئے) ماتحت ہو جائیں گے۔ (سلیمان علیہ السلام کو وحی سے یا اور کسی پرندہ وغیرہ کے ذریعے سے اس کا چلنا معلوم ہوا انہوں) نے فرمایا کہ اے اہل دربار تم میں کوئی ایسا ہے جو اس (بلقیس) کا تخت قبل اس کے کہ وہ لوگ میرے پاس مطیع ہو کر آئیں حاضر کر دیں ایک قوی ہیکل جنّ نے عرض کیا میں اس کو آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں گا قبل اس کے کہ آپ اپنے اجلاس سے اٹھیں اور میں طاقت رکھتا ہوں، امانت دار بھی ہوں۔ جس کے پاس کتاب کا علم تھا (غرض) اس (علم والے) نے (اس جن سے کہا کہ) میں اس کو تیرے سامنے تیری آنکھ جھپکنے سے پہلے لا کر کھڑا کر سکتا ہوں۔ جب سلیمان علیہ السلام نے اس کو روبرو رکھا دیکھا تو (خوش ہو کر شکر کے طور پر) کہنے لگے کہ یہ میرے پروردگار کا ایک فضل ہے تاکہ وہ میری آزمائش کرے کہ میں شکر کرتا ہوں یا (خدانخواستہ) ناشکری کرتا ہوں اور (ظاہر ہے کہ) جو شخص شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی نفع کے لئے شکر کرتا ہے (اللہ تعالیٰ کا کوئی نفع نہیں) اور (اسی طرح) جو ناشکری کرتا ہے میرا رب غنی ہے کریم ہے۔ (اس کے بعد) سلیمان علیہ السلام نے (بلقیس کی عقل آزمانے کے لئے)

حکم دیا کہ اس کے تخت کی صورت بدل دو، ہم دیکھیں گے کہ اس کو پتہ لگتا ہے یا اس کا انہی میں شمار ہے جن کو (ایسی باتوں کا) پتہ نہیں لگتا۔ سو جب بلقیس آئی تو اس سے کہا گیا کہ تمہارا تخت ایسا ہی ہے؟ ہاں ہے تو ایسا ہی اور (یہ بھی کہا گیا کہ) ہم لوگوں کو اس واقعہ سے پہلے ہی (آپ کی نبوت کی) تحقیق ہو چکی ہے اور ہم (اسی وقت سے دل سے) مطیع ہو چکے ہیں اور اس کو (ایمان لانے سے) غیر اللہ کی عبادت نے (جس کی اس کو عادت تھی) روک رکھا تھا (اور وہ عادت اس لئے پڑ گئی تھی) وہ کافر قوم میں سے تھی۔ بلقیس سے کہا گیا کہ اس محل میں داخل ہو (وہ چلیں راہ میں حوض آیا) تو جب اس کا صحن دیکھا تو اس کو پانی (سے بھرا ہوا) سمجھا اور (اس کے اندر گھسنے کے لئے) اپنی دونوں پنڈلیاں کھول دیں (اس وقت) سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تو ایک محل ہے جو شیشوں سے بنایا گیا ہے (اس وقت) بلقیس کہنے لگیں کہ اے میرے پروردگار میں نے (اب تک) اپنے نفس پر ظلم کیا تھا (کہ شرک میں مبتلا تھی) اور میں اب سلیمان کے ساتھ (یعنی ان کے طریقے پر) ہو کر رب العالمین پر ایمان لائی‘‘۔

(النمل ۱۹۔ ۴۴)

اور یہ اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام ہیں اور آپ نے اللہ کی طرف دعوت اور توحید میں ان کا موقف دیکھا ان کی حکمت اور سمجھ دیکھی اور اپنے دین اور عقیدے پر غیرت دیکھی۔

۱۵۔ سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا بلکہ شیطانوں نے کفر کیا

یہودیوں نے ان کی طرف وہ بات منسوب کی جو ایک عام مؤحد مومن جس کا سینہ اللہ نے ایمان کے لئے کھول دیا ہو کے بھی لائق نہیں چہ جائیکہ نبی اور رسول جنہیں

اللہ نے سمجھ دی اور نبوت سے عزت دی اور خلافت سے سرفراز فرمایا انہوں نے ان (سلیمان علیہ السلام) کی طرف سحر وجادو اور کفر وشرک کے لئے ان کی کمزوری اپنی بیویوں کے باعث توحید کے معاملہ میں اضطراب کی نسبت کی، اللہ نے اس سبب سے انہیں بری قرار دیا اور فرمایا:

''اور سلیمان نے کفر نہیں کیا بلکہ شیطانون نے کفر کیا، لوگوں کو جادو سکھاتے تھے''۔ اور فرمایا ''اور ہم نے داؤد کو سلیمان علیہ السلام عطا کیے، اچھے بندے (اور) بہت ہی اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے''۔ اور فرمایا ''اور بے شک ان کا ہمارے ہاں بڑا مقام اور اچھا ٹھکانہ ہے''۔

سیّدنا ایّوب اور سیّدنا یونس علیہما السلام کا قِصّہ

۱۔ ایّوب علیہ السلام کا قِصّہ......قصّوں کا ایک اور سلسلہ

قرآن پاک میں ایوب علیہ السلام کا قصّہ......قصّوں کی ایک دوسری کڑی اور اللہ کی اپنے مومن بندوں پر نعمتوں کے مظاہر میں سے ایک مظہر ہے۔ وہ (مومن بندے) صابر وشاکر اور پیارے نبی تھے۔

ان (ایّوب علیہ السلام) کے پاس مال مویشی اور کھیتی ہر چیز کی بہتات تھی اور ان کی اولاد پیاری تھی، ان سب کے بارے میں انہیں آزمایا گیا اور آخری چیز بھی ہاتھ سے نکل گئی پھر انہیں ان کے جسم کے بارے میں بھی آزمایا گیا، ان کے پورے جسم میں دل اور زبان کے سوا جن سے وہ اللہ بزرگ و برتر کا ذکر کرتے تھے اور کوئی حِصّہ صحیح سالم نہ رہا۔ یہاں تک کہ ساتھی بھی چھوڑ گئے اور شہر کے ایک کونے میں تنہا رہ گئے۔ ان کی اہلیہ جو ان کی خدمت کرتی تھی اس کے سوا کوئی ایسا شخص نہ رہا جو ان سے محبت وشفقت سے پیش آتا وہ بھی محتاج ہو کر رہ گئیں اور ان کی وجہ سے انہیں لوگوں کی خدمت کرنا پڑی۔

۲۔ ایوب علیہ السلام کا صبر

ان سب کے باوجود وہ صابر وشاکر تھے۔ ان کی زبان ذکر وشکر سے تر رہتی،

وہ شکایت کرتے اور نہ اکتاہٹ محسوس کرتے، نہ تنگ ہوتے اور نہ غصّے ہوتے اور کئی سال تک ان کی یہ حالت رہی کہ وہ بنی اسرائیل کی عبادت گاہ میں پڑے رہے اور چوپائے ان کے جسم (کے قریب) سے گزر جاتے۔

۳۔ مصیبت اور انعام

اور جب وہ آزمائش پوری ہوئی جس کا اللہ نے ارادہ کیا تھا اور جس سے مقصود تکمیل اور درجوں کی بلندی اور رضا بر قضا تھی۔ اللہ نے ان کے دل میں مستجاب (قبولیت والی) دعا ڈال دی۔ جس سے ان کی عاجزی اور تکلیف ظاہر ہوتی تھی اور یہ کہ اللہ کے بغیر کوئی ملجا نہیں اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ نے انہیں ان کے جسم اور اہل وعیال میں عافیت دی اور ان کا مال لوٹا دیا اور ان سب میں برکت دی۔ وہ کئی گنا زیادہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''اور ایوب کا تذکرہ کیجئے جبکہ انہوں نے (بعد مبتلا ہونے مرض شدید کے) اپنے رب کو پکارا کہ مجھ کو یہ تکلیف پہنچ رہی ہے اور آپ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہیں۔ ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو جو تکلیف تھی اس کو دور کر دیا اور بلا (استدعا) ہم نے ان کو ان کا کنبہ عطاء فرمایا اور ان کے ساتھ (گنتی میں) ان کے برابر اور بھی، اپنی رحمتِ خاصہ کے سبب سے اور عبادت کرنے والوں کے لئے یادگار رہنے کے سبب''۔ (الانبیاء: ۸۳۔ ۸۴)

۴۔ یونس علیہ السلام کا قصہ اور اس کی حکمت

یونس علیہ السلام کا قِصّہ ایوب علیہ السلام کے قِصّہ کے معاً بعد آتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے اثبات، بندوں پر اس کی عنایت اور ان کی مدد کرنے میں اس کی تائید کرتا ہے جبکہ امید منقطع ہو جاتی ہے اور تباہ کن مایوسی چھا جاتی ہے اور گہرے اندھیرے چھا

جاتے ہیں اور بچ جانے کی ساری صورتیں مسدود ہو جاتی ہیں۔ روشنی ہے نہ ہوا، خواہش و آرزو ہے نہ امید، موت کی چکی طاقت اور تیزی سے پھرتی ہے، زندگی کے نرم و نازک اور باریک دانے کو پیس کر رکھ دیتی ہے۔ اس وقت اللہ کی قدرت کا ہاتھ ظاہر ہوتا ہے۔ نہایت قوی اور زبردست ہاتھ نہایت پُرحکمت اور رحم والا۔ جو اس کمزور انسان کو نقصان پہنچانے شیر کے منہ اور تباہ کن موت سے نکال دیتا ہے۔ سو وہ بغیر کسی خراش کے صحیح و سالم اور کامل بغیر کسی نقصان اور کمی کے باہر آجاتا ہے گویا کہ وہ اپنے گھر میں اپنے بستر پر تھا اور اپنے اہل و عیال میں محفوظ تھا۔

۵۔ یونس علیہ السلام اپنی قوم میں

یہ حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ''نینوا'' بستی کی طرف بھیجا، انہوں نے انہیں اللہ کی طرف بلایا مگر انہوں نے انکار کیا اور اپنے کفر میں بڑھ گئے وہ ناراض ہو کر ان میں سے نکل کھڑے ہوئے۔ انہوں نے بتایا کہ تین دن کے بعد انہیں عذاب خداوندی آلے گا۔ جب انہیں یہ بات اچھی طرح معلوم ہوگئی اور انہیں یقین ہو گیا کہ نبی کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ انہوں نے اپنے بچوں اور مال مویشی کے ساتھ جنگل کی راہ لی۔ انہوں نے ماؤں سے ان کے بچوں کو دور کر دیا پھر اللہ کے سامنے زاری کی اور اس کی پناہ لی، اونٹ اور اس کے بچوں، گائے اور اس کے بچوں، بھیڑ بکریوں اور ان کے بچوں، سب نے تضرع وزاری کی تو اللہ نے ان سے عذاب اٹھالیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''چنانچہ کوئی بستی ایمان نہ لائی کہ ایمان لانا اس کو نافع ہوتا ہاں مگر یونس کی

قوم جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے رسوائی کے عذاب کو دنیوی زندگی میں ان پر سے ٹال دیا اور ان کو ایک خاص وقت (موت) تک (خیر و خوبی کے ساتھ) عیش دیا''۔ (یونس:۹۸)

۶۔ یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں

جہاں تک یونس علیہ السلام کا تعلق ہے سو وہ چلے گئے اور لوگوں کے ساتھ ایک کشتی میں سوار ہوئے۔ کشتی دریا میں نیچے جانے لگی، سب ڈر گئے مبادا غرق ہو جائیں۔ انہوں نے ایک آدمی کا قرعہ نکالا جسے وہ اپنے میں سے پھینک دیتے تھے اور اس سے ان کا غم ہلکا ہوتا تھا۔ قرعہ یونس علیہ السلام کے نام نکلا۔ انہوں نے اسے پھینکنے سے انکار کیا۔ دوبارہ قرعہ ان ہی کے نام نکلا، انہوں نے پھر نہ چاہا کہ انہیں پھینکیں۔ دوبارہ بلکہ سہ بارہ قرعہ نکالا پھر ان ہی کا نام نکلا۔ اللہ کا ارشاد ہے:

''سو یونس بھی شریک قرعہ ہوئے تو یہی ملزم ٹھہرے''۔ (الصّٰفّٰت:۱۴۱)

کہ قرعہ انہی کے نام نکلا۔ یونس علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے کپڑے سمیٹ لیے پھر اپنے آپ کو سمندر میں ڈال دیا۔ اللہ سبحانہٗ نے ایک مچھلی کو بھیجا جو دریاؤں کو چیرتی ہوئی پہنچی جونہی یونس علیہ السلام نے اپنے آپ کو پھینکا اس نے انہیں نگل لیا۔ اللہ نے اس مچھلی کی طرف وحی کی کہ ''نہ ان کا گوشت کھائے اور نہ ہڈیاں توڑے''۔ (ابن کثیر)

۷۔ اللہ نے ان کی دعا قبول کر لی

وہ مچھلی کے پیٹ کے اندھیرے، سمندر کے اندھیرے اور رات کے اندھیرے میں تھے۔ ایک اندھیرے پر دوسرا اندھیرا تھا کتنا سخت تھا وہ اندھیرا اور

سلامتی کتنی دور تھی! وہ جتنا اللہ نے چاہا وہاں رہے پھر اللہ نے انہیں چند کلمات الہام کئے جن سے ظلمتیں اور اندھیرے چھٹ جاتے اور تکلیفیں دور ہوتی ہیں اور سات آسمانوں کے اوپر سے رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور عجیب وغریب قصہ کو سنو جو قرآن مجید نے بیان کیا ہے۔ جس میں ہر مصیبت زدہ اور پریشان آدمی کی تسلی کا سامان ہے اور ایسے مصیبت زدہ اور پریشان کے لئے جس پر زمین اپنی وسعتوں کے باوجود تنگ ہوگئی ہو اور وہ خود بھی اپنی جان سے تنگ آ گیا ہو اور اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں بس وہی اور اسی کی طرف ہے۔

''اور مچھلی والے پیغمبر (یونس علیہ السلام) کا تذکرہ کیجئے جب وہ (اپنی قوم سے) خفا ہو کر چل دیئے اور انہوں نے یہ سمجھا کہ ہم ان پر (اس چلے جانے میں) کوئی داروگیر نہ کریں گے۔ پس انہوں نے اندھیروں میں پکارا کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے آپ (سب نقائص سے) پاک ہیں میں بے شک قصوروار ہوں سو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو اس گھٹن سے نجات دی اور ہم اس طرح (اور) ایمان والوں کو (بھی کرب وبلا سے) نجات دیا کرتے ہیں''۔ (الانبیاء:۸۷۔۸۸)

سیدنا زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ

۱۔ نیک بیٹے کے لئے زکریا علیہ السلام کی دعا

اللہ کی نعمتوں کا ایک اور رنگ جو اس کے بندوں پر ہوئیں اور اس کی قدرت کی نشانیاں جنہوں نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے۔ ان میں حضرت زکریا علیہ السلام کی نیک، صالح، پسندیدہ اور متقی بیٹے کی دعا نمایاں ہے اور تا کہ وہ ان کا اور آل یعقوب علیہ السلام کا وارث بنے اور اللہ کی طرف دعوت دینے کے لئے کھڑا ہو اور یہ اس وقت جب وہ کافی عمر رسیدہ ہو گئے تھے اور ہڈیاں بھی کمزور ہو گئی تھیں اور بڑھاپا ان پر چھا گیا تھا اور یہ امید ہی جاتی رہی کہ ان کی اہلیہ سے بچے ہوں، اللہ نے ان کی دعا کو قبولیت سے نوازا اور لوگوں کے گمان جھٹلا دیئے اور پرانے تجربے باطل کر دئے انہیں اللہ نے ہدایت یافتہ بچہ عطا فرمایا۔ بچپن ہی میں کامل عقل فہم، حلم و بردباری اور علم و کتاب میں بہت آگے تھے۔ وہ ماں باپ کے ساتھ محبت، صلاح وتقویٰ اور نیکی اور نرمی اور بچھے رہنے میں مشہور تھے۔

اللہ نے زکریا علیہ السلام کے دل کو جوڑ دیا اور انہیں نشانیاں دکھائیں جو اللہ کی وسیع قدرت پر دلالت کرتی ہیں۔ اور یہ کہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور انہیں اپنی مخلوق اور اس کے اعضاء میں اپنا تصرف دکھایا، جسے چاہے حرکت دیتا ہے اور جسے چاہے بیکار

کردیتا ہے اور ان کے لئے یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی کہ پوری کائنات اس کے ہاتھ میں ہے۔ مردہ سے زندہ کو اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے اور وہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

۲۔ عمران کی بیوی کی نذر

سیدنا زکریا علیہ السلام کے خاندان سے عمران کی بیوی نے نذر مانی اور وہ صالح اور نیک خاتون تھیں۔ اللہ اور اس کے دین سے پیار کرتی تھیں کہ اگر اللہ نے انہیں بیٹا دیا تو اسے اللہ کے دین کی خدمت کے لئے وقف کر دیں گی اور انہوں نے اللہ سے اس بچے کو قبول کر لینے اور اس سے اپنے دین اور بندوں کو نفع دینے کی درخواست کی اور یہ بھی درخواست کی کہ وہ اللہ کی طرف سے دین کی دعوت دینے والے ہوں اور ہدایت کے امام ہوں۔

۳۔ کہا کہ میرے رب میں تو مؤنث لے آئی

نیک خاتون نے ایک کام کا ارادہ کیا اور اللہ نے ایک (اور) کام کا ارادہ کیا، اللہ اپنے بندوں کی مصلحت خوب جانتا ہے۔ جب وہ لڑکی کو جنم دے گی تو اس سے غمگین ہوگی اور اس پر غمگینی چھائی رہے گی لیکن پیدا ہونے والی وہ لڑکی عام لڑکیوں کی طرح نہیں تھی بلکہ وہ عبادت میں زیادہ مضبوط ہوگی۔ اطاعت اور نیکیوں میں بہت سے لڑکوں سے زیادہ بلند ہمت ہوگی اور جب اللہ نے ایک خاص حکمت کے تحت جسے وہ خوب جانتا تھا چاہا کہ وہ لڑکی ہو۔ نبوت کا بارگراں مردوں پر ہی ڈالا جاسکتا ہے۔ پس اللہ نے مقدر کیا کہ وہ ایک نیک نبی کی ماں ہو جن کی بڑی شان ہوگی۔

''جب عمران کی بیوی نے (حالتِ حمل میں) عرض کیا کہ اے پروردگار!

میں نے نذر مانی ہے۔آپ کے لئے اس بچہ کی جو میرے پیٹ میں ہے کہ وہ آزاد رکھا جائے گا سو آپ مجھ سے (بعد ولادت) قبول کر لیجئے۔ بیشک آپ خوب جاننے والے سننے والے ہیں پھر جب لڑکی جنی (حسرت سے) کہنے لگیں کہ اے میرے رب میں نے تو وہ حمل لڑکی جنی حالانکہ اللہ زیادہ جانتا ہے اس کو جوانہوں نے جنی اور لڑکا (جوانہوں نے چاہا تھا) اس لڑکی کے برابر نہیں اور میں نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو آپ کی پناہ میں دیتی ہوں''۔(آل عمران:۳۵۔۳۶)

۴۔ نیک لڑکی پر اللہ کی خاص نظر کرم

اپنے تعلق کی بنا پر وہ سیدنا زکریا علیہ السلام کی کفالت میں تھیں اور اللہ کی اس پر خاص نظر تھی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جگہ جگہ کے بے موسم پھلوں سے نوازتے تھے تاکہ ان میں سے جتنا چاہیں اور جتنا چاہیں کسی اور کو دے دیں۔

''پس ان (مریم) کو ان کے رب نے بوجہ احسن قبول فرمالیا اور عمدہ طور پر ان کو نشوونما دیا اور (حضرت) زکریا کو ان کا سرپرست بنایا۔سو جب کبھی زکریا ان کے پاس عبادت خانہ میں تشریف لاتے تو ان کے پاس کچھ کھانے پینے کی چیزیں پاتے اور (یوں) فرماتے کہ اے مریم یہ چیزیں تمہارے واسطے کہاں سے آئیں وہ کہتیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آئیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بے استحقاق رزق عطا فرماتے ہیں۔'' (آل عمران:۳۷)

۵۔ رحیم رب کی طرف سے الہام

اللہ نے زکریا علیہ السلام کو الہام کیا اور وہ نہایت عقلمند، ذکی اور نبیوں میں سے تھے کہ جو اللہ نیک لڑکی کو جسے اس کی ماں نے اللہ کے لئے خاص کیا تھا اور اس کی نذر

مانی تھی اور اس کے لئے دعا کی تھی اور جو خود بھی عبادت اور اطاعت میں طاق تھی۔ بے موسم پھلوں سے نواز سکتا ہے وہ ایک نہایت بوڑھے اور کمزور شخص کو بچے سے بھی نواز سکتا ہے۔ جس کی عمر کی زیادتی اور بیوی کے بانجھ ہونے کی وجہ سے امید ہی جاتی رہی تھی اور عام عادت یہی ہے کہ ایسی حالت میں آدمی کے اولاد نہیں ہوتی۔

ان کی ہمت بلند ہوئی، امید نے انگڑائی لی۔ اللہ کے ساتھ تعلق مضبوط ہوا۔ ان کی زبان سے ایک ایسی دعا نکلی جس پر ملائکہ نے آمین کہی اور اس پر اللہ کی رحمت جوش میں آگئی اور وہ سب مہربان رب کی طرف سے الہام، اور غالب جاننے والے کی طرف سے مقدر تھا۔

''اس موقع پر زکریا نے اپنے رب کو پکارا اور کہا کہ اے میرے رب! مجھے اپنی جناب سے کوئی پاک اولاد نصیب فرما بے شک تو بہت دعا سننے والا ہے''۔

(آل عمران:۳۸)

۶۔ بیٹے کی خوشخبری

اللہ نے ان کی دعا قبول کی اور انہیں بیٹے کی ولادت کے قریبی زمانے میں بیٹے کی خوشخبری دی۔ انسان جلد باز ہے۔ انہوں نے اتنی بڑی بات کے ہونے اور اس کے ظہور کے قرب کی نشانی مانگ لی اور کہا!

''اے میرے رب میرے واسطے کوئی نشانی مقرر کردیجئے۔ اللہ نے فرمایا کہ تم تین دن تک سوائے اشارہ کے لوگوں سے بات نہیں کرسکو گے اور صبح وشام اپنے رب کا بہت ذکر و تسبیح کرتے رہو۔'' (آل عمران:۴۱)

قدرت والا چیزوں کی خاصیتیں سلب کرسکتا ہے۔ وہ بولنے والی زبان کو ایسا

گونگا کرسکتا ہے کہ وہ ایک کلمہ بھی نہ کہہ سکے وہ اپنی مخلوقات میں جو خاصیتیں چاہے دے سکتا ہے اور وہ طاقتور جو روک سکتا ہے وہ دے بھی سکتا ہے۔

۷۔ اللہ کی قدرت اور نشانیاں

اللہ کی قدرت اور نشانیاں ان کے جس گھر اور خاندان میں ظاہر ہوئیں۔ یحییٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ اس سے ان کی آنکھ ٹھنڈی ہوئی۔ ان کی طاقت بڑھی اور ان کی دعوت باقی رہی۔ قرآن کو سنو کہ وہ اس قصہ کو کبھی مختصر اور کبھی کسی قدر تفصیل سے بیان کرتا ہے۔

''اور زکریا کا تذکرہ کیجئے جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے رب مجھ کو لاوارث مت رکھیو اور سب وارثوں سے بہتر آپ ہی ہیں سو ہم نے ان کی دعا قبول کرلی اور ہم نے ان کو یحییٰ فرزند عطا فرمایا اور ان کی خاطر سے ان کی بی بی (کو جو کہ بانجھ تھیں) اولاد کے قابل کر دیا۔ یہ سب نیک کاموں میں دوڑتے تھے اور امید و بیم کے ساتھ ہماری عبادت کرتے تھے اور ہمارے سامنے دب کر رہتے تھے''۔

(الانبیاء:۸۹۔۹۰)

۸۔ یحییٰ علیہ السلام بارِ نبوّت اُٹھاتے ہیں

یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوتے ہیں۔ اپنے ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنتے ہیں۔ اپنے عظیم والد کے جانشین ہوتے ہیں۔ خالص دین اور اللہ کی طرف دعوت دینے کا بارِ گراں اٹھاتے ہیں۔ ان میں بچپن ہی سے شرافت و نجابت کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ لڑکپن میں علم کے خاص شغف سے مالا مال ہوتے ہیں اور جوانی میں صلاح و تقویٰ کی صفات سے مزین اور (آراستہ) ہیں۔ والدین کی محبت، پیار اور نیکی

میں اپنے ہمجولیوں اور ساتھیوں سے ایسے ممتاز اور مشہور ہوتے ہیں کہ ان کی طرف انگلیوں سے اشارے کیے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اے یحییٰ! کتاب کو مضبوط ہو کرلو اور ہم نے ان کو (ان کے) لڑکپن ہی میں (دین کی) سمجھ اور خاص اپنے پاس سے رقتِ قلب اور پاکیزگی (اخلاق کی) عطا فرمائی تھی۔ اور وہ بڑے پرہیز گار اور اپنے والدین کے خدمت گزار تھے اور وہ (خلق کے ساتھ) سرکشی کرنے والے (یا حق تعالیٰ کی) نافرمانی کرنے والے نہ تھے اور ان کو (اللہ تعالیٰ کا) سلام پہنچے جس دن کو وہ پیدا ہوئے اور جس دن کو وہ انتقال کریں گے اور جس دن (قیامت میں) زندہ ہو کر اٹھائے جائیں گے''۔

(مریم:۱۲۔۱۵)

سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بن مریم کا قصہ

۱۔ معجزہ......عادت کے خلاف

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا دور آتا ہے وہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے آخری رسول ہیں اور وہ ایسا قصّہ ہے جس سے اللہ کا زبردست ارادہ، اللہ کی مطلق قدرت اور اللہ کی لطیف اور باریک حکمت ظاہر ہوتی ہے۔ ان کا سارا معاملہ ہی عادت کے خلاف (معجزہ) ہے ان کی ولادت عادت کے خلاف (معجزہ) ہے جس میں عقلمندوں کی عقلیں حیران ہوگئیں اور جس میں طبعی قوانین ختم ہوگئے اور جو شخص نیچر کے ان قوانین کو ''معبود'' کی طرح یقینی مانتا ہے۔ اس کا اس پر ایمان اور اس کی تصدیق پارہ پارہ ہوگئی اور جو تجربہ، مشاہدہ، طبعی احکام اور نیچر پر فرشتہ کی طرح ایمان لایا کہ جیسے ان میں کوئی تغیر وتبدل نہیں ہوتا اور اللہ کی اس قدرت سے بے خبر رہا جو ہر چیز پر حاوی اور ہر چیز پر غالب ہے۔ اس کے ارادے کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوسکتی۔

''اس کا کام یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کو چاہتا ہے تو اسے کہتا ہے ہوجا تو وہ ہو ہوجاتی ہے''۔

یہ کوئی بات نہیں وہ اللہ پیدا کرنے والا، باری، تصویر بنانے والا ہے اس کے اچھے نام ہیں۔ زمین وآسمان کی ہر چیز اس کی تسبیح بیان کرتی ہے اور وہ غالب حکمت

والا ہے''۔ (سورۃ الحشر)

اور جو ماں اور باپ دونوں کے بغیر پانی اور مٹی سے آدم کی پیدائش مان چکا ہو اور تنہا ماں سے بغیر باپ کے ولادت...... ماں اور باپ دونوں کے بغیر ولادت، تصدیق کے لحاظ سے کہیں آسان ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''بیشک عیسیٰ کی مثال اللہ کے ہاں آدم کی طرح ہے اسے اللہ نے مٹی سے پیدا کیا پھر اس سے کہا ہو پس ہو گیا''۔ (آل عمران)

۲۔ عجیب کام

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا سارے کا سارا کام عجیب ہے۔ ان کی ولادت ایسے زمانہ میں ہوئی جس میں یونان علومِ عقلیہ اور ریاضی میں پورے عروج پر تھا اور طب کی پوری حکمرانی تھی۔

۳۔ ظاہری اسباب کے سامنے یہود کا جھکاؤ

یہود اپنے زمانے کے مروجہ علوم کے سامنے جھک گئے حالانکہ وہ ایسی امت تھے جن میں نبی کثرت سے ہوئے ہیں۔ روح اور اس سے متعلقہ چیزوں کے انکار میں ان کی شہرت تھی اور جو چیز دیکھتے ان کی عادت تھی کہ اس کی مادی تفسیر کرتے۔ ان کے ہاں کسی چیز کا وجود اور کسی حادثہ کا امکان بغیر سبب اور علّت کے نہ تھا۔ اسی وجہ سے وہ معجزات جن سے اللہ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو نوازا وہ تنگ مادی عقل کا علاج تھے۔ وہ زمانہ کی ضرورت اور آواز تھے۔

یہود نے ظاہر پر غور کیا اور مغز کے بجائے چھلکوں سے چمٹے رہے۔ حقیقت کے بجائے ظاہر پہ جمے رہے۔ عنصر اور خون کے مقدس ہونے پر مال اور مادہ سے

محبت میں کافی آگے چلے گئے۔ زندگی پہ ٹوٹ پڑے اور ان کے دل سخت ہو گئے اور ان کی طبیعتیں خشک ہو گئیں۔ کمزور پر ان کا دل نہیں پسیجتا تھا اور نہ فقیر کے ساتھ ہمدردی سے پیش آتے تھے اور جس شخص کی رگوں میں یہودی خون نہ ہو اس سے حیوانات اور کتوں یا جمادات (جن میں روح نہیں ہوتی) جیسا سلوک کرتے تھے۔ طاقتور امیروں کے سامنے دب جاتے اور چھوٹے فقیروں کو دباتے، طاقت کے وقت سخت ہو جاتے اور عاجزی کے وقت نرم ہو جاتے۔ ان میں ذلت اور غلامی کی زندگی رچ بس گئی تھی جس میں ایک عرصہ دراز تک شام اور فلسطین میں رومی حکومت کے تحت وہ رہ چکے تھے۔ ان میں منافقت، سپردگی، حیلے بہانے، مکر و فریب اور خفیہ تحریکوں اور سازشوں کے جذبات راہ پا گئے تھے۔

۴۔ حقارت اور سرکشی

ان میں نبیوں کو گھٹیا سمجھنے کی عادت رچ بس گئی تھی اور ان پر جری ہو گئے تھے یہاں تک کہ قتل کرنے میں، سودی، معاملہ اور دینی تعلیمات کو بے کار سمجھنا، سختی اور ظلم، انسانی مہر و محبت کا ضُعف وغیرہ چیزیں عام تھیں۔ ان میں سے اکثر کے دل خالص اللہ کی محبت اور انسان پر مہربانی سے خالی تھے۔ چاہے اس کی اصل اور فضیلت اور انسانیت کا احترام کتنا ہی کیوں نہ ہو۔ وہ ہمدردی اور برابری نیکی اور بخشش کے الفاظ ہی تقریباً بھول گئے تھے۔ وہ نبوت و رسالت پر ایمان رکھتے تھے اس لیے کہ ان میں بہت سے نبی ہوئے اور ان کے صحیفے اور کتابیں ان کی باتوں سے پر تھے۔ لیکن آخری زمانہ میں ان کی حالت یہ ہو گئی تھی کہ وہ وہی مانتے اور اس چیز پر ایمان لاتے جو ان کی خواہش کے موافق ہوتی۔ ان کی سیرت و اخلاق میں مددگار ہوتی۔ جہاں تک اس شخص

کا تعلق ہے جس نے ان پر تنقید کی اور ان کا محاسبہ کیا اور انہیں صحیح دین اور صاف حق اور حالت کی اصلاح کی طرف بلایا اس کے دشمن بن جاتے اور اس سے جنگ کرتے۔ وہ بہتان تراشی اور من گھڑت جھوٹ، سچ کو چھپانے اور جھوٹی گواہی دینے میں بڑے جری تھے۔

۵۔ بنی اسرائیل پر اللہ کا احسان

اور وہ ایسی امت تھے جو عقیدہ توحید کی وجہ سے اس وقت کی موجودہ امتوں میں ممتاز تھی اور دوسروں پر ان کی فضیلت کا راز بھی یہی تھا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اے بنی اسرائیل! میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی اور یہ کہ میں نے تمہیں جہان والوں پر فضیلت دی ہے''۔ (البقرہ)

۶۔ احسان کی ناقدری

لیکن ان میں شرک و بت پرستی دوسرے مشرک قبیلوں کے ساتھ میل جول اور حکومت کی وجہ سے راہ پا گئی تھی۔ نبیوں کی تعلیمات سے مدت دراز کی وجہ سے دور ہو گئے تھے۔ عقائد خراب اور عادتیں جاہلوں جیسی ہو گئی تھیں۔ انہوں نے مصر میں بچھڑے کی پوجا کی۔ عزیز کی تعظیم اور تقدیس میں بہت آگے بڑھ گئے۔ یہاں تک کہ انسانی حدود کو بھی کراس کر گئے۔ ان میں اس قدر برائی آ گئی تھی کہ انہوں نے شرک و بت پرستی کے بعض کام، سحر اور کفر نہایت برے کام اللہ کے بعض نبیوں کی طرف منسوب کیے اور ان کے بارے میں اللہ سے بھی نہ ڈرے۔

۷۔ فخر اور اترانا

اس سب کے باوجود نسب پر بہت ہی فخر کرتے اور اتراتے تھے۔ آرزوں اور خوابوں پر انہیں بڑا اعتماد تھا۔ کہا کرتے تھے ''ہم اللہ کے بیٹے اور چہیتے ہیں''۔ اور کہا کرتے: ''ہمیں ہرگز آگ نہیں چھوئے گی مگر چند دن''۔ (البقرہ)

۸۔ مسیح علیہ السلام کی ولادت مشہور محسوسات کے لیے چیلنج

مسیح علیہ السلام کی ولادت اور ان کی زندگی، ان کی دعوت اور معیشت ان سب کے لیے ایک چیلنج تھی۔ یہ مروجہ محسوسات کے لیے چیلنج تھی۔ مروجہ مشہور عادات و اعمال اور رائج شدہ قوانین اور وہ بلند اقدار جن پر یہود کا ایمان تھا وہ عادتیں جن میں وہ ایک دوسرے سے آگے بڑھتے تھے اور اس میں ایک دوسرے سے جنگ کرنے پر بھی آجاتے تھے۔ ان سب کے لیے وہ (مسیح) ایک چیلنج تھے ان کی ولادت عام طریقے سے ہٹ کر ہوئی۔ انہوں نے پنگھوڑے میں لوگوں سے بات چیت کی۔ ایک فقیر اور سب سے ہٹ کر اللہ کی طرف ہوجانے والی ماں کی گود میں پرورش پائی اور ایسی فضا اور ماحول میں زندگی گزاری جو طعنوں سے بھری ہوئی تھی جو بڑائی اور امیری کے مظاہر سے دور تھی۔ وہ غریب لوگوں کے ساتھ بیٹھتے، انہیں کھلاتے، ان سے پیار کرتے، غریب اور کمزور لوگوں سے ہمدردی سے پیش آتے۔ امیر اور غریب حاکم و محکوم، شریف اور گھٹیا میں کوئی فرق نہ کرتے تھے۔

۹۔ مسیح علیہ السلام کے معجزے

اللہ نے انہیں نبوت اور وحی سے سرفراز فرمایا، انہیں انجیل دی۔ اور جبریل

علیہ السلام کے ذریعہ ان کی مدد کرائی اور روشن معجزے دیئے۔ اللہ ان معجزوں کے ذریعے ان بیماروں کو شفا دیتا تھا جن کے علاج سے ڈاکٹر عاجز آجاتے۔ اندھے اور کوڑھی ٹھیک ہوجاتے۔ وہ اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کردیتے۔ وہ لوگوں کے لیے مٹی سے پرندے بناتے، ان میں پھونکتے وہ اللہ کے حکم سے زندہ ہوجاتے، وہ لوگوں کو جو وہ کھاتے اور جو گھروں میں جمع رکھتے وہ بھی بتادیتے تھے۔

ان سب (معجزات) سے جو رسولوں کے معجزات کی اطلاع تورات میں آئی تھی اور اللہ کی قدرت کی باتیں ان سے لوگوں کا یقین وہ اور بڑھاتے اور ایمان تازہ کرتے تجربہ اور محسوسات کی عبادت کو جھٹلاتے لوگ اللہ کی وسیع قدرت اور ربانی ارادہ سے انکار کرنے لگے وہ اس پر ڈٹ گئے کہ جو علم وہ رکھتے ہیں اور جس کا انہوں نے مشاہدہ کیا ہے اس پر کسی نئی بات یا مزید بات کی گنجائش نہیں۔

۱۰۔ ان کی دینی دعوت اور یہود کی تکذیب

انہوں (مسیح) نے یہود کو ان بہت سی باتوں میں جو ان کے خیال میں بیٹھی ہوئی تھیں اور ان میں مبالغہ کیا تھا جھٹلایا اور یہودیوں نے اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام اور حرام کو حلال سمجھ رکھا تھا۔ وہ انہیں دین کے مغز اور روح اصل اور حقیقت کی طرف بلاتے تھے۔ وہ انہیں اللہ سے ایسی محبت کرنے کی طرف بلاتے تھے جو ہر محبت پر غالب ہو۔ اور انسانوں کے ساتھ رحمت و مہربانی اور ان کے احترام، فقیروں کی ہمدردی کی طرف بلاتے تھے۔ وہ انہیں خالص توحید کی طرف بلاتے تھے۔ اور جاہلی عادات اور غلط عقیدے جو نبیوں کے دین میں داخل ہوگئے تھے، سے روکتے تھے۔

۱۱۔ یہود ان سے لڑائی کی ٹھان لیتے ہیں

یہ سب باتیں یہود پر گراں گزریں اور ان سے جنگ کی ٹھان لی اور انہیں ایک ہی قوس سے مارا، تہمتوں اور بہتانوں کی ان پر یلغار کردی۔ انہیں بہت بُرا کہنا شروع کر دیا۔ ان کی پاک دامن ماں مریم بتول پر طعنے اور تہمت رکھ دی ان کی ڈٹ کر مخالفت کی۔ ان کے لیے بدمعاشوں کو تیار کیا اور ان کے راستے بند کر دیئے۔

۱۲۔ قرآن میں عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ

پھر ان سے خلاصی پانے اور انہیں قتل کرنے کا ارادہ کرلیا۔ اللہ نے انہیں بچالیا اور ان کی تدبیرانہی پر لوٹادی۔ انہیں اپنی طرف اٹھالیا اور انہیں عزت دی۔ قرآن میں ان کا قصہ پڑھیئے۔

''(اس وقت کو یاد کرو) جبکہ فرشتوں نے (یہ بھی) کہا کہ اے مریم بیشک اللہ تعالیٰ تم کو بشارت دیتے ہیں ایک کلمہ کی جو من جانب اللہ ہوگا۔ اس کا نام (لقب) مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا۔ باآبرو ہوں گے دنیا میں اور آخرت میں اور منجملہ مقربین کے ہوں گے اور آدمیوں سے کلام کریں گے گہوارہ میں (یعنی بالکل بچپن میں بھی) اور بڑی عمر میں بھی اور شائستہ لوگوں میں سے ہوں گے (حضرت مریم علیہا السلام) بولیں اے میرے پروردگار! کس طرح ہوگا میرا بچہ حالانکہ مجھ کو کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ویسے ہی (بلا مرد کے) ہوگا (کیونکہ) اللہ تعالیٰ جو چاہیں پیدا کر دیتے ہیں جب کسی چیز کو پورا کرنا چاہتے ہیں تو اس کو کہہ دیتے ہیں کہ ہوجا پس وہ چیز ہوجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو تعلیم فرمادیں گے (آسمانی) کتابیں اور سمجھ کی باتیں اور (بالخصوص) توراۃ اور انجیل اور ان کو (تمام) بنی اسرائیل کی طرف بھیجیں گے (پیغمبر بنا کر)۔ میں تم لوگوں کے پاس (اپنی نبوت پر) کافی دلیل لے کر آیا ہوں

تمہارے رب کی طرف سے وہ یہ ہے کہ تم لوگوں کے لیے گارے سے ایسی شکل بناتا ہوں جیسے پرندہ کی شکل ہوتی ہے پھر اس کے اندر پھونک مار دیتا ہوں جس سے وہ (جاندار) پرندہ بن جاتا ہے اللہ کے حکم سے اور میں اچھا کر دیتا ہوں مادرزاد اندھے کو اور برص (جذام) کے بیمار کو اور زندہ کر دیتا ہوں مُردوں کو اللہ کے حکم سے اور میں تم کو بتلا دیتا ہوں جو کچھ اپنے گھروں میں کھا کر آتے ہو اور جو رکھ آتے ہو۔ بلاشبہ ان میں (میری نبوت کی) کافی دلیل ہے تم لوگوں کے لیے اگر تم ایمان لانا چاہو۔ اور میں اس طور پر آیا ہوں کہ تصدیق کرتا ہوں اس کتاب کی جو مجھ سے پہلے تھی یعنی تورات کی اور اس لیے آیا ہوں کہ تم لوگوں کے واسطے بعض ایسی چیزیں حلال کر دوں جو تم پر حرام کر دی گئیں تھیں اور میں تمہارے پاس دلیل (نبوت) لے کر آیا ہوں۔ حاصل یہ کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو بیشک اللہ تعالیٰ میرے بھی رب ہیں اور تمہارے بھی رب ہیں سو تم لوگ اس کی عبادت کرو۔ بس یہ ہے راہ راست۔ سو جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انکار دیکھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کوئی ایسے آدمی بھی ہیں جو میرے مددگار ہو جاویں اللہ کے واسطے۔ حواریین بولے کہ ہم ہیں مددگار اللہ (کے دین) کے ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور آپ اس کے گواہ رہیئے ہم اس کے فرمانبردار ہیں۔ اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے ان چیزوں (یعنی احکام) پر جو آپ نے نازل فرمائیں اور پیروی اختیار کی ہم نے (ان) رسولوں کی سو ہم کو ان لوگوں کے ساتھ لکھ دیجئے جو تصدیق کرتے ہیں۔

اور ان لوگوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب تدبیریں کرنے والوں سے اچھے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ علیہ السلام (کچھ

غم نہ کرو) بیشک میں تم کو وفات دینے والا ہوں۔ اور فی (الحال) میں تم کو اپنی طرف اٹھائے لیتا ہوں اور تم کو ان لوگوں سے پاک کرنے والا ہوں جو منکر ہیں اور جو لوگ تمہارا کہنا ماننے والے ہیں ان کو غالب رکھنے والا ہوں ان لوگوں پر جو کہ (تمہارے) منکر ہیں روزِ قیامت تک۔ پھر میری طرف ہوگی سب کی واپسی سو میں تمہارے درمیان (عملی) فیصلہ کردوں گا ان امور میں جن میں تم باہم اختلاف کرتے تھے۔ تفصیل (فیصلہ کی) یہ ہے کہ جو لوگ (ان اختلاف کرنے والوں میں) کافر تھے سو ان کو سخت سزا دوں گا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور ان لوگوں کا کوئی حامی (طرفدار) نہ ہوگا اور جو لوگ مومن تھے اور انہوں نے نیک کام کیے تھے سو ان کو اللہ تعالیٰ (ان کے ایمان اور نیک کام کا) ثواب دیں گے اور اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتے ظلم کرنے والوں سے۔ یہ ہم تم کو پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں جو کہ (آپ کے) منجملہ دلائل (نبوت) کے ہے اور منجملہ حکمت آمیز مضامین کے ہے۔ بیشک حالتِ عجیبہ (حضرت) عیسیٰ علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشابہ حالتِ عجیبہ (حضرت) آدم علیہ السلام کے ہے کہ ان (کے قالب) کو مٹی سے بنایا پھر ان کو حکم دیا (جاندار) ہوجا بس وہ (جاندار) ہوگئے۔ یہ امر واقعی آپ کے پروردگار کی طرف سے (بتلایا گیا) سو آپ شبہ کرنے والوں میں سے نہ ہوجایئے''۔ (آل عمران: ۴۴-۶۰)

۱۴۔ قرآن میں ان کی سیرت اور دعوت

ان کی سیرت اور دعوت کا وصف جو اللہ نے قرآن مجید میں بیان کیا ہے پڑھیے:

''وہ بچہ (خود ہی) بول اُٹھا کہ میں اللہ کا (خاص) بندہ ہوں۔ اس نے مجھ کو

کتاب (یعنی انجیل) دی اور اس نے مجھ کو نبی بنایا (یعنی نبی بنادے گا) اور مجھ کو برکت والا بنایا میں جہاں کہیں بھی ہوں اور اس نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا جب تک میں (دنیا میں) زندہ رہوں اور مجھ کو میری والدہ کا خدمت گزار بنایا اور اس نے مجھ کو سرکش بد بخت نہیں بنایا اور مجھ پر (اللہ کی جانب سے) سلام ہے جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز مروں گا اور جس روز (قیامت) میں زندہ کر کے اُٹھایا جاؤں گا''۔

(مریم:۳۰۔۳۳)

۱۴۔ پرانی کش مکش

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو بھی وہی پیش آیا جو ان سے پہلے انبیاء کو پیش آیا تھا۔ ان سے رئیس اور امیر لوگ دور ہٹ گئے اور ان امیروں اور طاقتوروں نے انہیں چھوڑ دیا اور ان پر ایمان لانے اور ان کی پیروی میں انہیں شرم و عیب محسوس ہوئی۔ ریاست و رہنمائی امتیاز اور سیادت کے جس مقام پر تھے وہاں سے (نیچے آنا) اترنا انہیں گراں گزرا اللہ نے سچ فرمایا:

''اور ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا (پیغمبر) نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوشحال لوگوں نے یہی کیا کہ ہم تو ان احکام کے منکر ہیں جو تم کو دے کر بھیجا گیا ہے۔ اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم مال اور اولاد میں تم سے زیادہ ہیں اور ہم کو کبھی عذاب نہ ہوگا''۔ (السبا:۳۴۔۳۵)

۱۵۔ عام لوگوں اور فقراء کا ایمان

جب عیسیٰ علیہ السلام ان سے مایوس ہو گئے اور ان میں ضد اور کفر کا مشاہدہ کر لیا اور جان لیا کہ جو صاف کھلی نشانیاں اور معجزات وہ لے کر آئے ہیں اس کا انہوں نے انکار

کر دیا ہے جن کا انہیں یقین کر لینا چاہیئے تھا اور وہ انہیں چھوٹا سمجھتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ طاقتور ہیں نہ مالدار۔ انہوں نے عام لوگوں اور فقیروں کا رخ کیا۔ ان کے دل نرم ہو گئے اور ان کے نفس پاکیزہ ہو گئے اس لیے کہ وہ اپنے دائیں ہاتھ کی محنت اور خون پسینے کی کمائی سے کھاتے تھے۔ وہ نسبی لحاظ سے ایک دوسرے پر فخر کرتے اور نہ عزت و جاہ اور منصب میں ایک دوسرے سے بازی لگاتے ان میں ایک جماعت ایمان لے آئی۔ ان میں دھوبی اور مچھلیاں پکڑنے والے اور اہل حرفت اور پیشوں والے لوگ تھے۔

۱۶۔ ہم اللہ کے انصار ہیں

پس وہ مسیح پر ایمان لے آئے اور ان کے اردگرد جمع ہو گئے اور اپنے ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دیئے اور کہا ہم اللہ کے انصار ہیں۔ اللہ فرماتا ہے:

''سو جب حضرت عیسیٰ نے ان سے انکار دیکھا تو آپ نے فرمایا کوئی ایسے آدمی بھی ہیں جو میرے مددگار ہو جاویں اللہ کے واسطے، حواریین بولے کہ ہم ہیں مددگار اللہ (کے دین) کے ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور آپ اس کے گواہ رہئے کہ ہم فرمانبردار ہیں۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے ان چیزوں (یعنی احکام) پر جو آپ نے نازل فرمائیں اور پیروی اختیار کی ہم نے (ان) رسول کی سو ہم کو ان لوگوں کے ساتھ لکھ دیجیے جو تصدیق کرتے ہیں''۔ (آل عمران: ۵۲۔۵۳)

۱۷۔ ان کی سیاحت اور دعوت

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنے اکثر اوقات سیاحت اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے میں گزارتے۔ وہ بنی اسرائیل کو اللہ کی طرف بلاتے اور ان کی گمشدہ بھیڑوں کو

ان کے رب اور مالک کی طرف بلاتے۔ ان دعوتی چلنے پھرنے کے پروگراموں میں آسانی اور تکلیف تنگی اور کشائش ان کا ساتھ دیتی۔ وہ صبر سے اسے برداشت کرتے اور اسے شکر سے قبول کرتے۔ بھوک پر صبر کرتے اور قوت لایموت پر گذارہ کرتے (یعنی جو مل جاتا اس پر گذارہ کرتے)۔

۱۸۔ مددگار آسمانی دسترخوان طلب کرتے ہیں

مددگار صبر سختی برداشت کرتے، ثبات اور زہد کے اس درجہ پر نہ تھے جب انہیں قدرے تکلیف پہنچی تو انہوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے طلب کیا کہ وہ اللہ سے مانگیں کہ وہ ان کے لیے آسمان سے دسترخوان اتارے جس سے وہ کھاتے رہیں اور بھوک کے بعد سیر ہو جایا کریں اور تکلیف کے بعد آرام و نعمت پائیں۔

۱۹۔ بے ادبی

اپنے سوال میں مؤدب نہ تھے۔ انہوں نے کہا ”کیا تیرا رب طاقت رکھتا ہے کہ ہم پر آسمان سے دسترخوان اتارے؟“۔ (المائدہ)

عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے سوال پر کوئی تعجب نہ ہوا جس انداز سے انہوں نے خطاب کیا تھا وہ انہیں پسند نہ آیا۔ سب نبی اپنی امتوں سے ایمان بالغیب کا مطالبہ کرتے ہیں اور اسی کا مکلف بناتے ہیں۔ معجزات کھلونے نہیں ہیں جن سے بچوں کو کھلایا جائے اور تسلی دی جائے۔ بلکہ وہ تو اللہ کی نشانیاں ہیں جو اللہ نبیوں کے ہاتھ پر جب چاہتا ہے ظاہر کرتا ہے اور ان کی وجہ سے بندوں پر اللہ کی حجت قائم ہوتی ہے۔ ان کے ظہور اور انکار کے بعد مہلت نہیں ملتی۔

۲۰۔ اپنی قوم کو بُرے انجام سے ڈراوا

اس وجہ سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو ان پر خوف ہوا، انہیں بُرے انجام سے ڈرایا اور انہیں اللہ تعالیٰ کے امتحان سے روکا کہ وہ اس سے کہیں بلند و بالا ہے۔

۲۱۔ ان کا اصرار و زاری

لیکن حواری اپنے سوال پر اڑے رہے اور کہا کہ وہ صحیح سنجیدگی...... سے یہ سوال کرتے ہیں۔ امتحان کا ارادہ نہیں کرتے بلکہ اطمینان چاہتے ہیں اور تا کہ یہ آنے والی نسلوں کے لیے یادگار ہو اور ایسا قصہ ہو جو بیان کیا جائے اور زمانے کے ساتھ ساتھ اس کی روایت کی جاتی رہے۔ پس یہ اس دین کی سچائی کی دلیل اور سچے حواریوں اور پہلے مومنوں کی قدر و منزلت ہوگی۔

۲۲۔ قرآن قصّہ بیان کرتا ہے

قرآن کو یہ قصہ بیان کرنے دیجیے:

''وہ وقت قابلِ دید ہے جبکہ حواریین نے عرض کیا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا آپ کے رب ایسا کر سکتے ہیں کہ ہم پر آسمان سے کچھ کھانا نازل فرمائیں؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اگر تم ایمان دار ہو۔ وہ بولے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دلوں کو پورا اطمینان ہو جائے اور ہمارا یہ یقین اور بڑھ جائے کہ آپ نے ہم سے سچ بولا ہے اور ہم گواہی دینے والوں میں سے ہو جائیں۔ عیسیٰ ابن مریم نے دعا کی کہ اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے کھانا نازل فرمائیے کہ وہ ہمارے لیے یعنی ہم جو اوّل ہیں اور جو بعد ہیں سب کے لیے ایک خوشی

کی بات ہو جائے اور آپ کی طرف سے ایک نشان ہو جائے اور آپ ہم کو عطا فرمایئے اور آپ سب عطا کرنے والوں سے اچھے ہیں۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں وہ کھانا تم لوگوں پر نازل کرنے والا ہوں پھر جو شخص تم میں سے اس کے بعد ناحق شناسی کرے گا تو میں اس کو ایسی سزا دوں گا وہ سزا دنیا جہان والوں میں سے کسی کو نہ دوں گا"۔ (سورہ انعام: ۱۱۲۔۱۱۵)

۲۳۔ یہود سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے چھٹکارے کی کوشش کرتے ہیں

یہود کے صبر ان کی ضد اور عداوت کا پیمانہ لبریز ہو گیا انہوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے چھٹکارا حاصل کرنے کا ارادہ کیا۔ وہ رومی حاکم کے پاس ان کا یہ کیس لے گئے اور کہا کہ یہ بھڑکانے والا آدمی ہے۔ گمراہی کے باعث ہمارے دین سے نکل گیا ہے وہ اشتراکی ہے اور آزاد ہے اور ہمارے جوانوں کو قابو کر لیا۔ وہ اس پر فریفتہ ہو گئے ہمارا کام جدا کر دیا ہمارے عقلمندوں کو بیوقوف بنایا اور ہمارے کام میں حائل ہو گیا

۲۴۔ سیاسی لوگوں اور بدلہ لینے والوں کا انداز

وہ حکومت کے لیے بھی خطرہ ہے وہ کسی نظام کو مانتا ہے نہ کسی قانون کی پابندی کرتا ہے۔ بڑے کو بڑا نہیں جانتا اور قدیم کو مقدس نہیں سمجھتا۔ وہ باغی ہے اگر اس کے شر کو روکا نہ گیا تو وہ تباہی لے آئے گا اور شرارہ کو کبھی چھوٹا نہیں سمجھنا چاہئے کہ آگ لگا دینے کے لیے کافی ہے۔

۲۵۔ مکروچال

اُن کا کلام مکروفریب سے پُراور سیاسی رنگ میں رنگا ہوا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ دینی حصہ حکام کو اُبھارتا ہے اور نہ بھڑکاتا ہے ان کی سیاست میں یہ بات تھی کہ یہود کے دینی امور میں مداخلت نہ کی جائے اسی وجہ سے انہوں نے کلام کو سیاست کا رنگ دیا۔

۲۶۔ مشکل

بیرونی مشرک حاکموں کے لیے بات کی حقیقت تک پہنچنا مشکل تھا وہ مسیح سے ان کی عداوت اور یہود کی اغراض سے واقف تھے اور وہ اپنے انتقامی امور میں لگے ہوئے تھے جو ان کے لیے کافی تھے مگر یہود کا اصرار بہت بڑھ گیا۔ ان کے تردد نے طول کھینچا تو انہوں نے اس کیس سے خلاصی پانے کا ارادہ کرلیا جو شر کی بات بنا ہوا تھا۔

۲۷۔ سیدنا مسیح عدالت میں

وہ جمعہ کا دن عصر کے بعد ہفتہ کی شام تھی اور یہود ہفتہ میں کچھ نہیں کرتے۔ ان کی چھٹی اور کام سے رکنے کا دن تھا۔ انہیں بس اس بات کی حرص تھی کہ کسی طرح جمعہ کی مغرب سے پہلے حکم صادر ہو۔ مسیح کے بارے میں انہیں آرام ملے۔ آرام سے سوئیں اور خوشی سے صبح کریں۔ انہیں کوئی پریشانی نہ ہو۔

حاکم اس مقدمہ پر بہت تنگ ہوا اسے اس میں کوئی دلچسپی تھی اور نہ اس کی رعایا کی کوئی مصلحت اور یہود فیصلہ سُننے کے لیے جمع ہو گئے اور وہ چیخ و پکار کررہے تھے اور پھاڑنے والے...... حاکم پریشان تھے اور وقت مختصر...... سورج غروب کی طرف مائل تھا اس نے پھانسی دے کر قتل کا فیصلہ دے دیا۔

۲۸۔ اس زمانہ کا مجرمانہ قانون

اس زمانہ میں مجرمانہ قانون (Criminal Law) کے مطابق ضروری تھا کہ جس کے بارے میں لٹکانے کا فیصلہ دیا جائے وہی اس صلیب کو اٹھا کر لاتا تھا اور پھانسی کی جگہ (Gallows) دور تھی جیسا کہ تہذیب یافتہ ملکوں میں عادت ہے۔ بھیڑ بہت زیادہ تھی ایک دوسرے پر لوگ گر رہے تھے اور سپاہی اور ان میں سے اکثر باہر کے لوگ اور ملازم تھے۔ انہیں اس کیس میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔ اسرائیلی ایک دوسرے سے ملتے جلتے تھے۔ ان کے کام کے بارے میں شبہ پڑتا تھا ان میں تمیز نہیں ہو پاتی تھی۔ غیروں کی حالت غیروں کی نظر میں...... شام کا وقت تھا اندھیرا چھا گیا تھا بعض یہودی اور جوانوں میں بیوقوف غیرت مند جناب مسیح پر ٹوٹ ٹوٹ پڑتے تھے انہیں بُرا بھلا کہتے عار دلاتے، انہیں تکلیف دینا اور ان کی توہین کرنا چاہتے تھے۔

۲۹۔ عیسیٰ علیہ السلام تکلیف اٹھاتے تھے

جناب مسیح بہت تھکے ہوئے تھے۔ انہیں تکلیف میں دیر تک رہنے اور تکلیف برداشت کرنے نے تھکا دیا تھا اور صلیب بھاری تھی۔ انہیں اس کے اٹھانے کا پابند بنایا گیا تھا۔ وہ جلدی سے چل نہیں سکتے تھے۔

۳۰۔ خدائی تدبیر

یہاں متعلقہ سپاہی نے ایک اسرائیلی جوان کو لکڑی اٹھا لانے کو کہا۔ وہ اپنے ساتھیوں میں سے زیادہ غیرت والا اور بیوقوفی کے لحاظ سے زیادہ بیوقوف اور جناب مسیح کو ایذاء دینے میں سب سے زیادہ حریص تھا وہ جلدی سے لے آیا تا کہ کام جلد ختم

ہو اور اس تباہ کن ذمہ داری سے خلاصی پائے۔

۳۱۔ لیکن انہیں مغالطہ ہوا

اس طرح لکڑی پہنچ گئی پھانسی کے دروازے تک، پھانسی کے سپاہی آگے بڑھے اور شہری پولیس سے کام اپنے ہاتھ میں لے لیا اور انہوں نے جوان کو صلیب اُٹھائے ہوئے دیکھا اور گڑ بڑ ہوگئی۔ چیخ و پکار زیادہ ہوگئی انہوں نے اس کے ہاتھ سے صلیب لی انہیں اس کے پھانسی پانے کے بارے میں کوئی شک نہ تھا کہ اسی کا فیصلہ ہوا ہے۔ وہ چیخ و پکار کررہا تھا اور اپنی برات کا اظہار کررہا تھا کہا اس کا فیصلہ اور سولی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اسے مذاق اور ظلم سے لکڑی اُٹھا لانے کو کہا گیا ہے۔ پھانسی والے سپاہی اس طرف آ ہی نہیں رہے تھے۔ وہ اس کی زبان بھی نہیں سمجھتے تھے۔ اس لیے کہ وہ روم اور یونان سے تھے جن کی حکومت تھی۔

۳۲۔ حکم کا نفاذ

ہر مجرم اپنے جرم سے نکلنا چاہتا ہے، ہر مجرم چیخ و پکار کرتا ہے۔ انہوں نے اسے پکڑا اور اس پر پھانسی کا قانون نافذ کر دیا۔ یہود دور کھڑے تھے اور دنیا رات اور تاریک تھی اور انہیں یقین تھا کہ جسے پھانسی دی گئی ہے وہ مسیح ہے۔

۳۳۔ عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا

جہاں تک جناب عیسیٰ ابن مریم کا تعلق ہے انہیں اللہ تعالیٰ نے یہود کی چال و مکر سے نجات دی اور انہیں نہایت عزت اور پاک حالت میں ان کافروں کے ہاں سے اپنی طرف اٹھالیا۔

۳۴۔ قرآن قصہ بیان کرتا ہے:۔

اور یہ اللہ کا قول ہے اور وہ یہود کے بارے میں ہے:

''اوران کے کفر کی وجہ سے اور حضرت مریم علیہا السلام پر ان کے بڑا بھاری بہتان دھرنے کی وجہ سے اوران کے اس کہنے کہ وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو جو کہ رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے قتل کر دیا حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں ہیں۔ ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے اور انہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست حکمت والے ہیں''۔

(النساء:۱۵۶۔۱۵۸)

اور وہ آسمان میں ہیں جیسے اللہ نے چاہا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ان کی ولادت عجیب، زندگی عجیب، شروع سے لے کر آخر تک تمام کام عجیب اور معجزہ اللہ کی قدرتِ مطلقہ ثابت کرنے والا ہے۔

۳۵۔ قیامت کے قریب عیسیٰ علیہ السلام کا نزول

جب اللہ چاہے گا وہ آسمان سے اتریں گے۔ جنہوں نے ان کے بارے میں یہود و نصاریٰ میں سے کمی بیشی کی ان پر دلیل قائم کریں گے۔ حق کی مدد کریں گے اور اہل باطل کو جیسا کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے مٹا دیں گے، ان کے بارے میں صحیح اور متواتر احادیث آئی ہیں۔ جن پر ہر زمانے کے مسلمانوں نے اعتقاد رکھا ہے اور اللہ نے سچ فرمایا:

''اور کوئی شخص اہل کتاب سے نہیں رہتا مگر وہ عیسیٰ علیہ السلام کے اپنے مرنے سے پہلے ضرور تصدیق کر لیتا ہے اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہی دیں گے''۔ (النساء:۱۵۹)

۳۶۔ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی خوشخبری

جناب مسیح اپنی کمزوری اور حامیوں کی کمی، یہود کی سخت مخالفت اور ان کی سازش کے باعث اپنا دعوتی کام مکمل نہ کر سکے انہوں نے لوگوں کو اللہ حافظ کہا اور اپنے رب کے حکم پر چلے اور لوگوں کو اپنے بعد ایک رسول کے آنے کی خوشخبری دی جو اس کی تکمیل کریں گے جو انہوں نے شروع کیا اور اسے عام کریں گے جو خود انہوں نے خاص کیا اور ان کی وجہ سے بندوں پر اللہ کی نعمت پوری ہوگی اور اس کی مخلوق پر حجت قائم ہوگی۔

''اور (اسی طرح وہ وقت بھی قابل ذکر ہے) جبکہ عیسیٰ ابن مریم نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں کہ مجھ سے جو پہلے تورات (آچکی) ہے میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور میرے بعد جو ایک رسول آنے والے ہیں جن کا نام (مبارک) احمد ہوگا میں ان کی بشارت دینے والا ہوں''۔ (الصّف:٦)

۳۷۔ خالص توحید سے اُلجھے ہوئے عقیدہ کی طرف

مذاہب کی تاریخ کی عجیب وغریب باتوں میں سے جس پر آنکھیں آنسو بہاتی اور دل پگھلتے ہیں وہ یہ کہ مسیح کی دعوت جو خالص توحید، آسان عمدہ دین، جو ہر پیچیدگی اور الجھاؤ ہر قسم کی تبدیلی اور تاویل سے پاک تھی اور صرف ایک اللہ کی

عبادت، اسی سے مانگنے، اسی سے التجا کرنے اور خالص اسی سے محبت رکھنے کی دعوت تھی۔ وہ الجھے ہوئے عقیدہ اور سمجھ میں نہ آنے والے فلسفہ میں تبدیل ہوگئی۔ ان کے پیروؤں نے اس میں بہت مبالغہ کیا اور انہیں اتنا بڑھایا کہ وہ انسانی حدود سے نکل کر خدائی حدود تک جا پہنچے انہوں نے کہا ''مسیح اللہ کا بیٹا ہے'' اور کہا ''اللہ نے بیٹا بنایا'' اور کہا ''بیشک اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے'' انہوں نے ایک ذات جو بے نیاز ہے اور جو خود کسی کی اولاد ہے نہ اس کی اولاد ہے اسے تین ممبروں پر مشتمل ایک خاندان قرار دے دیا ہر ایک ان میں سے خدا ہے۔ انہوں نے کہا رب، بیٹا اور روح القدس (جبریل) انہوں نے مریم کے بارے میں یہ عقیدہ رکھا کہ وہ مسیح کی ماں ہیں اور ان کے ساتھ وہ معاملہ کیا جو انہیں تقدیس اور عبادت کے درجے تک پہنچا دیتا ہے۔ انہوں نے کہا ''وہ اللہ کی ماں ہیں''۔ ان کی صورتیں اور مورتیں گرجوں میں عام کر دیں۔ ان کے سامنے عیسائی بڑی لجاجت سے جھکتے اور دعا کرتے۔ نذریں مانتے اور جھکتے ہیں۔ اللہ نے ان کے اس عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے اور ان کے فعل کی برائی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''مسیح ابن مریم کچھ بھی نہیں صرف ایک پیغمبر ہیں جن سے پہلے اور بھی پیغمبر گزر چکے ہیں۔ ان کی والدہ ایک ولی بی بی ہیں۔ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ دیکھیئے تو ہم کیونکر دلائل ان سے بیان کر رہے ہیں پھر دیکھیے وہ اُلٹے کدھر جا رہے ہیں۔ آپ فرمایئے کیا اللہ کے سوا ایسے کی عبادت کرتے ہو جو کہ تم کو نہ کوئی ضرر پہنچانے کا اختیار رکھتا ہو اور نہ نفع پہنچانے کا، حالانکہ اللہ تعالیٰ سب سنتے ہیں سب جانتے ہیں۔ (المائدہ:۷۵۔۷۶)

۳۸۔ عیسیٰ علیہ السلام ایک اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دیتے ہیں

انہوں نے دیگر انبیاء کی طرح ایک اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دی۔ انجیل میں ان کا قول موجود ہے۔

''اللہ کے لیے لکھا ہوا...... اپنے معبود کو سجدہ کرو اور تنہا اسی کی عبادت کرو''۔
(متی: ۴۔۱۰)

اور ان کا ایک اور قول بھی ہے ''صرف اپنے معبود کو سجدہ کر اور اسی ایک کی عبادت کر''۔ (لوقا: ۴۔۸)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''کسی بشر سے یہ بات نہیں ہوسکتی کہ اللہ تعالیٰ اس کو کتاب اور فہم اور نبوت عطا فرمائیں پھر وہ لوگوں سے کہنے لگے میرے بندے بن جاؤ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر۔ لیکن کہے گا تم لوگ اللہ والے بن جاؤ بوجہ اس کے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور بوجہ اس کے کہ پڑھتے ہو اور نہ یہ بات بتلاوے گا کہ تم فرشتوں کو اور نبیوں کو رب قرار دے لو، کیا وہ تم کو کفر کی بات بتلاوے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو''۔ (آل عمران: ۷۹۔۸۰)

۳۹۔ قرآن عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت کی تصریح کرتا ہے

قرآن نے نقل کیا ہے اور وہ اپنے سے پہلے کی کتابوں کی تصدیق اور حفاظت کرتا ہے۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے صاف اور واضح انداز میں خالص توحید اور اس کی طرف دعوت دینے کا اعلان کرتا ہے جس پر کوئی اضافہ نہیں ہوسکتا۔

''بے شک وہ لوگ کافر ہوچکے جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ عین عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم ہے حالانکہ مسیح نے خود فرمایا تھا کہ اے بنی اسرائیل تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو

جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ بیشک جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک قرار دے گا سو اس پر اللہ تعالیٰ جنت کو حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ (المائدہ:۷۲)

۴۰۔ ان کی دعوت میں توحید کا مقام

اور پیارے اور بلیغ انداز میں اور ہر وہ شخص جو توحید کے مقام اور نبیوں کی سیرت سے واقف ہے اس سے لطف اندوز ہوتا ہے اور جو اللہ کی معرفت اور اس کے سامنے جھکنے اور اس سے ڈرنے کے لیے انہیں ڈھالا گیا۔

''مسیح ہرگز اللہ کے بندے بننے سے عار نہیں کریں گے اور نہ مقرب فرشتے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی بزرگی سے عار کرے گا اور تکبر کرے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور سب لوگوں کو اپنے پاس جمع کریں گے پھر جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور انہوں نے اچھے کام کیے ہوں گے تو ان کو ان کا پورا ثواب دیں گے اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ دیں گے اور جن لوگوں نے عار کیا ہوگا اور تکبر کیا ہوگا تو ان کو سخت دردناک سزا دیں گے اور وہ لوگ کسی غیر اللہ کو اپنا یار اور مددگار نہ پائیں گے''۔ (النساء: ۱۷۲۔۱۷۳)

۴۱۔ قیامت کے مناظر میں سے ایک دلکش منظر

قرآن نے اپنی بلاغت اور اعجاز سے قیامت کے مناظر میں سے ایک دلکش منظر کی تصویر کشی کی ہے جناب عیسیٰ علیہ السلام اس سے برأت ظاہر کریں گے جو کچھ لوگوں نے ان کے بارے میں اپنی طرف سے کہا اور جیسا ان سے معاملہ کیا۔ وہ پوری قوت اور سچائی سے اپنی دعوت کی صفائی بیان کریں گے اور اپنی امت کے اس کیس میں غلو کرنے والوں کو بتائیں گے اور یہ کہ وہ تنہا ہی اس جرم کے ذمہ دار ہیں، قرآن پڑھیئے

اور موقف کا جلال اور منظر کی عمدگی کا اندازہ لگائیے۔

''اور وہ وقت بھی قابلِ ذکر ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی علاوہ اللہ کے معبود قرار دے لو۔ عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے (توبہ توبہ) میں تو آپ کو (شریک سے) منزہ سمجھتا ہوں مجھ کو کسی طرح یہ زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہیں۔ اگر میں نے کہا ہوگا تو آپ کو اس کا علم ہوگا، آپ تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتے ہیں اور میں آپ کے علم میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا۔ آپ غیبوں کے جاننے والے ہیں۔ میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا مگر صرف وہی جو آپ نے مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا کہ تم اللہ تعالیٰ کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے اور میں ان پر مطلع رہا جب تک ان میں رہا۔ پھر جب آپ نے مجھ کو اُٹھا لیا تو آپ ان پر مطلع رہے اور آپ ہر چیز کی پوری خبر رکھتے ہیں اگر آپ ان کو سزا دیں گے تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف کر دیں گے تو آپ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سچے تھے ان کا سچا ہونا ان کے کام آئے گا۔ ان کو باغ ملیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور خوش اور یہ اللہ تعالیٰ سے راضی اور خوش ہیں یہ بڑی بھاری کامیابی ہے۔ اللہ ہی کی ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور ان چیزوں کی جو ان میں موجود ہیں اور ہر شے پر پوری قدرت رکھتے ہیں''۔ (المائدہ:۱۱۶۔۱۲۰)

۴۲۔ الجھے ہوئے عقیدہ سے عام بت پرستی کی طرف

مسیحیت کا پرچار کرنے والے از خود یورپ منتقل ہوئے (اس لیے کہ انہیں مسیح نے ایسا حکم ہی نہیں دیا تھا انہوں نے خود تصریح کی تھی کہ وہ بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کی طرف بھیجے گئے ہیں) ان میں عرصہ سے بت پرستی راہ پا گئی تھی وہ اس میں ٹھوڑیوں تک ڈوبے ہوئے تھے۔ یونانی بت پرست تھے۔ انہوں نے اللہ کی صفات بہت سے معبودوں کو دے دیں ان کی مورتیں بنا ڈالیں، ان کے لیے عبادت گاہیں بنالیں، رزق کا الگ خدا ہے، رحمت کا الگ اور قہر کا الگ، رومی بت پرستی اور خرافات میں غرق تھے۔ بت پرستی ان کے گوشت اور خون میں مل گئی تھی اور بت پرستی کا ان سے تعلق جسم اور خون کا تھا۔ روم والے بہت سے معبودوں کی عبادت کرتے تھے جب ان تک عیسائیت پہنچی اور بڑا قسطنطین ۳۰۶ میں عیسائی ہو گیا وہ نئے دین سے چمٹ گیا اور اس سے بہت قریب ہو گیا۔ اسے حکومت کا سرکاری مذہب قرار دیا۔ مذہب عیسائیت نے رومی تقالید، یونانی فلسفہ اور بت پرستی سے بہت کچھ لے لیا اور آہستہ آہستہ اس کے قریب ہوتا گیا اور نبوی تعلیمات کی اصل مشرقی کشائش اور توحیدی غیرت مفقود ہوتی چلی گئی۔ اس میں بعض منافق داخل ہو گئے انہوں نے اس میں اپنے پرانے عقائد اور بت پرستی کے ذوق کو بھی جگہ دی۔ اس سے ایک نیا دین سامنے آ گیا جس میں عیسائیت اور بت پرستی دونوں کا یکساں امتزاج صاف ظاہر ہوتا ہے۔ اس طرح حملہ آور عیسائیت اس راستہ سے ہٹ کر چل پڑی جس پر مسیح چلے تھے اور اس کی دعوت دی تھی اور عیسائیت اس راہی کی طرح ہو گئی جو جان بوجھ کر یا بن جانے راستہ سے بھٹک گیا ہو اور وہ بھی رات میں۔ ایسا شخص آخر تک پہلے راستہ پر نہیں آ سکتا اور یہ باریک حکمت اور نکتہ صرف وہی جانتا ہے جس نے اس دین کا تاریخی مطالعہ کیا ہو۔ اللہ نے ان کی گمراہی کا وصف بیان کیا ہے جیسے یہود کا وصف مغضوبیت

بیان کیا ہے۔مسلمانوں کی زبان سے کہا'' اهدنا الصراط المستقیم '' اس میں یورپ کا سانحہ ہے، انسانیت کا سانحہ ہے جس نے ایک عرصہ دراز تک اسے چلایا ہے اور برابر اسی پر اس تسلط کا عمل ہے۔'' اور اللہ کے لیے امر ہے پہلے بھی اور بعد بھی''۔

اللّٰھُمَّ
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اللّٰھُمَّ
بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ